تسہیل النسائی

شرح

نسائی شریف

کتاب البیوع

حسبِ ایما

حضرت مولانا مفتی شفیق احمد صاحب قاسمی

مرتب

محمد ابن مولانا صابر علی صاحب چترویدی

مکتبہ

جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات گردھرپور، ضلع سنت کبیرنگر، یو پی

MOB NO: 9554660392

تسہیل النسائی

شرح نسائی شریف

کتاب البیوع

حسبِ ایما

حضرت مولانا مفتی شفیق احمد صاحب قاسمی

مرتب

محمد ابن مولانا صابر علی صاحب چترویدی

مکتبہ

جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات گردھر پور، ضلع سنت کبیر نگر، یو پی

MOB NO: 9554660392

تسہیل النسائی

شرح نسائی شریف
کتاب البیوع

مرتب
محمد ابن مولانا صابر علی صاحب چترویدیؒ

مکتبہ

تفصیلات

نام کتاب: تسہیل النسائی
نام مرتب: محمد ابن مولانا صابر علی صاحب چترویدیؒ
حسب ایما: جناب مولانا مفتی شفیق احمد صاحب قاسمی
زیر اہتمام: محمد ابن مولانا صابر علی صاحب چترویدی
کمپوزنگ:
پیشکش:
صفحات:
قیمت:

فہرست مضامین

مقدمہ

برائے کتاب تسہیل النسائی

مؤلفہ مولوی محمد بن مولانا صابر علی صاحب چترویدیؒ

علم حدیث کی خدمت کسی بھی عنوان سے بڑی سعادت کی بات ہے، ہمارے مدارس میں علم حدیث کو بڑی اہمیت حاصل ہے، جس کا اعتراف عجم سے لے کر عرب تک مسلم ہے، حدیث کی جن چھ کتابوں کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے، ان میں ایک اہم کتاب سنن نسائی بھی ہے، اس کتاب کی بہت سی انفرادیتیں ہیں، حدیث کو قبول کرنے کے سلسلے میں امام نسائی کی شرط کو بعض علماء نے امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر ترجیح دی ہے، نیز تراجم ابواب میں بھی امام نسائی نے بڑی دقت نظری کا ثبوت دیا ہے۔

وقت کے ساتھ درسی کتابوں کی اردو شرح نگاری بھی، اب ہمارے حلقہ کی علمی روایت بن چکی ہے، جس میں علم و فضل کے اساطین اساتذہ کرام سمیت، نو فارغ شدہ فضلاء بھی شامل ہیں؛ بلکہ بعض شروحات تو طلبہ کے ہاتھوں بھی لکھی گئیں ہیں، اس لیے تمام شروحات اپنی قدر و قیمت اور علمی معیار میں یکساں نہیں ہیں؛ لیکن اس کے باوجود تمام شارحین کے جذبات یہی رہے کہ علم حدیث اور طالبان علوم نبویہ کی خدمت کی جائے، یہ جذبات بلاشبہ قابل قدر ہیں اور قابل تعریف ہیں۔

پیش نظر مجموعہ بنام تسہیل النسائی، عزیز گرامی جناب مولانا محمد قاسمی بن جناب مولانا صابر قاسمی کی ترتیب دادہ کتاب ہے، جس میں سنن نسائی کی کتاب البیوع کی احادیث کی شرح کی گئی ہے، یہ شرح دار العلوم وقف دیوبند کے قدیم اور مقبول استاذ صاحب نسبت بزرگ حضرت مولانا فرید الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کے درسِ نسائی کی روشنی میں تیار کی گئی ہے، مزید اعتماد کی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا نے اس شرح کو مکمل دقت نظری سے دیکھا ہے اور جابجا اصلاحات فرمائی ہیں، جس کی وجہ سے کتاب میں معنوی حسن پیدا ہو گیا ہے۔

عزیز گرامی جناب مولانا محمد قاسمی نے دار العلوم وقف دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی ہے، یہاں وہ کئی سال رہے اور بڑی محنت اور جانفشانی سے تحصیل علم میں مصروف رہے، ان کے والد بزرگوار جناب مولانا محمد صابر قاسمی (۱۹۴۳-۲۰۲۰ء) بھی دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے اور بڑی علمی اور تقریری صلاحیتوں کے مالک تھے، انہوں نے متعدد

مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں، عزیزی محمد سلمہ، اپنی تحریری اور تدریسی خدمات سے اپنے والد مرحوم کی صحیح جانشینی بھی کررہے ہیں اور ان کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر بھی کررہے ہیں، اللہ تعالی موصوف کو خوب دینی وعلمی ترقیات عطا فرمائے اور ان کی اس اہم علمی کاوش کو قبول فرمائے آمین یارب العالمین

محمد نوشاد نوری قاسمی

استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

۳۔۵۔۲۰۲۴ء

انتساب

مدرسہ رحمانیہ نور العلوم جوری ضلع سنت کبیر نگر
مدرسہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ
جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور
جامعہ اسلامیہ دارلعلوم وقف دیو بند
کے نام جن کے صحن و چمن میں رہ کر کچھ لکھنے و بولنے کا طریقہ معلوم ہوا۔
اسی طرح جمیع اساتذہ کرام کے نام جن کی خصوصی توجہات وعنایات اور فیضان علم نے میرے اندر کچھ لکھنے اور پڑھنے کا شعور پیدا کیا۔
اور ان مشفق و مربی والدین ماجدین کے نام جن کی آغوش تربیت اور نیم شبی دعاؤں نے قلم پکڑنے کا سلیقہ سکھایا۔

عرض مرتب

اللہ پاک نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جس دین کی تکمیل فرمائی ہے وہ ایک ابدی اور جامع نظام حیات ہے جو دوسرے مذاہب کی طرح چند اخلاقی تعلیمات اور عبادات تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ساتھ جڑی ہوئی تمام معاشی ومعاشرتی اور سیاسی مسائل کے متعلق مفصل ہدایات دیتا ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک کسی معاشرے کے معاشی اور مالی معاملات مناسب اصول وضوابط کے پابند نہ ہوں تب تک اس معاشرے کی منصفانہ تشکیل ممکن نہیں اس لئے قرآن وحدیث نے جہاں عبادات کے بارے میں اللہ کے احکام کی تعمیل ضروری قرار دی ہے وہاں اپنی کاروباری سرگرمیوں کو بھی اللہ کے احکام کے تابع رکھنے کی تلقین کی ہے بلاشبہ مال ودولت اللہ کا خاص فضل اور اس کی قابل قدر نعمت ہے لیکن ہمیں یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ ہمارے دین نے اس مقصد کے لئے غلط طریقے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ ہر شخص کو حلال وجائز ذرائع استعمال کرنے کا مکلف ٹھہرایا ہے اور یہ احساس بھی دلوایا کہ قیامت کے دن ہر شخص کو یہ حساب دینا ہوگا کہ اس نے مال کن ذرائع سے حاصل کیا تھا حلال وجائز طریقہ سے یا ناجائز طریقے سے انہیں چند باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے مدارس اسلامیہ میں جہاں عبادت وطہارت قربانی وحج کے ابواب پڑھائے جاتے ہیں وہیں پر بیوع کے فضائل ومسائل پر بھی زور دیا جاتا ہے چناں چہ احقر نے ہدایہ کے اندر کتاب البیوع سب سے پہلے مدرسہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ میں کچھ صفحات حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مظاہری سے پڑھا پھر کچھ عارض پیش آنے کی وجہ سے دوسرے مدرسہ دارالعلوم مہذب پور کا انتخاب کرنا پڑا وہاں پر کتاب البیوع حضرت مولانا ومفتی شفیق احمد سے پڑھی۔

کتب حدیث میں نسائی شریف کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ علمی شغف رکھنے والوں سے مخفی نہیں ہے کتب حدیث میں تراجم ابواب کو احادیث سے ثابت کرنا انتہائی دقت قلب ہے سب سے ادق امام بخاریؒ کی صحیح البخاری کے تراجم ہیں اور نسائی شریف اپنے تراجم کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہے

آج کے اس قحط الرجال دور میں عربی کتب وشروحات سے استفادہ کم یاب ونایاب ہے دورۂ حدیث میں نسائی شریف فرید العصر حضرت مولانا فریدالدین صاحب قاسمی کے ذمہ کتاب الصوم وکتاب البیوع کے ابواب تھے حضرت بڑی جانفشانی وجد وجہد سے درس پڑھاتے تھے امتحان کی تیاری کے موقع پر طلبہ کونسائی شریف کے اردوشرح کی تلاش تھی وہ کتب خانوں کا چکر لگاتے پھرتے تھے احقر خودنسائی کے کتاب البیوع کی شرح کے تلاش میں تھا، بالآخر معلوم ہوا کہ کتاب الصوم وکتاب الحج تک کے ابواب کی شروحات علماء کرام نے لکھ دی ہیں کتاب البیوع کے شروح نہیں ہے اسی ضرورت کومحسوس کرتے ہوئے احقر نے نسائی شریف کے منتخب ابواب کی تشریح وتوضیح نہایت ہی آسان انداز میں کی ہے جو منتہی درجہ کے طلبہ کے لے بے حد مفید ثابت ہوگی۔

یہ ذکر کرنا بھی ناگزیر ہے کہ اللہ نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے اس کتاب کے مراجع وماخذ بھی مہیا فرمائے جہاں مراجع کے حصول کے لئے احقر کا اپنی چھوٹی سے لائبریری کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ رہا وہیں پر مادر علمی دارالعلوم وقف دیوبند کی عظیم الشان لائبریری سے بھی پورا پورا استفادہ کیا۔ کتاب کے آخر میں تمام مراجع ومصادر کونقل کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی طباعت واشاعت وتصحیح میں جن احباب کا تعاون ومحنت وکوشش شامل حال رہی وہ درج ذیل ہیں برادر کبیر مفتی عبدالغفار صاحب قاسمی، مفتی ابوحمزہ قاسمی اعظمی، مولانا محمد حمزہ قاسمی بارہ بنکوی، مولانا ضیاء الحق قاسمی کبیرنگری، مولانا عادل اعظمی قاسمی، مولانا عبدالعزیز جون پوری قاسمی، مولانا عبدالرحمن اعظمی قاسمی ودیگر رفقاء عزیز احقران تمام کا تہہ دل سے شکر گذار ہے بالخصوص حضرت کا بے حد ممنون ومشکور ہے جنہوں نے عدیم الفرصت ہونے کے باوجود بڑے ذوق وشوق اور توجہ سے یہ کتاب تسہیل النسائی کا مسودہ ملاحظہ فرمایا ور اغلاط کی نشاندہی فرمائی اور قیمتی مشوروں سے نوازا اللہ پاک حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔آمین

احقر نے اس کتاب کو بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا ہے پھر بھی اگر کوئی کمی وکوتاہی نظر آئے تو احباب ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہوسکے۔

بندہ بارگاہ خداوندی میں عجز وانکساری کے ساتھ دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے فضل سے اس کتاب کوشرف قبولیت سے نوازے اور احقر کے لئے ذخیرۂ آخرت وصدقہ جاریہ بنائے اخروی اوراپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔آمین

محمد ابن صابر علی صاحب چترویدیؒ سنت کبیرنگر

حرف اول

اللہ پاک نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جس دین کی تکمیل فرمائی ہے وہ ایک ابدی اور جامع نظام حیات ہے جو دوسرے مذاہب کی طرح چند اخلاقی تعلیمات اور عبادات تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ساتھ جڑے ہوئے تمام معاشی و معاشرتی اور سیاسی مسائل کے متعلق مفصل ہدایات دیتا ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک کسی معاشرہ کے معاشی اور مالی معاملات مناسب اصول وضوابط کے پاسند نہ ہوں تب تک اس معاشرہ کا منصفانہ تشکیل ممکن نہیں اسے لئے قرآن وحدیث نے جہاں عبادات کے بارے میں اللہ کے احکام کی تعمیل ضروری قرار دی ہے وہاں اپنی کاروباری سرگرمیوں کو بھی اللہ کے احکام کے تابع رکھنے کا تلقین کی ہے۔

بلاشبہ مال ودولت اللہ کا خاص فضل اور اس کی قابل قدر نعمت ہے لیکن ہمیں یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ ہمارے دین نے اس مقصد کے لئے غلط طریقے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ ہر شخص کو حلال وجائز ذرائع استعمال کرنے کا مکلف ٹھہرایا ہے اور یہ احساس بھی دلوایا کہ قیامت کے دن ہر شخص کو یہ حساب دینا ہوگا کہ اس نے مال کن ذرائع سے حاصل کیا تھا حلال و جائز طریقے سے یا ناجائز طریقے سے انہیں چند باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے مدارس اسلامیہ میں جہاں عبادات وطہارت قربانی وعقیقہ حج وعمرہ پر زور دیا جاتا ہے وہیں ہم کو یہ تعلیم بھی دی جاتی ہے کہ لوگوں کے ساتھ لین دین کا معاملہ کیسا ہو چناں چہ کتب حدیث میں نسائی شریف کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ علمی شغف رکھنے والوں سے مخفی نہیں ہے کتب حدیث میں تراجم ابواب کو احادیث سے ثابت کرنا انتہائی دقت قلب ہے سب سے ادق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح البخاری کے تراجم ہیں اور نسائی شریف اپنے تراجم کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہے، آج کے اس قحط الرجال دور میں عربی کتب وشروحات سے استفادہ کم یاب ونایاب ہے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے احقر نے نسائی شریف کے منتخب ابواب کی تشریح وتوضیح کی ہے جو منتہی درجہ کے طلبہ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگی۔

اس کتاب کی طباعت واشاعت میں جن احباب کا تعاون شامل رہا احقر تہہ دل سے ان سب

کا شکر گذار ہے بالخصوص حضرت
بے حد ممنون ومشکور ہے جنہوں نے عدیم الفرصت ہونے کے باوجود بڑے ذوق وشوق اور توجہ سے یہ کتاب تسہیل النسائی کا مسودہ ملاحظہ فرمایا اور اغلاط کی نشادہی فرمائی اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اللہ پاک حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

بارگاہ خداوندی میں عجز وانکساری کے ساتھ دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور والدین ماجدین معاونین کے لئے اور احقر کے لئے ذخیرہ آخرت و صدقہ جاریہ نجات اخروی اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

محمد
ابن مولانا صابر علی چترویدی

احوال نسائی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام ونسب

آپ کا نام احمد اور کنیت ابوعبدالرحمن ہے سلسلۂ نسب یہ ہے، احمد بن شعیب بن علی بن سنان بحروین دینار بن نسائی الخراسانی لقب حافظ الحدیث۔

ولدیت

آپ کے سن پیدائش میں اختلاف ہے بعض نے ۲۱۴ ہجری اور بعض نے ۲۱۵ ہجری بیان کیا ہے امام نسائی کی ولادت نسائی شہر میں ہوئی اسی وجہ سے نسائی سے مشہور ہیں۔

خود امام نسائی سے منقول ہے کہ میری پیدائش اندازاً ۲۱۵ ہجری کی ہے اس لئے کہ ۲۳۰ ھ میں میں نے پہلا سفر قتیبہ بن سعید کے لئے کیا اوران کے پاس ایک سال دو مہینے اقامت کی۔

وطن

امام نسائی نے اگرچہ بعد میں مستقل سکونت مصر ہی میں اختیار کر لی تھی لیکن آپ کی پیدائش خراسان کے مشہور شہر نساء میں ہوئی جو حرف نون اور سین کے فتحہ کے ساتھ اور ہمزہ مقصورہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور کبھی عرب لوگ اس ہمزہ کے واؤ کو بدل کر نسبت کرتے وقت نسوی بھی کہا کرتے ہیں اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے لیکن مشہور نسائی ہے۔

رحلت سفر

امام نسائی کی ابتدائی تعلیم کا پتہ نہیں چل سکا، لیکن آپ کے طلب حدیث کے لئے دور دراز کے

اسفار کے تذکرے ملتے ہیں جن میں حجاز، عراق، شام اور خراسان شامل ہیں آپ کا پہلا سفر خراسان کی طرف تھا وہاں کے مشائخ سے استفادہ کے بعد بغداد تشریف لے گئے وہاں امام قتیبہ کے پاس ایک سال دو ماہ رہے لیکن اس رحلت کے سن میں اختلاف ہے۔

شیوخ

امام نسائی نے اپنے دور کے مشائخ عظام سے استفادہ فرمایا آپ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ آپ نے پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علم کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر کرنا شروع کر دیا تھا آپ کے نامور اساتذہ میں سے امام بخاری، امام ابوداؤد، امام احمد اور امام قتیبہ بن سعید وغیرہ معروف ہیں۔

تلامذہ

امام نسائی کے حلقہ درس میں شریک ہونے والے اصحاب آپ کے مشہور تلامذہ میں سے (۱) ابوالقاسم (۲) حافظ ابوعوانہ (۳) امام جعفر طحاوی (۴) امام ابوبشر الدولابی (۵) امام ابوجعفر عقیل (۶) امام ابراہیم بن محمد بن صالح (۷) ابوعلی حسین بن محمد نیشاپوری (۸) حمزہ بن محمد الکنانی (۹) ابوبکر السنی وغیرہ نمایاں ہیں۔

اہمیت خصوصیت سنن نسائی

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ذخیرۂ احادیث میں یہ بہترین تصنیف ہے اس سے قبل ایسی کتاب موجود نہیں تھی۔

علامہ سخاوی فرماتے ہیں بعض علماء سنن نسائی کو روایت و درایت کے اعتبار سے صحیح بخاری سے افضل گردانتے ہیں۔

ابن رشید تحریر کرتے ہیں جس قدر کتب حدیث سنن کے انداز پر مرتب کی گئی تھیں ان میں سے سنن نسائی صفات کے اعتبار سے جامع ترین تصنیف ہے۔

کیوں کہ امام نسائی نے امام بخاریؒ امام مسلم کے انداز کو مجتمع کر دیا ہے مزید معلومات کے لئے بستان المحدثین، کشف الظنون وغیرہ دیکھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب البیوع

یہ کتاب ہے بیوع کے بیان میں

بیع کے معنی ہیں بیچنا، یعنی خرید وفروخت کرنا، لیکن کبھی اس کے معنی خریدنا بھی مراد ہوتے ہیں اس لئے اس کا ترجمہ اصطلاحی طور پر خرید وفروخت کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی معنی: شریعت میں آپسی رضامندی سے مال کے ساتھ مال کا ادلا بدلی کرنا بیع کہلاتا ہے، بیع کی مشروعیت یعنی خرید وفروخت کا شرعی ہونا قرآن پاک کی چند آیات سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

بیع کا ثبوت قرآن کریم سے

أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰو۔

اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا وار سود کو حرام کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ

بیع کے اصطلاحی معنی: کسی مرغوب چیز کو کسی مرغوب چیز کے بدلے مخصوص طریقے پر دینا۔

فوائد قیود: شئی مرغوب کی قید سے غیر مرغوب اشیاء نکل گئیں، مخصوص طریقے سے مراد تجارت کا طریقہ ہے اس لئے اس قید سے تبرع اور ہبہ نکل گئے اس لئے کہ ان دونوں میں تجارت کا طریقہ نہیں پایا جاتا ہے اور وجہ مفید کی قید سے وہ تمام چیزیں نکل گئیں جن کے تبادلہ سے کوئی فائدہ نہ ہو جیسے ایک گھر کو ایک گھر کے بدلہ میں بیچنا یہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس صورت میں کوئی فائدہ ہی نہیں

ہے اور بے فائدہ کاموں کا کرنا اچھا طریقہ نہیں ہے۔

قرآن میں ہے:وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ بیع قول وفعل دونوں سے منعقد ہوتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا میں نے یہ سامان بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا تو بذریعہ قول یہ بیع منعقد ہوگئی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جس کا اس زمانہ میں بہت زیادہ چلن ہے کہ دوکاندار سے ایک کلو گشت لیا بازاری بھاؤ کے حساب سے اس کی جو قیمت بنی قصائی کو دیا اور وہاں سے چلا گیا زبان سے ایک لفظ بھی نہیں بولا لیکن دونوں سے ایسے امور صادر ہوئے کہ جن سے واضح اشارہ ملتا ہے کہ دونوں نے خرید وفروخت کی اس صورت کو بیع بذریعہ فعل کہا جاتا ہے۔

شرائط بیع: بیع میں ۶۷؍ شرائط ہیں جیسا کہ شامی میں البحر الرائق کے حوالے سے اس کی تفصیلات موجود ہیں یہاں ان ہی میں سے چند شرطوں کو بیان کیا جاتا ہے جن کی طرف صاحب درمختار نے اشارہ کیا ہے کہ اس کی شرط متعاقدین کا اہل ہونا ہے۔اہل ہونے سے مراد دونوں عاقل ہوں وہ پاگل یا ناسمجھ بچے نہ ہوں نیز وہ دو ہوں ایسا نہ ہو کہ ایک ہی آدمی دونوں طرف سے بیع کرے، اگر ایسا کیا تو بیع منعقد نہیں ہوگی البتہ اگر باپ قاضی یا وصی اکیلے بیع کردے تو بیع منعقد ہوجائے گی۔

بیع کا محل: صاحب درمختار لکھتے ہیں کہ بیع کا محل مال ہوتا ہے یعنی جو چیز مال ہے اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور جو مال نہیں ہے ان میں بیع منعقد نہیں ہوگی۔

حالاں کہ درمختار کی اس تعریف پر علامہ شافعی فرماتے کہ المال کے بجائے المال متقوم کہتے تو زیادہ اچھا ہوتا اس لے کہ صرف مال کہنے کی صورت میں شراب نہیں نکلتی ہے حالاں کہ شراب مسلمانوں کے نزدیک مال نہیں ہے اس لئے اگر المال متقوم کہا جاتا تو اس تعریف سے شراب خارج ہوجاتی اور تعریف جامع اور مانع وبھی ہوجاتی۔

بیع کا حکم: بیع صحیح کا حکم یہ ہے کہ ثمن اور مبیع پر مشتری کی ملکیت ثابت ہوجائے۔

بیع کی حکمت: بیع کی حکمت انسانی ضروریات کی تکمیل ہے اور یہ بغیر بیع کے بہت مشکل ہے اس لئے کہ ایک آدمی اپنی تمام ضروریات کی تکمیل پر قادر نہیں ہے اس لئے کہ ایک سامان کے تیار ہونے میں اتنے مراحل آتے ہیں کہ ان تمام مراحل کا طے کرلینا ایک انسان کے لئے مشکل کیا بلکہ ناممکن ہے، مثلاً کپڑے کے اجزاء کا تیار کرنا پھر اس کی سلائی کرنا مارکیٹ میں لاکر بیچنا یہ تمام کام ایک آدمی کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے نظام کو باقی رکھنے کے لئے بیع کے طریقے کو رائج کیا۔

بیع کا ثبوت حدیث سے

قیس بن ابی غرزہ سے روایت ہے کہ ہمارا گروہ تجار کا نبیؐ کے زمانے میں سماسرہ نام تھا پھر نبیؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارا نام پہلے نام سے بہتر رکھا اور آپؐ نے فرمایا اسے سوداگروں کے گروہ بیع میں لغو اور قسم دونوں ن موجود ہوتے ہیں اس لئے تم اپنی بیعوں کو صدقے سے ملالو۔ مطلب یہ ہے کہ بیع اور شراء کے مقدمات میں اکثر لغو اور بے فائدہ قسم کا اتفاق پڑتا ہے تو اس کے لئے کفارہ کے لئے کچھ اللہ کے واسطے صدقہ دیا کرو۔ (ابوداؤد ج:۱، کتاب البیوع)

بیع کا ثبوت اجماع سے

بیع کا ثبوت اجماع سے بھی ہے کیوں کہ زمانۂ نبوت سے لے کر آج تک مسلمان جواز بیع پر متفق چلے آئے ہیں چناں چہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے واسطے سے تجارت فرمائی تھی، نیز اکابر صحابہ ائمہ مجتہدین اور بہت سے مشائخ نے تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔

بیع کا ثبوت قیاس سے

بیع کا ثبوت قیاس سے بھی ہے اس لئے کہ بیع کی مشروعیت انسانی ضروریات کی تکمیل ہے اور ضروریات کی تکمیل کے لئے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ تمام چیزیں کسی ایک آدمی کے گھر تیار نہیں ہوسکتی ہیں اس لئے ضروریات کی تکمیل کے لئے دوسرے سامانوں کو غیر سے لے لینا ناگزیر ہے جن کے حصول کے دو ہی طریقے ہیں:

(۱) حرام۔ (۲) حلال۔

حرام تو شریعت میں ممنوع ہے اس لئے شریعت نے حلال طریقہ یعنی بیع کو جاری کیا تاکہ لوگ آسانی کے ساتھ حلال طریقہ سے اپنی ضروریات پوری کریں۔ (البحر الرائق، درمختار شرح کشف الاسرار ج:۴، ص:۱۱۶)

ایجاب وقبول کی حقیقت

بائع اور مشتری میں سے معاملہ طے کرنے کے لئے جو پہلے بولے اس بول کو ایجاب اور جو بعد میں بولے اسے قبول کہتے ہیں۔

ایجاب وقبول کے الفاظ

ایجاب وقبول کے لئے بعت اور اشتریتُ کہنا ضروری نہیں بلکہ تبدیلی ملکیت پر دلالت کرنے والے الفاظ ایجاب وقبول کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ (طحطاوی علی الدر، شامی)

بیع کی قسمیں: بیع کی چار قسمیں ہیں:

(۱) **مباح:** یہ وہ بیع ہے جس کا تحقق عموماً مسلمانوں میں ہوتا ہے۔

(۲) **مکروہ:** یہ وہ بیع ہے جو شریعت کے رہنما اصول کے خلاف کی جائے جیسے جمعہ کی اذان کے بعد کی جانے والی بیع۔

(۳) **حرام:** اس سے مراد بیع فاسد ہے جیسے شراب کی بیع۔

(۴) **واجب:** وہ بیع ہے کہ جس کا آدمی محتاج ہو جائے جیسے یتیم کہ اس کا مال بیچنا واجب ہے جس کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو۔

بیع کی شرطیں

بیع صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ بائع اور مشتری مبیع اور ثمن کی مقدار سے بھی واقف ہوں اگر دونوں مبیع اور ثمن کی مقدار سے ناواقف ہیں اور یہ جہالت جہالت فاحشہ کے درجہ کی ہے تو بیع نہ ہوگی البتہ اگر کم درجے کی جہالت ہے تو بیع صحیح ہو جائے اس لئے کہ اس بات میں کم نقصان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

فقہی طور پر بیع کی چند قسمیں

(۱) **بیع نافذ:** اس بیع کو کہتے ہیں کہ طرفین میں مال ہو یعنی بیچنے والے کے پاس مبیع ہو اور خریدار کے پاس ثمن ہو اور عاقدین یعنی بیچنے اور خریدنے والے دونوں عاقل ہوں۔

(۲) **بیع موقوف:** اس بیع کو کہتے ہیں جس میں کوئی شخص کسی دوسرے کی چیز کو اس کی اجازت یا ولایت کے بغیر فروخت کرے اس بیع کا حکم یہ ہے کہ وجب تک اصل مالک کی اجازت ورضامندی حاصل نہ ہو یہ بیع صحیح نہیں ہوتی اجازت کے بعد صحیح ہو جاتی ہے۔

(۳) **بیع فاسد:** اس بیع کو کہتے ہیں جو باصلہ یعنی اپنی اصل کے اعتبار سے تو صحیح ہو درست ہو مگر بوصفیہ یعنی کسی خاص وجہ کی بنا پر درست نہ ہو۔

(۴) **بیع باطل:** اس بیع کو کہتے ہیں کہ جو نہ اپنے اصل کے اعتبار سے درست ہو اور نہ بوصفہ درست ہو۔

مبیع یعنی خرید وفروخت کے اعتبار سے بھی مبیع کی چار قسمیں ہیں:

(۱) **بیع مقائضہ:** یہ ہے کہ مبیع بھی مال ہو اور ثمن بھی مال ہو مثلاً ایک شخص کپڑا دے دوسرا شخص اس کے بدلہ میں غلہ دے گویا یہ بیع کی وہ صورت ہے جسے ہمارے عرف میں تبادلۂ مال کہا جاتا ہے۔

(۲) **بیع صرف:** یہ ہے کہ نقد کا تبادلہ نقد سے کیا جائے مثلاً ایک شخص ایک روپیہ کا نوٹ دے اور دوسرا شخص اس کے بدلے پیسہ دے۔

(۳) **بیع سلم:** اس بیع کو کہتے ہیں کہ بیچنے والا خریدار سے کسی چیز کی قیمت پہلے ہی سے لے لے اور یہ طے ہوجائے کہ خریدار یہ چیز اتنی مدت ایک دو مہینہ کے بعد لے گا۔

(۴) **بیع مطلق:** یہ ہے کہ کسی چیز کی بیع نقد کے عوض کی جائے مثلاً بیچنے والا ایک من گیہوں دے اور خریدار اس کی قیمت کے طور سے تیس روپئے دے۔

ثمن یعنی قیمت کے اعتبار سے بیع کی چار قسمیں ہیں:

(۱) **مرابحہ:** یہ ہے کہ بیچنے والا اپنے خریدار سے نفع لے کر فروخت کرے۔

(۲) **تولیہ:** اس کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والا مبیع کو بلا نفع کے اس قیمت پر فروخت کرے جتنی قیمت میں اپنے خود خریدا ہے۔

(۳) **وضیعہ:** اس کے معنی ہیں قیمت خرید سے کم پر بیچنا یعنی خسارے کا سودا، آخر تین قسموں میں چوں کہ فروخت کنندہ اپنی قیمت خرید یا لاگت بنا کر سودا کرتا ہے اور خریدار اعتماد کرتا ہے

۔

(۴) **مساوت:** اس کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والا اور خریدار آپس کی رضامندی سے کسی چیز کی خرید وفروخت چاہے جس قیمت پر بھی ہو اور اس میں بیچنے والے کی قیمت اور خریدار کا کوئی لحاظ نہ ہو۔

فقہ اسلامی میں خرید وفروخت کی چند اصطلاحات

بیع سلم: اس بیع کو کہتے ہیں جس میں ثمن یعنی قیمت فوراً ادا کرنا ضروری ہے اور مبیع یعنی فروخت شدہ چیز کو خریدار کے حوالے کرنا بیچنے والے پر لازم ہے بیع کو بیع بدلی بھی کہا جاتا ہے۔

سلم کے لغوی معنی ہیں تسلیم یعنی سپرد کرنا حوالے کرنا۔

شریعت میں ثمن یہ ہے کہ قیمت فی الحال دی جائے اور چیز ادھار ہو یہ تجارت سات آٹھ

شرطوں کے ساتھ جائز ہے چوں کہ اس بیع میں قیمت فوراً سپرد کی جاتی ہے اس لئے اس کو بیع سلم کہتے ہیں اور اسے بیع سلف بھی کہتے ہیں یعنی ادھار کی بیع کہ مال مبیع اس میں ادھار ہوتا ہے بیع سلم کا ثبوت قرآن سے بھی ہے۔

اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ

بیع کی چار صورتیں ہیں

(۱) دونوں طرف عین ہو یا

(۲) دونوں طرف ثمن ہو یا

(۳) ایک طرف عین ہو اور ایک طرف ثمن اگر دونوں طرف عین ہو تو اس کو مقایضہ کہتے ہیں اور دونوں طرف ثمن ہو تو صرف کہتے ہیں اور تیسری صورت میں کہ ایک طرف عین ہو اور ایک طرف ثمن تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر مبیع کا موجود ہونا ضروری ہو تو بیع مطلق ہے۔

(۴) اور اگر ثمن کا فوراً دینا ضروری ہو تو بیع سلم ہے لہٰذا سلم میں جس کو خرید جاتا ہے وہ بائع کے ذمہ دین ہے اور جو مشتری ثمن کو فی الحال ادا کرتا ہے اور جو دیتا ہے اس کو رب السلم اور مسلم کہتے ہیں اور دوسرے کو مسلم الیہ اور مبیع کو مسلم فیہ اور ثمن کو رأس المال۔

بیع مطلق کے جو ارکان ہیں وہ اس کے بھی ہیں اس کے لئے بھی ایجاب وقبول ضروری ہے ایک کہے میں نے تجھ سے سلم کیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا، بیع کا لفظ بولنے سے بھی مسلم کا انعقاد ہوتا ہے۔(ماخوذ فتح القدیر، درمختار، ہدایہ)

بیع سلم کی شرطیں

بیع سلم کی چند شرطیں ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) عقد میں شرط خیار نہ ہو دونوں کے لئے نہ کہ ایک کے لئے۔

(۲) اس کی نوع کا بیان مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپئے ہوں یا نوٹ یا سکہ۔

(۳) اس کی نوع کا بیان مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپئے ہوں یا نوٹ ہوں تو بیان کرنا ہوگا کہ کس قسم کے روپئے میں کھرا یا کھوٹا ہے۔

(۴) اس کی نوع کا بیان کرنا ہوگا کہ کتنا ہیں۔

(۵) رأس المال کی مقدار کا بیان یعنی اگر عقد کا تعلق اس کی مقدار کے ساتھ ہو تو مقدار کا بیان کرنا

ضروری ہوگا فقط اشارہ کر کے بتانا ضروری وکافی نہیں ہے کہ ان روپیوں کے بدلے میں سلم کرتا ہوں اور یہ بتانا بھی پڑے گا کہ سو روپے ہیں اور اگر عقد کا تعلق مقدار سے نہ ہو مثلاً راس المال کپڑے کا تھان ہو یا عدد متفاوت ہو تو اس کی گنتی بتانے کی ضرورت نہیں اشارہ کر کے معین کر دینا کافی ہے۔

اور اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور رأس المال مکیل یا موزونی ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کر کے ظاہر کرنا ہوگا اور اگر مکیلی موزونی نہ ہوں تو تفصیل کی حاجت نہیں ہے۔

اور اگر رأس لمال دو مختلف چیزیں ہوں مثلاً کچھ روپے ہیں اور کچھ اشرفیاں تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضروری ہے ایک کی بیان کر دی اور ایک کا نہیں تو دونوں میں سلم صحیح نہیں۔

رب السلم: بیع سلم میں خریدار کو رب السلم کہتے ہیں۔

مسلم الیہ: بیع سلم میں چیز بیچنے والے کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔

مسلم فیہ: جس چیز پر عقد سلم ہو اس کو مسلم فیہ کہتے ہیں

رأس المال: بیع سلم میں ثمن کو رأس المال کہتے ہیں۔ (ماخوذ در مختار، ج: ۷، ص: ۴۷۹ نیز ہدایہ) بیع صرف دین کو دین کے بدلہ میں بیچنے کو بیع صرف کہتے ہیں شرعاً اثمان مطلقہ کے بعض کو بعض کے عوض بیچنے کا نام بیع صرف ہے وہ ہے سونے کو سونے کے عوض چاندی کو چاندی کے عوض ان میں سے ایسے جنس کے دوسرے جنس کے مقابلہ میں بیچنے کو صرف کہا جاتا ہے۔

ثمن کو ثمن کے عوض بیچنا اور اس ثمن سے مراد سونا اور چاندی ہے لیکن حضرات شافعیہ اور حنابلہ نے صرف کی تعریف نقد سے کی ہے کہ نقد کو نقد کے عوض بیچنا اور ان کے یہاں بھی نقد سے مراد سونا اور چاندی ہے۔

بیع صرف کے شرائط چار ہیں

(۱) جسماً مجلس سے اٹھنے سے پہلے بدلین پر قبضہ ضروری ہے۔

(۲) بیع یقینی ہو اس میں کوئی اختیار نہ ہو عاقدین میں سے کسی ایک نے جدا ہونے سے پہلے بیع صرف کو ختم کر دیا تو بیع صرف ختم ہو جائے گی اور اگر جدا ہونے کے بعد بیع صرف ختم کی تو اس صورت میں بیع ختم نہ ہوگی۔

لیکن خیار رؤیت اعیان میں تو معتبر ہوگا اس عین میں اگر عیب پایا گیا اور اس وجہ سے واپس کیا تو بیع صرف ختم ہو جائے گی چاہے وہ چیز مجلس میں واپس کی جائے یا بعد میں اور اگر مبیع دین

ہواور عیب کی وجہ سے مجلس میں واپس کی گئی تو بیع صرف ختم نہ ہوگی۔

(۳) تیسری شرط اس میں ادھار منع ہے۔

(۴) وزن میں برابر ہو۔ (ماخوذ: ہدایہ، وقفہ البیوع، ج:۱، ص:۱۱۷۵)

نوٹ: اب ہر ایک کی مختصر تعریفات ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

بیع نافذ: وہ بیع ہے جو فوراً لاگو ہو جائے۔

بیع موقوف: وہ بیع ہے جو کسی کی اجازت پر موقوف ہو۔

بیع فاسد: وہ بیع ہے جو ذات کے اعتبار سے مشروع ہو لیکن وصف کے اعتبار سے مشروع نہ ہو۔

بیع باطل: وہ بیع ہے جو ذات اور وصف دونوں اعتبار سے مشروع نہ ہو۔

بیع مقائضہ: وہ بیع ہے جو عین کے بدلے عین ہو۔

بیع صرف: وہ بیع ہے جو ثمن کے بدلے میں ثمن ہو۔

بیع سلم: وہ بیع ہے جو بیع الدین بالدین ہو۔

بیع مطلق: وہ بیع ہے جو ثمن کے بدلے میں عین ہو۔

بیع مرابحہ: وہ بیع ہے جو ثمن اول سے زائد میں بیچا جائے۔

بیع تولیہ: وہ بیع ہے جو ثمن اول کے مطابق بیچا جائے۔

بیع وضعیہ: وہ بیع ہے جو ثمن اول سے کم میں بیچا جائے۔

بیع مساومہ: وہ بیع ہے جس میں ثمن اول کا خیال کئے بغیر ویسے ہی بھاؤ کر کے بیچا جائے۔

(ماخوذ: کشف الاسرار ج:۴، ص:۱۱۳)

اقالہ: خرید و فروخت میں دو آدمیوں کے درمیان جو عقد ہوا ہو اس کے اٹھا دینے کو اقالہ کہتے ہیں اقالہ میں بیچنے اور خریدنے والے کا قبول کرنا ضروری ہے تنہا ایک آدمی اقالہ نہیں کر سکتا۔

خیار عیب: بائع (بیچنے والے) کا مبیع (بیچی ہوئی چیز) کو عیب بیان کئے بغیر بیچنا یا مشتری (خریدار کا ثمن (قیمت) میں عیب بیان کئے بغیر چیز خریدنا اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس چیز کے واپس کر دینے کو اختیار کو خیار عیب کہتے ہیں۔

(۱) عیب کی تعریف عرف شرع میں عیب اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہو جائے۔

(۲) **کل ما اوجب نقصان الثمن فی عادۃ التجار فھو عیب۔**

(۳) ہر وہ چیز جو تاجروں کے عرف وعادت میں ثمن میں نقصان ثابت کرے وہ عیب ہے۔

خیارعیب کے شرائط

خیارعیب کے لئے یہ شرط ہے کہ:

(۱) مبیع میں وہ عیب نفذ بیع کے وقت موجود ہو یا بعد عقد مشتری کے قبضہ سے پہلے پیدا ہو لہٰذا مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب پیدا ہوا ہو اس کی وجہ سے خیار حاصل نہ ہوگا۔

(۲) مشتری نے قبضہ کرلیا ہو تو اس کے پاس بھی وہ عیب باقی رہے اگر یہاں وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہیں۔

(۳) مشتری کو عقد یا قبضہ کے وقت عیب پر اطلاع نہ ہو عیب دار جان کرلیا یا قبضہ کیا خیار نہ رہا۔

(۴) بائع نے عیب سے براءت نہ کی ہو اگر اس نے کہہ دیا کہ میں اس کے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں خیار ثابت نہیں۔

(۴) خیارعیب کب نہ ہوگا۔

کوئی چیز بیع کی اور بائع نے کہہ دیا کہ میں ہر عیب سے بری الذمہ ہوں (میں ہر عیب کی ذمہ داری سے بری ہوں) یہ بیع صحیح ہے اور اس مبیع کے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا تو ہمیں اگر بائع نہ کہہ دیا کہ لینا ہو تو لو اس میں سو طرح کے عیب ہیں یا یہ مٹی ہے یا اسے خوب دیکھو کیسی بھی ہو میں واپس نہیں کروں گا یہ عیب سے براءت ہے اگر اب عیب نکلا تو بیچنے والے پر لازم نہیں کہ وہ چیز واپس لے جب ہر عیب سے براءت کرلے تو جو عیب وقت عقد موجود ہے یا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے پیدا ہوا سب سے براءت ہوگی۔

حوالہ جات

(۱) تنویر الابصار کتاب البیوع باب خیار العیب ج:۷،ص:۱۶۴۔

(۲) الہدایہ ج:۲،ص:۴۰۔

(۳) الفتاوی الہندیہ کتاب البیوع الباب الثامن فی خیار العیب الخ الفصل الاول ج:۳،ص:۶۶۔

(۴) الدرالمختار وردالمحتار کتاب البیوع۔

خیار شرط: یہ تجارت میں استعمال ہونے والی ایک اصطلاح ہے کہ بیچنے اور خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ معاہدے میں یہ شرط کردیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیار

شرط کہتے ہیں مگر یہ اختیار تین دن سے زیادہ کا نہیں ہوسکتا۔

خیارشرط کی ضرورت

بائع ومشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعی طور پر بیع نہ کریں (فوراً بیع کو نافذ نہ کریں بلکہ عقد میں یہ شرط کردیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیارشرط کہتے ہیں اوراس کی ضرورت بائع اورمشتری کو ہوا کرتی ہے کیوں کہ کبھی بائع اپنی ناموافقی سے کم داموں میں چیز بیچ دیتا ہے یامشتری اپنی نادانی سے زیادہ داموں سے خرید لیتا ہے یاچیز کی اسے شناخت نہیں ہے ضرورت ہے کہ دوسرے سے مشورہ کرکے صحیح رائے قائم کرے اوراگراس وقت نہ خریدے تو چیز جاتی رہے گی یابائع کوخطرہ ہے کہ گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا ایسی صورت میں شریعت مطہرہ نے دونوں کو یہ موقع دیا ہے کہ غور کرلیں اگرنامنظور ہوتو خیار کی بنا پر بیع کو نامنظور کردیں۔

خیارشرط کی صورتیں

خیارشرط بائع ومشتری دونوں اپنے اپنے لئے کریں یاصرف ایک کرے یاکسی اور کے لئے اس کی شرط کریں سب صورتیں درست ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عقد میں خیارشرط کا ذکر نہ ہومگر عقد کے بعد ایک نے دوسرے کو یاہرایک نے دوسرے کو یاکسی غیر کوخیار دے دیا عقد سے پہلے خیارشرط نہیں ہوسکتا یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر عقد میں ذکر نہ آیا نہ عقد کے بعداس کی شرط کی مثلاً بیع سے پہلے یہ کہہ دیا کہ جو بیع تم سے کروں گا اس میں میں نے تم کوخیار دیا مگر عقد کے وقت بیع مطلق واقع ہوئی توخیار حاصل نہ ہوا۔

جن اشیاء میں خیارشرط ہے

خیارشرط ان چیزوں میں ہوسکتا ہے:

(۱) بیع (۲) اجارہ (۳) قسمت (۴) مال سے صلح (۵) کتابت (۶) خلع میں جب کہ عورت کے لئے ہو (۷) مال پر غلام آزاد کرنے میں جب کہ غلام کے لئے ہو آقا کے لئے نہیں ہوسکتا۔ (۸) راہن (رہن رکھنے والا (کے لئے ہوسکتا ہے (مرتہن) جس کے پاس رہن رکھا جائے) کے لئے نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ رہن کو جب چاہے چھوڑ سکتا ہے خیار کی کیا ضرورت (۹) کفالت میں مکفول لہ (جس کی کفالت کی جائے) اور کفیل (ضامن) کے لئے ہوسکتا ہے۔ (۱۰) اِبرا (کسی کو اپنا حق معاف کردینا) میں ہوسکتا ہے، مثلاً یہ کہا کہ میں نے تجھے بری کیا اور مجھے تین دن تک اختیار ہے۔ (۱۱) شفعہ

کی تسلیم میں طلب مواثبت کے بعد خیار ہوسکتا ہے۔(۱۲) حوالہ میں ہوسکتا ہے۔(۱۳) مزارعت میں ہوسکتا ہے۔(۱۴) معاملہ میں ہوسکتا ہے۔

جن اشیاء میں خیار شرط نہیں

ان چیزوں میں خیار نہیں ہوسکتا:

(۱) نکاح (۲) طلاق (۳) یمین (قسم) (۴) نذر (۵) اقرار عقد (۶) بیع صرف (۷) سلم (۸) وکالت۔

حوالہ جات

(۱) لدر المختار ورد المحتار کتاب البیوع باب خیار شرط۔

(۲) البحر الرائق کتاب البیع باب خیار الشرط ج:۶ ص:۵۔

خیار رؤیت: یہ تجارت میں استعمال ہونے والی ایک اصطلاح ہے کہ بغیر دیکھے کوئی چیز خریدنا اور دیکھنے کے بعد وہ چیز کے پسند نہ آئے پھر چاہے تو خریدار بیع کو ختم کردے۔اس اختیار کو خیار رویت کہتے ہیں۔

بیع میں خیار کی صورتیں

بعض اوقات انسان غور فکر کے بغیر بیع کر لیتا ہے مگر اسے یہ جلد احساس ہوجاتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی یا اسے کسی ماہر سے مشورہ کرنے اور چیز کی جانچ پڑتال کے لئے وقت درکار ہوتا ہے یا بیع کی شرائط پوری نہ ہونے یا چیز اور قیمت کے متعلق مکمل معلومات نہ ہونے یا دھوکے اور فراڈ کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے اسلامی شریعت نے اس کا حل قانون خیار کی شکل میں متعارف کرایا ہے۔خیار کے معنی ہیں خرید وفروخت کے معاملہ کو فسخ قرار دینے یا اسے برقرار رکھنے میں جو صورت بہتر معلوم ہو اس کا انتخاب کرنا خیار کے بہت سے اقسام ہیں مگر ان میں سے نمایاں قسمیں آٹھ ہیں جو درج ذیل ہیں:

خیار مجلس: اس کا مطلب ہے جب تک فریقین اس مقام پر موجود ہیں جہاں بیع ہوئی ہے ان میں سے ہر ایک کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ نبی کا ارشاد ہے:

البیعان بالخیار مالم یفترقا

بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں۔

شارع علیہ السلام نے بیع میں خیار مجلس فریقین کے فائدے اور مکمل رضامندی جو اللہ نے بیع

کے لئے ایک شرط کے طور پر بیان کی ہے اسی کے لئے رکھا ہے کیوں کہ عموماً بیع جلد بازی میں غور وفکر کے بغیر ہی ہوجاتی ہے لہٰذا شریعت کاملہ کی خوبیوں میں سے ہے کہ اس نے ایک حد مقرر کردی ہے جس میں دونوں فریق اپنے فیصلے پر غور فکر اور نظر ثانی کرلیں لیکن اگر مشتری جدا ہونے سے پہلے خریدی گئی چیز میں تصرف کرلے مثلاً کسی کو ہبہ کردے اور فروخت کنندہ اس پر اعتراض نہ کرے تو خیار مجلس ختم اور بیع لازم ہوجاتی ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک اگر دونوں یا ایک بیع کرتے وقت یہ واضح کردے کہ بیع فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا تو پھر بھی دونوں یا جس نے یہ حق ختم کیا اس کا اختیار ساقط ہوجائے گا اور بیع لازم ہوجائے گی، دلیل یہ دی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جب دو شخص بیع کریں تو ہر ایک کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں یعنی اکٹھے ہوں لیکن ایک دوسرے کو اختیار نہ دیں۔

یہ حضرات ایک دوسرے کو اختیار دینے کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب فریقان یا ان میں سے ایک لین دین کرتے وقت یہ شرط لگالے کہ خیار مجلس نہیں ہوگا تو یہ اختیار ختم ہوجاتا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں کیوں کہ یہ خیار کی حکمت وفلسفہ کے خلاف ہے ہماری ناقص رائے میں اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ جب تک فریقین بیع کی جگہ پر موجود ہوں ان کے درمیان بیع لازم نہیں ہوتی سوائے اس بیع کے جس میں وہ ایک دوسرے کو جدا ہونے کے بعد بھی طے شدہ مدت تک بیع فسخ قرار دینے کا اختیار دے دیں یعنی اس صورت میں جدائی سے پہلے ہی بیع لازم ہوجاتی ہے البتہ طے شدہ مدت تک بیع منسوخ کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے چناں چہ صحیح بخاری میں ہے کہ خرید وفروخت کرنے والوں کے درمیان بیع لازم نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ جدا ہوجائیں سوائے اس بیع کے جس میں وہ ایک دوسرے کو اختیار دے دیں۔

خیار شرط

جب بائع یا مشتری خریداری کا معاملہ کرتے وقت یہ کہے کہ مجھے اتنی مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا اور دوسرا فریق بھی اس پر راضی ہو تو اس کو خیار شرط کہتے ہیں یہ جائز ہے اس کی دلیل **المسلمون علی شروطھم** مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں تاہم اس کو سود کا ذریعہ بنانا جائز نہیں لہٰذا اگر قرض دینے والا قرض پر اضافی رقم لینے کے بجائے قرض لینے والے کی کوئی جائیداد خریدے اور یہ طے کرلے کہ مجھے اتنی مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا تاکہ دوران مدت اس جائیدار سے فائدہ اٹھا سکے اور جب مدت پوری ہو تو خیار شرط کے تحت بیع فسخ کردے تو یہ جائز نہیں ہوگا کیوں کہ یہ سودی حیلہ ہے چناں چہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایک شخص دوسرے سے کوئی چیز مثلاً زمین خریدتا ہے اور

یہ کہتا ہے کہ آپ کو فلاں مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے تو انہوں نے فرمایا کہ جائز ہے بشرطیکہ حیلہ مقصود نہ ہو حیلہ سے مراد یہ ہے قرض لینے والے سے کوئی جائیداد خرید کر اس سے فائدہ اٹھائے اور اس میں خیار شرط کرے تا کہ اس حیلہ کے ذریعہ قرض کے بدلے فائدہ حاصل کرے بیع کے وہ اقسام جن میں فروخت کی گئی چیز اس کے معاوضہ پر وقوع بیع کے مقام پر ہی قبضہ شرط ہے جیسے گندم کی گندم سونے کی سونے کے عوض بیع اور کرنسی کی خرید وفروخت ہے یا وقوع بیع کے وقت مکمل قیمت کی ادائیگی ضروری ہے جیسا کہ بیع سلم میں ہے وہاں بھی خیار شرط کی گنجائش نہیں ہے چناں چہ امام نووی فرماتے ہیں بیع کی وہ صورتیں جن میں دونوں طرف سے موقع پر قبضہ شرط ہے جیسے کرنسی کی خرید وفروخت یا غلے کی غلے کے عوض بیع ہے یا مکمل قیمت کی پیشگی ادائیگی ضروری ہے جیسا کہ بیع سلم میں ہے ان میں خیار شرط جائز نہیں ہے۔

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں بیع کی جن اقسام میں وقوع بید کی جگہ پر ہی قبضہ شرط ہے جیسے بیع صرف، کرنسی کی خرید وفروخت بیع سلم اور ان اجناس کی باہم بیع ہے جن کا کمی وبیشی کے ساتھ باہم تبادلہ سود ہے ان میں خیار شرط نہیں ہے کیوں کہ ان کا مطلب ہے کہ فریقین کے جدا ہونے کے بعد ان کے درمیان کوئی تعلق باقی نہ رہے جب کہ خیار شرط کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے درمیان خیار کی مدت تک تعلق باقی رہے گا۔

خیار تدلیس

مشتری کو اندھیرے میں رکھ کر کوئی چیز فروخت کی جائے تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے ایسی صورت میں شریعت مشتری کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ حقیقت حال واضح ہونے پر بیع فسخ کر سکتا ہے تدلیس کی یہ صورت تو زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے کہ بعض بیوپاری دودھ دینے والے جانور کو منڈی میں لے جانے سے قبل کچھ وقت کے لئے اس کا دودھ نہیں دوہتے تا کہ خریدار کو تھن بھرے نظر آئیں اور وہ یہ سمجھے کہ اچھی مقدار میں دودھ دینے والا جانور ہے لیکن جب جانور کو گھر لے جا کر دودھ دوہتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ دودھ کی حقیقی مقدار بہت کم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حربے کو ممنوع قرار دیا ہے اور فرمایا جس نے ایسا جانور خرید لیا اس کو دو باتوں میں اختیار ہے اگر اپنے سودے پر مطمئن ہے تو اسے باقی رکھے اور اگر مطمئن نہیں تو اس کو فسخ کر دے یعنی جانور واپس کر کے اپنی قیمت لے لے اور دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور دے۔ بعض لوگ حادثہ شدہ کار کو مرمت کر کے غیر حادثہ شدہ کار دے کر فروخت کر دیتے ہیں یہ بھی تدلیس کی ایک شکل ہے جو حرام ہے۔

خیارغبن

غبن کا معنی ہے دھوکا دہی اور کمی کرنا جب کسی شخص سے دھوکہ دہی یا اس کی ناواقفیت اور اعتبار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی چیز مارکیٹ کی بنسبت بہت زیادہ سستی خرید لی جائے یا معمول سے زیادہ مہنگی بیچ دی جائے تو اس کو اصطلاح میں غبن کہتے ہیں جو کہ حرام ہے۔

عہد نبوت میں مدینہ منورہ میں غلہ وغیرہ سے دوسرے شہروں سے لاکر ہی فروخت کیا جاتا تھا بعض چالاک تاجر منڈی سے باہر جاکر ہی تجارتی قافلوں سے سارا مال خرید لیتے تھے تو نبیؐ نے اس پر پابندی لگادی کیوں کہ اس میں یہ اندیشہ بھی تھا کہ تاجر قافلہ والوں کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر سستے داموں میں نہ خرید لیں اور اگر کوئی مالک تاجر پر اعتماد کر کے اپنے مال فروخت کردے اور وہ منڈی میں پہنچ کر یہ محسوس کرے کہ تاجر نے جو قیمت دی ہے وہ صحیح نہیں حقیقی قیمت یہ ہے تو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع باقی رکھے اور چاہے تو منسوخ کردے چناں چہ آپؐ کا فرمان ہے کہ قافلہ والوں سے آگے جاکر نہ ملو جس نے آگے جاکر مال خرید لیا تو جب مال کا مالک بازار پہنچے تو اس کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ (حدیث)

علمائے احناف خیار غبن کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں جو شخص بازار میں جائے تو اس کا فرض ہے کہ مارکیٹ کا ریٹ معلوم کر کے علی وجہ البصیرۃ بیع کرے اگر اس نے مارکیٹ سے ریٹ معلوم کئے بغیر بیع کرلی اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس کو دھوکہ لگا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے اس کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ رائے ذکر کردہ بالا حدیث کے خلاف ہے خود حنفی علماء بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث خیار غبن کی مضبوط ترین دلیل ہے ہمارے پاس اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہیں چناں چہ معروف حنفی عالم مفتی تقی عثمانی صاحب اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں آپؐ نے دیہاتی کو جو اختیار دیا یہ خیار مغبون کے سوا کچھ نہیں اس حدیث کا کوئی اطمینان بخش جواب شافعیہ اور حنفیہ کے پاس نہیں ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ متاخرین حنفیہ نے اس مسئلہ میں امام مالک کے قول پر فتوی دیا ہے۔

علامہ ابن عابدین (شامی) درالمختار میں فرماتے ہیں کہ آج کل دھوکہ بازی بہت عام ہوگئی ہے لہٰذا ایسی صورت میں مالکیہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے مغبون کو اختیار دیا جائے گا کیوں کہ دھوکہ اسی شخص کے کہنے پر ہوا ہے ویسے ہی دھوکہ لگ گیا تو بات دوسری ہے لیکن جب اس نے کہا کہ بازار میں یہ دام ہے اور بعد میں بازار میں وہ دام نہیں نکلے تو یہ دھوکہ اس کے کہنے کی وجہ سے ہوا لہٰذا دوسرے فریق

کو اختیار ہے فتوی بھی اسی کے اوپر ہے دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ حنفیہ کے پاس اس حدیث کا کوئی جواب نہیں ہے لہذا اس باب میں ائمہ ثلاثہ کا مسلک راجح ہے۔

خیار عیب

اگر چیز خریدنے کے بعد اس کی کسی ایسے نقص کا انکشاف ہو جو فروخت کرنے والے کے وہاں سے ہی موجود تھا لیکن بیع کے وقت خریدار کے علم میں نہ آ سکا تو خریدار کو بیع منسوخ کر کے اپنی رقم واپس لینے کا اختیار ہے اس کو خیار عیب کہتے ہیں نقص سے مراد ایسا عیب ہے جس سے قیمت میں کمی واقع ہو مشتری رضامند ہو تو خیار عیب میں تصفیہ کی ایک شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس چیز کے نقص کے ساتھ اور بغیر نقص کے قیمت لگائی جائے دونوں قیمتوں میں جو فرق ہو وہ رقم مشتری کو واپس کر دی جائے اور بیع کو قائم رکھا جائے۔

خیار عیب کی غرض وغایت مشتری کو ضرر سے بچانا ہے کیوں کہ وہ چیز کو بے عیب سمجھ کر خریدنے پر رضامند ہوا تھا نقص کی موجودگی اس کی رضامندی کے خلاف ہے اس لئے علماء دین کے مابین اس کی مشروعیت متفق علیہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا پھر اس سے (اجرت کے بدلے کام پر لگا کر) فائدہ اٹھایا بعد میں اس میں عیب پایا اور اسے واپس کر دیا اس پر فروخت کرنے والے نے کہا یا رسول اللہ اس نے میرے غلام سے فائدہ بھی تو اٹھایا ہے آپؐ نے فرمایا فائدہ نقصان کی ذمہ داری کی بنیاد پر ہے یعنی اس عرصہ میں چوں کہ غلام کا ذمہ دار مشتری تھا اگر وہ کسی وجہ سے ہلاک ہو جاتا تو مشتری کا ہی نقصان ہوتا اس لئے اجرت بھی اسی کا حق ہے۔

بَابُ الحِثِّ علی الکسْبِ

یہ باب ہے کمانے کی ترغیب دینے کے بیان میں

کسب حلال اور طلب کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی معاشرتی ضروریات مثلاً روٹی کپڑے نان ونفقہ کے حصول کے لئے کمائے اور پاک وحلال پیشہ کو بہرصورت اختیار کرے، چناں چہ اس میں اس کے علاوہ دیگر فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل اس طرح کی کہ سب سے بہتر کسب و پیشہ جہاد ہے اس کے بعد تجارت پھر زراعت اور پھر دستکاری یعنی کتابت وغیرہ۔

کسب یعنی کمانا فرض بھی ہے اور مستحب بھی اسی طرح مباح بھی ہے، اور حرام بھی ہے چناں چہ اتنا کمانا فرض ہے جو کمانے والے اور اس کے اہل وعیال کی معاشی ضروریات کے لئے اور اگر اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے لئے کافی ہو جائے اس سے زیادہ کمانا مستحب ہے بشرطیکہ اس نیت کے ساتھ زیادہ کمائے کہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات سے جو کچھ بچے گا وہ فقراء و مساکین اور اپنے دوسرے مستحق اقرباء پر خرچ کروں گا اس طرح ضروریات زندگی سے زیادہ کمانا اس صورت میں مباح ہے جب کہ نیت اپنی شان وشوکت اور اپنے وقار کی حفاظت ہو البتہ محض مال و دولت جمع کر کے فخر وتکبر کے اظہار کے لئے زیادہ کمانا حرام ہے اگرچہ حلال ذرائع سے ہی کیوں نہ کمایا جائے۔

کمانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی کمائی کو اپنے ذات پر اور اپنے اہل وعیال پر اس طرح خرچ کرے کہ نہ تو اسراف میں مبتلا ہو اور نہ بخل وتنگی میں۔

جو شخص کمانے اور اپنی روزی خود فراہم کرنے پر قادر ہو اس پر لازم ہے کہ وہ کمائے اور جس طرح بھی ہو سکے حلال ذرائع سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی آبرومندانہ زندگی کے تحفظ کے لئے معاشی ضروریات خود فراہم کر کے دوسرے پر بار نہ بنے ہاں جو شخص کسی بھی مجبوری یا عذر کی وجہ سے کسب وکمائی پر قادر نہ ہو پھر اس کے لئے یہ ضروری ہو گا کہ وہ دوسروں سے سوال کر کے اپنی زندگی کی حفاظت کرے اگر اس صورت میں کوئی شخص محض اس وجہ سے کہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا اس کی غیرت کو گوارہ نہیں اس نے کسی سے سوال نہیں کیا یہاں تک کہ بھوک وافلاس نے اس کی زندگی کے چراغ کو گل کر دیا تو نہ صرف یہ کہ وہ اپنی موت مرے گا بلکہ خود ذمہ دار ہو گا اور گنہگار کی موت مرے گا۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْكَسْبِ

۴۴۶۱ - 4466أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قُدَامَةَ السَّرَخْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَإِنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ.

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ سب سے زیادہ پاکیزہ چیز جو آدمی کھاتا ہے وہ آدمی کی اپنی کمائی ہے اور آدمی کی اولاد بھی اپنی کمائی ہوتی ہے۔

4467- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّةٍ لَهُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ إِنَّ أَوْلاَدَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلاَدِكُمْ.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے تو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھالو۔

4468أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَنْبَأَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی جو سب سے زیادہ پاکیزہ چیز کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور اس کی کمائی میں اس کی اولاد بھی شامل ہے۔

4469أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ.«

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی جو چیز کھاتا ہے اس میں سب سے زیادہ پاکیزہ چیز وہ ہے جو وہ اپنی کمائی میں سے کھاتا ہے اور آدمی کی اولاد بھی اس کی کمائی میں شامل ہے۔

باب اجتناب الشبہا فی الکسب

باب کمائی کرتے ہوئے مشتبہ چیزوں سے بچنا

اس حدیث میں فرمایا حلال ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دو چیزیں رکھیں ان میں سے ایک حلال ہے اور ایک حرام۔ حلال چیزیں وہ ہیں جن کے بارے میں سب کو معلوم ہے مثلاً نیک کام کرنا لوگوں سے نرمی سے پیش آنا، گویا کہ دنیاوی چیزیں تین طرح کی ہیں:

(۱) حلال (۲۳) حرام (۳) مشتبہ۔

حلال چیزیں وہ ہیں جو اللہ کے رسول کی تعلیمات قرآن وحدیث سے بالکل واضح ہیں جسے دودھ گائے، بکری میوہ وغیرہ اسی طرح حرام چیزیں بھی قرآن وسنت سے واضح ہیں جیسے شراب، زنا، قتل، اور جھوٹ وغیرہ۔ اور مشتبہ وہ چیزیں ہیں جو کسی حد تک حلال سے اور کسی حد تک حرام سے یعنی دونوں سے مشابہت رکھتی ہوں جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں پڑی ہوئی ایک کھجور دیکھی فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہوسکتی ہے تو میں اسے کھالیتا اس طرح مشتبہ امر سے اپنے آپ کو بچالینا بہت ضروری ہے کیوں کہ اسے اپنانے کی صورت میں حرام میں پڑ جانے کا خطرہ ہے۔

حدیث میں حرام چیزوں کو ممنوعہ چراگاہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح کوئی حاکم کسی خاص چراگاہ کو دوسرے کے لئے ممنوع قرار دے دیتا ہے جس کے نتیجے میں لوگوں کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو اس ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھیں اسی طرح شریعت نے جو چیزیں حرام قرار دی ہیں وہ لوگوں کے لئے ممنوع ہیں کہ ان کے ارتکاب سے اجتناب ضروری ہے اور مشتبہ چیزوں کو اس میں مبتلا ہونے کو ممنوعہ چراگاہ سے مینڈ پر عام جانور چرانے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح چرواہے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھ کر چرائے تا کہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں نہ گھس جائیں۔ اور اگر وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈ پر چرائے گا پھر اس بات کا ہر وقت احتمال رہے گا کہ اس کے جانور ممنوعہ چراگاہ میں گھس جائیں جس کے نتیجہ میں

اسے مجرم قرار دے دیا جائے گا، اس طرح انسان کو چاہئے کہ وہ مشتبہ چیزوں سے دور رہے تا کہ محرمات چیزوں میں مبتلا نہ ہو جائے اس کے بعد آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جان لو ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے جس میں جانور چرانا سمجھا جاتا ہے یہ گویا زمانہ جاہلیت کے بادشاہوں کے بارے میں خبر دی ہے یا یہ کہ مسلمانوں میں سے ان بادشاہوں اور حکام کے بارے میں خبر دی ہے جو غیر عادل ہیں کیوں کہ کسی علاقہ کی گھاس کو جانوروں کے چرنے سے روک کو ممنوعہ چراگاہ قرار دینا درست نہیں اسی طرح اللہ کا ممنوعہ علاقہ حرام چیزیں ہیں جن میں مبتلا ہونا لوگوں کے لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ حدیث اس طرح اشارہ کر رہی ہے کہ بدن کی بھلائی و بہتری حلال غذا پر موقوف ہے کیوں کہ حلال غذا سے دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے اور نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے یہاں تک کہ اس کے ہر ہر عضو سے نیک اعمال ہی صادر ہوتے ہیں۔

بابُ اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ فِي الْكَسْبِ

کمائی کرتے ہوئے مشتبہ چیزوں سے بچنا

۴۴۶۵ - 4470 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَوَاللَّهِ لاَ أَسْمَعُ بَعْدَهُ أَحَدًا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-- يَقُولُ »إِنَّ الْحَلاَلَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَإِنَّ بَيْنَ ذَلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَاتٍ .«وَرُبَّمَا قَالَ »وَإِنَّ بَيْنَ ذَلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَةً .«قَالَ »وَسَأَضْرِبُ لَكُمْ فِي ذَلِكَ مَثَلاً إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَمَى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَرَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَ الْحِمَى .«وَرُبَّمَا قَالَ »إِنَّهُ مَنْ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ وَإِنَّ مَنْ يُخَالِطِ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ .«

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں (بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں) ان کے مابین کچھ

ایسے امور ہیں جو مشتبہ ہیں انہوں نے یہ بات بیان کی میں تمہارے سامنے اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں بے شک اللہ کی ایک چراگاہ ہے اور اللہ کی چراگاہ وہ چیزیں ہیں جسے اس نے حرام قرار دیا ہے جو شخص چراگاہ کے اردگرد جانوروں کو چراتا ہے تو اس بات کا امکان ہے وہ جانور چراگاہ کے اندر داخل ہو جائے۔ بعض راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں جو شخص چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے وہ اس میں بھی چرانا شروع کر سکتا ہے تو جو شخص مشکوک چیزوں کے ساتھ اختلاط اختیار کرتا ہے وہ اسے بھی پار کر سکتا ہے۔

قرب قیامت حلال وحرام چیز کی تمیز مفقود ہو جانے کا بیان

4471 - حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ مَا يُبَالِي الرَّجُلُ مِنْ أَيْنَ أَصَابَ الْمَالَ مِنْ حَلاَلٍ أَوْ حَرَامٍ ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب زمانہ میں جہاں عام گمراہی کی وجہ سے افکار و اعمال کی بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی وہیں ایک بڑی خرابی یہ بھی پیدا ہوگی کہ لوگ حرام وحلال کی تمیز کرنا چھوڑ دیں گے جس کو جو بھی مال ملے گا اور جس ذریعہ سے بھی ملے گا اسے یہ دیکھے بغیر کہ یہ حلال ہے یا حرام ہضم کر جائے گا اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ پیشین گوئی آج کے زمانہ پر پوری طرح منطبق ہے آج ایسے کتنے لوگ ہیں جو حلال وحرام کے درمیان تمیز کرتے ہیں ہر شخص مال وزر اکٹھا کرنے کی فکر میں مبتلا ہے مال حرام ہے یا حلال اس کی کوئی پرواہ نہیں بس ہاتھ لگنا چاہئے۔

۴۴۶۶ 4472 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْكُلُونَ الرِّبَا فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا

کہ اس نے مال کس طریقہ سے حاصل کیا ہے حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے۔

۴۴۶۷ 4472- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم- « يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْكُلُونَ الرِّبَا فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ سود کھائیں گے جو شخص اسے نہیں کھائے گا اس کا غبار ضرور لاحق ہوگا۔

تشریح: مذکورہ بالا حدیث کے اندر سود کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ سود کھائیں گے۔

نیز بخاری و مسلم کی ایک حدیث ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ سات بڑے گناہ کیا ہیں، جو انسانوں کو ہلاک کرنے والے ہیں حضورؐ نے فرمایا: شرک کرنا، جادو کرنا، کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کے مال کو ہڑپنا، کفار کے ساتھ جنگ کی صورت میں میدان سے بھاگنا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، نیز ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آقا نے فرمایا کہ سود میں ستر گناہ ہیں سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔

لہٰذا آج کل معاشرے میں سود کی مختلف صورتیں مختلف ناموں سے رائج ہیں شرعی احکام سے ناواقف آدمی کسی نہ کسی درجہ میں ان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مستند علماء سے رجوع کر کے ان معاملات کا حکم معلوم کر لینا چاہئے کیوں کہ آج کل سود کا کاروبار عام ہو گیا ہے چپہ چپہ سود خوروں کا لین دین جاری ہے ان کے یہاں ظاہری طور پر مال و دولت کی ریل پیل نظر آتی ہے اسباب عیش و عشرت کی فراوانی ہر طرف دیکھی جاتی ہے، اس لئے عام سطح میں لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کل سود خور بہت راحت و آرام سے رہتا ہے حالاں کہ یہ ظاہری طور پر نظر آ رہا ہے باطنی طور پر جو روحانیت ملتی ہے وہ سود خور کو کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

بَابُ التِّجَارَةِ

یہ باب تجارت کے بیان میں ہے

4473أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ-صلی الله علیه وسلم- »إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَفْشُوَ الْمَالُ وَيَكْثُرَ وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ وَيَظْهَرَ الْعِلْمُ وَيَبِيعَ الرَّجُلُ الْبَيْعَ فَيَقُولَ لاَ حَتَّى أَسْتَأْمِرَ تَاجِرَ بَنِي فُلاَنٍ وَيُلْتَمَسَ فِي الْحَيِّ الْعَظِيمِ الْكَاتِبُ فَلاَ يُوجَدُ.«

ترجمہ: حضرت عمر بن تغلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مال عام ہوجائے گا اور زیادہ ہوجائے گا تجارت پھیل جائے گی علم رخصت ہوجائے گا آدمی کوئی سودا کرے گا اور یہ کہے گا کہ میں یہ اس وقت تک یہ سودا نہ کروں گا جب تک بنوفلاں کے تاجر سے مشورہ نہ کرلوں گا ایک بڑے قبیلے میں ایک ایماندار تاجر کا تب تلاش کرو گے تو نہیں ملے گا۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی دیگر علامتوں میں سے ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ مال و دولت کی بہت زیادہ ریل پیل ہوگی لوگ زیادہ سے زیادہ تجارت میں مشغول ہوں گے اکثر نسخوں میں یظھر العلم ہے اور بعض نسخوں میں یظھر الجھل ہے یعنی بعض لوگ دنیاوی امور میں اتنے مشغول ہوں گے کہ جہالت پھیل جائے گی اور دوسری حدیث میں یظھر العلم کے سیاق کو دیکھتے ہوئے کا معنی علم اٹھ جانے یا ختم کے معنی ہوں گے اللہ اعلم۔ یعنی ایسے کاتبوں کی تلاش جو عدل و انصاف سے کام لیں اور ناحق کسی کا مال لینے کی ان کے اندر حرص و لالچ نہ ہو۔ بہت مشکل سے ملیں گے۔

بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى التُّجَّارِ مِنَ التَّوْقِيَةِ فِي مُبَايَعَتِهِمْ.

یہ باب ہے سودا کرتے وقت تاجروں پر کس چیز کو متعین کرنا ضروری ہے

4474-أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ».

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزامؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خرید وفروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے جب تک تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوجاتے اگر وہ سچ بولتے ہیں اور وضاحت کردیتے ہیں تو ان کے سودے میں برکت رکھی جاتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور کوئی بات چھپاتے ہیں تو ان کے سودے کی برکت کو مٹا دیا جاتا ہے۔

توضیح: اس حدیث کے اندر اللہ کے رسول نے تاجروں کے متعلق فرمایا ہے کہ خرید وفروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے، یاد رہے کہ مذہب اسلام خیر خواہی کا نام ہے اس لئے مسلمان تاجر پر لازم ہے کہ لین دین کے وقت سچائی وفاداری خیر وخواہی سے کام لے اور خریدار حقیقت حال واضح کردے مال کے نقص کو نہ چھپائے اور ملاوٹ مکر وفریب جھوٹ اور دھوکہ دہی سے مکمل اجتناب کرے یہ سوچ نہ رکھے کہ سچ بولنے سے منافع میں کمی ہوگی نہیں نہیں بلکہ سچ بولنے سے اللہ تھوڑے منافع میں بھی برکت ڈال دیتا ہے جب کہ جھوٹ سے حاصل کیا ہوا نفع چاہے کتنا ہی زیادہ ہو بے برکت ہوتا ہے لہٰذا فریقین کو چاہئے کہ وہ معاملہ کرتے وقت ہمیشہ اس حدیث کو پیش نظر رکھیں بعض دوکاندار چیز کا نفع واضح نہیں کرتے بلکہ اس کی ذمہ داری بائع پر ڈال دیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

باب الْمُنْفِقِ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ.

یہ باب ہے جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان بیچنے کے بیان میں

4475-أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ . «فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا. قَالَ »الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ. «

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ نبی کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اوران کے لئے دردناک عذاب ہوگا، پھر نبی کریم نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا کہ یہ لوگ تو رسوا ہوجائیں گے اور خسارے کے شکار ہوں گے نبیؐ نے فرمایا کہ تکبر کے طور پر اپنے ازار کو لٹکانے والا شخص جھوٹی قسمیں کھانے والا تاجر جو جھوٹ بول کر اپنا سامان فروخت کرتا ہے اور کچھ دیکر احسان جتلانے والا شخص۔

4476 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الأَعْمَشُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « ثَلاَثَةٌ لاَ يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ الَّذِى لاَ يُعْطِي شَيْئًا إِلاَّ مَنَّهُ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْكَذِبِ ».

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا ان کا تزکیہ نہیں کرے گا ان کے کئے دردناک عذاب ہوگا (۱) وہ شخص جو کوئی چیز دیتا ہے تو احسان جتلاتا ہے (۲) ودوسرا وہ شخص جو اپنے تہبند کو تکبر کے طور پر لٹکا کر رکھتا ہے۔(۳) تیسرا وہ شخص جو جھوٹ بول کر اپنا سامان فروخت کرتا ہے۔

توضیح: ان دونوں حدیثوں کا مختصر مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے ارشاد کے مطابق پائجامہ لٹکانے سے مراد وہ شخص ہے جو جان بوجھ کر تکبر کی بنیاد پر ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہنتا ہے۔عہد نبوی میں عرب متکبرین کا یہ فیشن تھا کہ کپڑوں کے استعمال میں بہت اسراف سے کام لیتے تھے، اوراس کو بڑائی کی نشانی سمجھتے تھے تہبند اس طرح باندھتے تھے کہ چلنے میں کپڑے کا کنارہ زمین پر گھسٹتا تھا لہٰذا اس حدیث میں فخر اور غرور والا لباس استعمال کرنے والوں کو یہ وعید سنائی گئی ہے کہ وہ قیامت کے اس دن میں جب کہ ہر بندہ اپنے رب کریم کی نگاہ و کرم کا سخت محتاج ہوگا وہ اس کی نگاہ رحمت سے محروم ہوگا۔

دوسری قسم احسان جتلانے والا شخص یہ بھی نظر رحمت سے محروم ہوگا، احسان کرنا بڑی نیکی ہے مگر احسان کرکے کسی پر احسان جتلانا گندی صفت ہے ایسے لوگوں کو عربی میں منان اور اردو میں احسان

جتلانے والا کہتے ہیں۔

منان سے مراد وہ شخص ہے جو کسی کو کچھ دینے کے بعد احسان جتلاتا ہے اور احسان جتلانے والا گناہ کبیرہ میں شمار کیا جاتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ جو لوگ احسان کرتے ہیں انہیں کسی بھی طرح اپنے احسان کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور اگر کسی سے احسان جتلایا ہے تو اپنے گناہ سے توبہ کرے اس بندہ سے معافی طلب کرے ورنہ اللہ کے یہاں نیکی کرنے کے باوجود رسوائی کا سامنا ہوگا۔

تیسری قسم وہ شخص ہے جو جھوٹ بول کر اپنا سامان فروخت کرتا ہے، اس سے مراد وہ تاجر ہے جو نفع حاصل کرنے کے لئے یا اپنا مال تجارت بڑھانے کے لئے جھوٹی قسمیں کھائے مثلاً اس نے کوئی چیز ۱۰/روپیہ میں خریدی مگر اپنے خریدار سے اس سے زیادہ قیمت وصول کرنے کے لئے یا اس کی مالیت بڑھانے کے لئے جھوٹی قسم کھا کر کہے اللہ کی قسم میں یہ چیز ۲۰/روپیہ میں خریدی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے کلی اجتناب کرنا چاہئے تھوڑے سے نفع کے لئے اپنی آخرت کو خراب نہیں کرنا چاہئے

4477أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ - يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ - عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ »إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ.«

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سودا کرتے وقت بکثرت قسم اٹھانے سے پرہیز کرو کیوں کہ یہ چیز سودا بکواتی ہے لیکن اس کی برکت کو ختم کردیتی ہے۔

4478- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ قسم سودے کو تو بکوا دیتی ہے لیکن کمائی کی برکت ختم کردیتی ہے۔

توضیح: مذکورہ دونوں روایتوں کا مطلب ایک ہی ہے البتہ تھوڑے سے الفاظ کا فرق ہے حاصل یہ ہے کہ تاجر آدمی اپنے سامان کو بیچنے کے لئے خوب قسمیں کھاتا ہے اور لوگ اس کی قسم پر بھروسہ کرکے اس کا سامان لے لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم کھانے

سے سودا تو بک جائے گا لیکن اس کمائی کی برکت ختم ہو جاتی ہے اسی وجہ سے تاجر کو بہت زیادہ قسمیں کھانے سے احتراز کرنا چاہیے۔

بَابُ الْحَلِفِ الْوَاجِبِ لِلْخَدِيعَةِ فِى الْبَيْعِ

یہ باب ہے کہ ایسی قسم جو سودے میں دھوکے کو لازم کر دے

4479 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِى صَالِحٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ ابْنَ السَّبِيلِ مِنْهُ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لِلدُّنْيَا إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلاً عَلَى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِىَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الآخَرُ ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل فرماتے ہیں کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہیں قیامت کے دن اللہ پاک ان کے ساتھ کلام نہیں فرمائیں گے، ان پر رحمت نہیں کریں گے ان کا تزکیہ نہیں کریں گے اور ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں زیادہ پانی موجود ہو وہ مسافر کو وہ پانی استعمال نہ کرنے دے ایک وہ شخص جو کسی دنیاوی فائدہ کے حاصل کرنے کے لئے کسی حاکم کے ہاتھ پر بیعت کرلے تو اگر حاکم اس کی مراد کے مطابق چیز اسے دیدے تو وہ اس عہد کو پورا کرے اور اگر حاکم وہ چیز اسے نہ دے تو وہ اس کو پورا نہ کرے ایک وہ شخص جو کسی کے سامان پر عصر کے وقت بولی لگاتا ہے اور دوسرے شخص کے سامنے اللہ کے نام کی قسم اٹھاتا ہے کہ اس نے خود یہ سامان اتنے میں خریدا ہے تو دوسرا شخص اس کے بات کی تصدیق کر دیتا ہے۔

توضیح: اس حدیث میں فرمایا گیا ان تینوں آدمیوں پر اللہ نظر نہیں فرمائیں گے اس سے مراد نظر شفقت ہے ورنہ تو اللہ سے کوئی چیز بھی اوجھل نہیں۔

اور فرمایا ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کے پاس پانی زیادہ تھا لیکن مسافر کو نہیں دیا

واضح رہے اس پانی سے وہ پانی مراد نہیں ہے جس کے حصول کے لئے انسان کوشش کرتا ہے اور آلات وغیرہ استعمال کرتا ہے جیسے ایک کنواں ہے آدمی وہاں اپنا ڈول لے کر جاتا ہے پھر پانی نکال کر اپنے پاس رکھتا ہے ظاہر ہے اس میں اس کا وقت بھی خرچ ہوا اس کی محنت بھی لگی تو اگر اس طرح کا پانی وہ روکتا ہے تو وہ عذاب کا مستحق نہیں ہوگا، معلوم ہوا اس سے مراد وہ پانی اور گھاس ہے جو چراگاہ وصحراء میں قدرتی طور پر اگی ہو اس پر اگر کوئی قبضہ کر کے روکتا ہے تو یہ شخص عذاب کا مستحق ہوگا۔

ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو کسی دنیاوی فائدہ کے لئے کسی حاکم کے ہاتھ پر بیعت ہو اگر حاکم اس کی مراد کے مطابق دے دیتا ہے تو وہ اس کو پورا کرتا ہے اگر نہیں دیتا تو پورا نہیں کرتا، اس سے پہلے ایک بات یاد رکھیں کہ اطاعت ایک ایسا وصف ہے جو ہر نظام کے قیام واستحکام کی بنیاد ہے اجرام فلکی ہوں یا ارضی یا چھوٹے سے چھوٹے ذرات پر ایک مطیع یا مطاع کی صورت میں متاثر یا مؤثر ہے اور باہم ایسے مربوط ہیں جہاں کوئی اپنے دائرہ کار سے ہٹتا ہے وہیں اس کی موت واقع ہو جاتی ہے اسلام جو دین فطرت ہے وہ بھی نام ہے اطاعت وفرماں برداری کا خواہ اپنی ذاتی زندگی ہو یا معاشرتی عبادت، الغرض ایسا آدمی جو کسی حاکم کے ہاتھ پر بیعت کرے تو اگر حاکم اس کی مراد کے مطابق وہ چیز دے دے تو وہ اس عہد کو پورا کرے اور اگر وہ چیز نہ دے تو اس کی نافرمانی کرے، اس میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو عصر کے وقت اپنے سامان کی بولی لگاتا ہے۔ اور اللہ کے مقدس نام کا سہارا لے کر اپنے سامان کو بیچتا ہے اس حدیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ عصر کی نماز کی بہت فضیلت ہے اس وقت رب کی مرضی کے خلاف کوئی بھی اقدام کرے وہ بہت معیوب ہے عصر کے بعد مزید شناعت وبرائی شاید ہی یہ وقت بازار کی بھیڑ اور اس میں لوگوں کے چہل پہل کا ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دنیوی مقاصد کے لئے امام کی بیعت کرنا بیعت کرنے کے بعد اپنی وفاداری کو حکمراں کی طرف سے ملنے والے انعام واکرام کے ساتھ معلق کر دیتا ہے اور بیعت کے اصل مقصد کو چھوڑ دیتا ہے حالاں کہ بیعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ امور سلطنت میں اس کی مدد کی جائے کہ امام کی بات کو سنا جائے اور اس کی اطاعت کی جائے اور اچھی باتوں اور بری باتوں کا فریضہ انجام دیا جائے جب کہ وہ مفاد پرستی پر مبنی بیعت کے ذریعہ حکمراں اور امت مسلمہ سے خیانت کا مرتکب ہوتا ہے جس کہ وجہ سے اس کو خسارہ ہی خسارہ ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّدَقَةِ لِمَنْ لَمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ

بِقَلْبِهِ فِي حَالِ بَيْعِهِ

یہ باب ہے جو شخص سودا کرتے وقت قسم اٹھاتا ہے اور دلی طور پر اس قسم کا اعتقاد نہیں رکھتا اس کے لئے حکم ہے کہ صدقہ کرے

4480 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ نَبِيعُ الأَوْسَاقَ وَنَبْتَاعُهَا وَنُسَمِّي أَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَيُسَمِّينَا النَّاسُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ لَنَا مِنَ الَّذِي سَمَّيْنَا بِهِ أَنْفُسَنَا فَقَالَ « يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّهُ يَشْهَدُ بَيْعَكُمُ الْحَلِفُ وَاللَّغْوُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ ».

ترجمہ: ابوغرزہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ منورہ میں سازوسامان کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے ہم لوگ خود کو سماسرہ یعنی ایجنٹ کہا کرتے تھے لوگوں نے بھی ہمیں یہی نام دیا تھا جو ہمارے لئے اس نام سے زیادہ بہتر تھا جس نام کے ذریعہ ہم خود کو بلوایا کرتے تھے، آپؐ نے فرمایا اے تاجروں کی گروہ تمہارے سودے میں قسم بھی شامل ہوجاتی ہے اور لغو باتیں بھی ہوتی ہیں تو تم اس میں صدقہ ملادیا کرو۔

توضیح: اس میں ایک لفظ ہے سمساء دراصل یہ سمسار کے جمع کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں دلال یا کسی چیز کا منتظم چناں چہ پہلے زمانہ میں تجارتی کاروبار کرنے والوں کو سمسار یعنی ایجنٹ کہتے تھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نام اچھا نہیں معلوم ہوا تو نبیؐ نے ان لوگوں کے لئے تجار یہ لفظ تاجر کا صیغہ ہے عطاء کیا اس نام کے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے خرید وفروخت کی تعریف کرتے ہوئے قرآن میں فرمایا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ کیا تمہیں ایک ایسی تجارت بتاؤں جو دردناک عذاب سے نجات دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجر کو صدقہ نکالنے کا حکم اس لئے دیا کہ تاجر سے عام طور پر بے فائدہ باتیں اور بہت سی جھوٹی قسموں کا صدور ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں اللہ کے غضب وناراضگی کا سبب ہیں اس لئے صدقہ نکالنے کا حکم فرمایا تاکہ تاجر کے لئے وہ صدقہ بے فائدہ باتوں اور قسموں کا کفارہ ہوجائے۔

باب وُجُوبِ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا

یہ باب ہے فریقین کے الگ ہونے سے پہلے سودا کرنے کے اختیار کولازم آنا

4481 - أَخْبَرَنَا أَبُو الأَشْعَثِ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا فَإِنْ بَيَّنَا وَصَدَقَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ».

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام ؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ خرید وفروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کے وقت اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوجاتے اگر وہ دونوں حقائق واضح کردیتے ہیں اور سچ بولتے ہیں تو ان دونوں کے لئے اس سودے میں برکت رکھی جاتی ہے لیکن اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور حقیقت چھپاتے ہیں تو ان کے سودے کی برکت کو ختم کردیا جاتا ہے۔

توضیح سے پہلے چند باتیں ملاحظہ ہوں تاکہ حدیث سمجھنا آسان ہو۔

خیار بیع کے معنی ومفہوم کا بیان

خیار لفظ یہ اختیار سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں دو چیزوں میں سے کسی ایک اچھی چیز کا انتخاب کرنا چناں چہ کسی تجارتی معاملے کو فسخ کردینے یا اس کو باقی رکھنے کا وہ اختیار جو خریدار اور تاجر کو حاصل ہوتا ہے فقہ کی اصطلاح میں اس کو خیار کہا جاتا ہے تجارتی معاملہ میں اس اختیار کی کئی قسمیں ہیں تفصیل کے لئے درمختار دیکھیں۔

خیار شرط کے مفہوم ومعنی کا بیان

خیار شرط کہتے ہیں جو تجارتی معاملہ طے ہونے کے بعد تاجر یا خریدار یا دونوں کو اس معاملہ کے ختم کردینے یا باقی رکھنے کا حق دیا جاتا ہے وہ خیار شرط کہلاتا ہے مثلاً تاجر نے ایک شخص سے ایک چیز فروخت کی جسے خریدار نے خریدا مگر اس خرید وفروخت کے بعد تاجر نے یا خریدار نے یہ کہا کہ بیع تو ہوگئی ہے لیکن مجھے ایک دن تک اختیار حاصل ہوتا ہے خواہ اس بیع کو باقی رکھا جائے یا ختم کردیا جائے خرید و

فروخت میں یہ صورت جائز ہے اوراس کا حکم یہ ہے کہ اگر مدت اختیار میں بیع کو فسخ کیا جائے تو وہ فسخ ہو جائے گی اور اگر اس مدت کے ختم ہونے تک بیع کو برقرار رکھا یا خاموش رہا تو مدت کے ختم ہونے کے بعد یہ بیع پختہ ہو جائے گی یہ بات ذہن میں رہے کی خیار شرط کی مدت حصرت امام اعظم کے نزدیک زیادہ سے زیادہ تین دن تک ہے۔

خیارعیب کے مفہوم کا بیان

خیار عیب بیع ہو جانے کے بعد خریدی ہوئی چیز میں کوئی عیب معلوم ہونے کے بعد اس چیز کو رکھ لینے یا واپس کر دینے کا جو اختیار خریدار کو حاصل ہوتا ہے اسے خیار عیب کہتے ہیں مثلاً تاجر نے ایک چیز بیچی جسے مشتری نے خریدا اب اس بیع کے بعد اگر خریدار واپس کر کے اپنی دی ہوئی قیمت لوٹا لے البتہ اگر بیچنے والے نے اس چیز کو بیچتے وقت خریدار کو یہ کہہ دیا تھا کہ اس چیز میں جو عیب ہے میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں خواہ تم اس وقت اسے خریدو یا نہ خریدو اوراس کے باوجود بھی خریدار راضی ہو گیا تھا تو خواہ کچھ بھی عیب اس میں نکلے واپسی کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔

خیاررویت کے مفہوم کا بیان

خیار رؤیت بے دیکھی ہوئی چیز کو خریدنے کے بعد اس چیز کو رکھ لینے یا واپس کر دینے کا جو اختیار خریدار کو حاصل ہوتا ہے اسے خیار رؤیت کہتے ہیں مثلاً کسی خریدار نے بغیر دیکھے کوئی چیز خریدی تو یہ بیع تو جائز ہو گی لیکن خریدار کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اس چیز کو جس وقت چاہے دیکھے اور رکھ لے اور چاہے تو بیچنے والے کو واپس کر دے، ان اقسام کے علاوہ اب اس میں اختیار کی ایک اور قسم داخل ہو گی جسے خیار مجلس کہتے ہیں۔

اس کی صورت یہ ہے کہ کسی مجلس میں تاجر اور خریدار کے درمیان خرید وفروخت کا کوئی معاملہ طے ہو جانے تک تاجر اور خریدار کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اس معاملہ کو ختم کر سکتا ہے مجلس ختم ہونے کو بعد یہ اختیار نہ بائع کو رہے گا مشتری کو لیکن خیار کی اس قسم میں اختلاف ہے جب کہ حضرت امام شافعی اور بعض دوسرے علماء اس خیار کے قائل ہیں جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور دوسرے علماء اس کے قائل ہیں یہ حضرات کہتے ہیں کہ جب بیع کا ایجاب وقبول ہو گیا یعنی معاملہ تکمیل پا گیا تو اب کسی کو بھی اس معاملہ کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہے گا اور یہ کہ معاملہ وقت کی شرط کے ساتھ طے پائی گئی ہو جسے خیار شرط کہتے ہیں اور اس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن تک ہے تین

دن کے بعد خیار کی صورت ختم ہو جاتی ہے۔

4481 - أَخْبَرَنَا أَبُو الأَشْعَثِ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا فَإِنْ بَيَّنَا وَصَدَقَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ».

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزامؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں خرید وفروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے اگر وہ دونوں حقائق واضح کر دیتے ہیں اور سچ بولتے ہیں تو ان دونوں کے لئے اس سودے میں برکت رکھی جاتی ہے لیکن اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور حقیقت کو چھپاتے ہیں تو ان کے سودے کی برکت کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

توضیح: مشکوٰۃ کی ایک روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں آپس کی رضامندی کے بغیر جدا نہ ہوں مطلب یہ ہے کہ دونوں خریدار اور تاجر کوئی تجارتی معاملہ طے کرنے کے بعد اس وقت تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں جب تک کہ قیمت کی ادائیگی اور خریدی گئی چیز کو حوالے کر دے رضامندی کے ساتھ اگر بلا رضامندی ہوئی تو ایک دوسرے کو نقصان کا احتمال رہے گا جو شریعت میں ممنوع ہے پھر اس سے مراد یہ ہے کہ جب معاملہ طے ہو جائے اور دونوں صاحب معاملہ میں سے کوئی ایک وہاں سے اٹھ کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو دوسرے فریق سے پہلے یہ پوچھ لے کہ اب تو آپ کو کوئی اشکال یا اعتراض نہیں ہے اور کیا اس معاملہ پر تم راضی ہو اس کے بعد اگر دوسرا فریق معاملہ کو فسخ کرنا چاہے تو بھی معاملہ کو فسخ کر دے اور اگر وہ معاملہ کو برقرار رکھنے پر خوش ہو پھر تکمیل کے بعد اس سے الگ ہو تو اس صورت میں یہ حدیث معنی کے اعتبار سے پہلی حدیث کے موافق ہو گی نیز یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے کیوں کہ اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر جدا ہونا درست ہے۔

خیار مجلس کا بیان

مشکوٰۃ کی ایک حدیث ہے حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک اپنے دوسرے صاحبِ معاملہ پر اس بات کا اختیار رہتا ہے

کہ چاہے تو وہ خرید وفروخت کے معاملہ کو باقی رکھے اور چاہے تو ختم کر دے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ یعنی جس مجلس میں معاملہ طے پایا ہوگا جب یہ مجلس ختم ہو جائے گی اس طور پر کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو نہ جائیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی یہ اختیار حاصل نہ ہوگا، ہاں بیع خیار اس سے مستثنیٰ ہے یعنی بیع میں خریدار نے اس اختیار کی شرط کر لی ہوگی۔ کہ اگر میں چاہوں تو اس خریدی ہوئی چیز کو رکھوں گا اور اگر نہ چاہوں گا تو واپس کر دوں گا، تو اس بیع کو میں ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد میں بھی اختیار باقی رہتا ہے۔

ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں انہیں اختیار حاصل ہے الا یہ کہ وہ اپنے تجارتی معاملہ میں خیار کی شرط طے کریں۔

ان حدیثوں سے تو بظاہر خیار مجلس کا ثبوت ہوتا ہے لیکن جو حضرات خیار مجلس کے قائل نہیں ہیں جیسے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں ایک دوسرے سے جدا ہونے کا مطلب مجلس کا ختم ہو جانا نہیں ہے بلکہ جدا ہونے سے مراد دونوں کو اس تجارتی معاملے کی گفتگو کو پایہ تکمیل تک پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے لیکن جب تک کہ وہ دونوں اس معاملہ سے متعلق گفتگو کر رہے ہوں اور ایجاب وقبول پورا نہیں ہوا اس وقت تک اس میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ چاہے گفتگو کے درمیان معاملہ کو فسخ کر دے چاہے اسے باقی رکھے لیکن جب ایجاب وقبول پورا ہو جائے گا تو اب اس کے بعد ان میں سے کسی کو بھی اس معاملہ کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔

حضرت حکیم بن حزام کہتے ہیں بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں کو اپنے تجارتی معاملہ کو باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار حاصل رہتا ہے لیکن یہ اختیار اس وقت تک حاصل رہتا ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں یاد رکھو جب بائع اور مشتری دونوں سچ بولتے اور چیزوں میں جو کمی نقصان ہو اس کو ظاہر کر دیتے ہیں تا کہ خریدنے والا دھوکہ نہ کھائے تو اللہ اس تجارتی معاملہ میں برکت ڈال دیتے ہیں اور جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں تجارت کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

بَاب ذِكْرِ الاِخْتِلاَفِ عَلَى نَافِعٍ فِي لَفْظِ حَدِيثِهِ

یہ باب ہے کہ اس روایت کے الفاظ میں نافع سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4482- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلاَّ بَيْعَ الْخِيَارِ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بائع اور مشتری دونوں فریقوں کو اپنے ساتھی کے مقابلہ میں سودا ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اس وقت تک جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوجاتے البتہ اگر خیار شرط ہوتو اس کا حکم مختلف ہوگا۔

4483- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ خِيَارًا ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں دو فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار باقی رہتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوجاتے یا پھر یہ ہے کہ انہیں خیار شرط حاصل ہو۔

بائع اور مشتری میں خیار شرط کے جائز ہونے کا بیان

بیع میں بائع اور مشتری دونوں کے لئے خیار شرط جائز ہے اور انہیں تین دن یا اس سے کم کا خیار ملے گا اور اس سلسلے میں اصل وہ حدیث ہے جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ حضرت حبان بن منقذ بن عمرو انصاریؓ خرید وفروخت میں دھوکہ کھا جاتے تھے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دھوکہ کا تذکرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بیچنے کے بعد لا خلابہ کہہ دیا کرو اور کہا کرو مجھے تین دن کا اختیار ہے امام صاحبؒ کے نزدیک تین دن سے زیادہ کا خیار جائز نہیں۔ چلئے بیع میں خیار کے اقسام کو سمجھتے ہیں تاکہ پوری تفصیل کا سمجھنا آسان ہوجائے۔

بیع میں خیار کے اقسام

حضرات فقہاء کرام کے یہاں بیع میں تین قسم کا اختیار اتفاقی ہے: (۱) خیار شرط (۲) خیار عیب (۳) خیار رویت۔

خیار شرط میں حکم کی اضافت سبب کی جانب ہے یعنی وہ خیار جو شرط لگا دینے کی وجہ سے حاصل ہوا ہو اور یہ خیار بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو حاصل ہوتا ہے جو بھی شرط لگا دے۔

حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک اس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے اس سے زیادہ نہیں۔

صاحبین کے نزدیک بائع اور مشتری باہمی رضامندی کے ساتھ جو بھی مدت مقرر کرلیں تو اتنی مدت میں خیار باقی رہے گا جس نے بیع میں شرط خیار لیا ہو وہ خیار شرط کی مدت کے دوران مدت پوری ہونے سے پہلے بھی اگر بیع کو فسخ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے اور اگر بیع کو نافذ کرنا چاہے تو نافذ بھی کرسکتا ہے۔

اگر خیار شرط بائع نے لیا ہو اور مبیع مشتری کے پاس ہو اور اس کے پاس مبیعہ ہلاک ہوجائے تو مشتری کو قیمت ادا کرنی ہوگی اور اگر خیار شرط بھی بائع نے لیا ہو اور مبیعہ بھی اس کے پاس ہو یا خیار شرط مشتری نے لیا ہو مگر مبیعہ بائع کے پاس ہو اور مدت خیار کے دوران وہ ہلاک ہوجائے تو بیع فسخ ہوجائے گی اور مشتری کے ذمہ کچھ نہ ہوگا اور اگر خیار شرط مشتری نے لیا ہو اور مبیعہ بھی اس کے پاس ہو اور مبیعہ ہلاک ہوجائے تو مشتری کو ثمن ادا کرنا ہوگا۔ (ہدایہ ص: ۱۱، ۱۲، ج: ۳)

قیمت اور ثمن میں فرق

قیمت اور ثمن اس کو کہتے ہیں جو چیز کئی لوگوں میں رائج ہو اور ثمن اس کو کہتے ہیں جو بائع اور مشتری باہمی رضامندی کے ساتھ آپس میں طے کرلیں مثلاً ایک چیز مارکیٹ میں سو روپیہ کی ملتی ہے مگر بائع اور مشتری آپسی رضامندی کے ساتھ پچاس ہی روپیہ میں طے کرلیتے ہیں تو اس چیز کی قیمت سو روپیہ ہوگی اور اس کا ثمن ۵۰ روپیہ ہوگا۔

خیار عیب

اس کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر مبیعہ ٹھیک ٹھاک تھا مگر مشتری کو اس میں عیب نظر آ گیا تو اس عیب کی وجہ سے اس کو خیار حاصل ہے کہ وہ اس مبیعہ کو رد کردے۔

خیار رؤیت

اس کا مطلب یہ ہے کہ مشتری نے ایسی چیز کا سودا بائع سے کرلیا جو چیز مشتری نے ابھی تک دیکھی بھی نہیں تو بیع جائز ہوگی اور اس کو مبیعہ دیکھنے کے بعد اگر پسند نہ آیا تو رد کا اختیار ہوگا صاحب ہدایہؒ

فرماتے ہیں اگر مشتری نے مبیعہ نہ دیکھا ہو تو امام شافعیؒ کے نزدیک یہ عقد ہی صحیح نہیں اس لئے کہ مبیعہ مجہول ہے۔(ہدایہ ص:۱۷،ج:۳)

بہر حال یہ تین قسم کا خیار فقہاء کے یہاں تقریباً اتفاقی ہے اس کے علاوہ خیار کے اور بھی اقسام ہیں جو در مختار وغیرہ میں مذکور ہیں۔ جو یہاں بھی ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱)خیار قبول (۲)خیار مجلس۔

(۱) **خیار قبول:** یعنی بائع نے کہا میں تجھ پر یہ چیز اتنی کی بیچتا ہوں تو یہ اس کی جانب سے ایجاب ہے اور دوسرے کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا خیار ہے یا مشتری نے کہا کہ میں تجھ سے یہ چیز اتنے کی خریدتا ہوں، تو یہ مشتری کی جانب سے ایجاب ہے اور دوسرے کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا خیار ہے۔ اسی طرح اگر ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے نے قبول کرنے سے پہلے اس کو اپنا ایجاب واپس لینے کا خیار ہے اس کو خیار قبول کہتے ہیں۔

(۲) **خیار مجلس:** بائع اور مشتری نے آپس میں ایک چیز کا سودا مکمل کرلیا تو امام شافعیؒ اور امام احمد کے نزدیک جس مجلس میں سودا ہوا ہو اس مجلس کے ختم ہونے تک ان میں سے ہر ایک کو رد کا خیار ہے اس کو خیار مجلس کہتے ہیں امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک خیار مجلس نہیں ہے۔

البیعان بالخیار میں کون سا خیار مراد ہے تفرق سے کیا مراد ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اسی طرح امام مالکؒ بھی کہ مالم یتفرقا میں تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے اور بالخیار سے مراد خیار قبول ہے یعنی بائع اور مشتری میں سے کسی ایک نے ایجاب کیا تو جب تک بیع کے معاملہ میں ایجاب سے ہٹ نہ جائیں اس وقت تک دوسرے کو قبول کا خیار ہے اور اگر دونوں نے ایجاب وقبول کرلیا تو بیع تام ہوگئی پھر کسی کو خیار نہ ہوگا اور امام شافعیؒ اور احمدؒ فرماتے ہیں کہ تفرق سے مراد تفرق بالابدان ہے اور خیار سے مراد خیار مجلس ہے یعنی ان حضرات کے نزدیک ایجاب وقبول کے ساتھ بیع تام تو ہوجاتی ہے مگر اس کا حکم ثابت نہیں ہوتا بلکہ مجلس کے ختم پر موقوف ہوتا ہے اختتام مجلس ہوجائے تو حکم ثابت ہوگا۔ (خزائن السنن: ج:۲،ص:۸۴ تا ۸۶)

نقص ثمن والی چیز کے عیب دار ہونے کا فقہی قاعدہ

ہر وہ چیز جس سے تجار کی عادت میں ثمن میں کمی واقع ہو تو وہ عیب ہے کیوں کہ مالیت کی کمی کے سبب نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور قیمت کی کمی سے مالیت میں کمی آتی ہے اور اس کی معرفت کا مدار تاجروں کے عرف پر ہے۔

فرمایا کہ غلام کا بھاگنا اور بستر پر پیشاب کرنا بچے میں عیب ہے جب تک وہ بالغ نہ ہوجائے بالغ ہونے کے بعد عیب نہیں ہے یہاں تک کہ بلوغت کے بعد بھی اسے دہرائے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بچپن میں چیزیں بائع کے پاس ظاہر ہوئیں پھر اس کے بچپن ہی میں مشتری کے پاس اس کا ظہور ہوا تو مشتری کو وہ غلام واپس کرنے کا اختیار ہے کیوں کہ یہ بعینہ وہی ہے۔

ہاں اگر بلوغت کے بعد یہ چیزیں ظاہر ہوں تو عیب شمار نہیں ہوگا چناں چہ بچپن میں پیشاب کرنا یہ مثانہ کے کمزوری سے ہوتا ہے۔

اسی طرح بچپن میں کھیل کود کے لئے بھاگنا یہ رغبت کی وجہ سے ہوتا ہے اور چوری کرنا لاپرواہی کی وجہ سے ہوتا ہے جب کہ بڑا ہونے پر اگر یہ چیزیں ظاہر ہوں تو یہ اندرونی خباثت کی وجہ سے ہیں صغیر سے مراد وہ بچہ ہے جو سمجھدار ہو رہا نا سمجھ بچہ تو وہ بھٹکا ہوا ہوتا ہے بھگوڑا نہیں ہوتا لہٰذا وہ عیب نہیں ہوتا۔

لہٰذا اگر یہ عیوب مشتری و بائع دونوں کے یہاں بچپن میں پائے گئے یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری رد کرسکتا ہے کہ یہ وہی عیب ہے جو بائع کے یہاں بچپن میں پائے گئے ہیں یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری رد کرسکتا ہے کہ یہ وہی عیب ہے جو بائع کے یہاں تھا۔

خلاصہ: یہ ہے کہ بچپن اور جوانی کے احکام بدلتے رہتے ہیں (رد المحتار، کتاب البیوع، تفصیل کے لئے ہدایہ دیکھیں)

4484 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « الْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ الْبَيْعُ كَانَ عَنْ خِيَارٍ فَإِنْ كَانَ الْبَيْعُ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والے کو اس وقت تک خیار حاصل ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوجاتے، البتہ اگر وہ سودا خیار شرط کے حوالے سے ہو تو حکم مختلف ہوگا اگر وہ سودا خیار شرط کے حوالے سے ہو تو سودا لازم ہوجاتا ہے۔

4485- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَمْلَى

عَلَيَّ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِذَا تَبَايَعَ الْبَيِّعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَإِنْ كَانَ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب خرید وفروخت کرنے والے سودا کرتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کو اپنے سودے میں اس کو ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوجاتے۔ یا ان دونوں کے درمیان وہ سودا خیار شرط کے حوالے سے ہوا گر وہ خیار شرط کے حوالے سے ہوتو سودا لازم ہوجا تا ہے۔

4486 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ اخْتَرْ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں خرید وفروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے یا ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے یہ نہیں کہتا کہ تم خیار شرط کی بنیاد پر یہ سودا کرلو۔

4487 - أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَنْبَأَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعَ خِيَارٍ ». وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ « أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ اخْتَرْ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوجاتے یا پھر وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو بعض اوقات نافع نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں یا پھر ان دونوں میں سے ایک شخص دوسرے سے یہ کہہ دے تم خیار شرط کی بنیاد پر سودا کرلو۔

4488 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعَ خِيَارٍ ». وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ « أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ اخْتَرْ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں نبیؐ نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدانہیں ہوجاتے یا پھر یہ کہ وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو، بعض اوقات نافع نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں یا ان میں سے ایک فریق دوسرے سے یہ کہہ دے کہ تم خیار شرط کی بنیاد پر سودا کرو۔

4489- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلاَنِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ حَتَّى يَفْتَرِقَا ». وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى « مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيِّرَ أَحَدُهُمَا الآخَرَ فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ فَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبیؐ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب دو آدمی خرید وفروخت کرتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کو سودا ختم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدانہیں ہوجاتے راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کئے ہیں جس وقت تک وہ ایک دوسرے سے جدانہیں ہوجاتے اور وہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں یا ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کو اختیار دے دیتا ہے اگر ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کو اختیار دے دے اور وہ دونوں شرائط پر سودا کرلیں تو سودا ہوجاتا ہے لیکن اگر وہ سودا کرلینے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوگئے اور ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اس سودے کو ترک نہیں کیا تو سودا ہوجاتا ہے۔

4490- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ الْبَيْعُ خِيَارًا ». قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.

ترجمہ: نافع بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر جب کوئی چیز خرید تے تھے تو انہیں یہ پسند ہوتا تھا کہ وہ فوراً دوسرے فریق سے الگ ہو جائیں۔

4491 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « الْمُتَبَايِعَانِ لاَ بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلاَّ بَيْعَ الْخِيَارِ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا خرید وفروخت کرنے والوں کے درمیان سودا اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے۔ البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے۔

نوٹ: روایتوں کا تکرار ہے مزید وضاحت گزر چکی ہے۔

بَاب ذِكْرِ الاِخْتِلاَفِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ فِي لَفْظِ هَذَا الْحَدِيثِ

روایت کے الفاظ میں عبداللہ بن دینار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4492 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « كُلُّ بَيِّعَيْنِ لاَ بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلاَّ بَيْعَ الْخِيَارِ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک طے نہیں ہوتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے۔

4493 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلاَ بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلاَّ بَيْعَ الْخِيَارِ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبیؐ کو یہ ارشاد

فرماتے ہوئے سنا خرید وفروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے۔

4494 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « كُلُّ بَيِّعَيْنِ لاَ بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلاَّ بَيْعَ الْخِيَارِ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ خرید وفروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے۔

4495 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « كُلُّ بَيِّعَيْنِ لاَ بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلاَّ بَيْعَ الْخِيَارِ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبیؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا خرید وفروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ دوسرے سے جدا نہیں ہوتے مگر خیار شرط کا حکم مختلف ہے۔

4496 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ عَنْ بَهْزِ بْنِ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلاَ بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلاَّ بَيْعَ الْخِيَارِ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والے دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے، البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے۔

4497 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبیؐ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں خرید وفروخت کرنے والے دونوں فریقوں کو اس وقت تک سودا ختم کردینے کا اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے یا پھر یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان خیار شرط کی بنیاد پر سودا ہوا ہو۔

4498 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا أَوْ يَأْخُذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْبَيْعِ مَا هَوِيَ وَيَتَخَايَرَانِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ».

ترجمہ: حضرت ثمرہؓ نبیؐ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں خرید وفروخت کرنے والے دونوں افراد کو سودا ختم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوجاتے یا پھر یہ کہ ان دونوں میں سے ہر ایک وہ صورت اختیار کرے جو اسے پسند ہو اور ان دونوں کو تین مرتبہ اختیار حاصل ہو۔

4499 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ أَنْبَأَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَيَأْخُذْ أَحَدُهُمَا مَا رَضِيَ مِنْ صَاحِبِهِ أَوْ هَوِيَ ».

ترجمہ: حضرت سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا خرید وفروخت کرنے والے دونوں فریقوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے اور ان میں سے ایک فریق دوسرے فریق سے وہ چیز حاصل نہیں کرتا جس سے وہ راضی ہو یا جسے وہ پسند کرتا ہو۔

توضیح: پیچھے ان حدیثوں کا مطلب بیان کردیا گیا ہے چند اقوال البیعان بالخیار مالم یتفرقا کا یہاں بھی بیان کیا جاتا ہے۔

پہلی تفسیر: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ خیاراً یا اختیاراً کا مطلب یہ ہے کہ مجلس کے ختم ہونے سے پہلے ہی خیار کو ختم کرنے کے لئے کہہ دے کہ میں نے پسند کرلیا تو ایسی صورت میں مجلس کے ختم ہونے سے پہلے خیار ختم ہوجائے گا۔

دوسری تفسیر: اخیاراً سے مراد خیار شرط ہے اگر بائع اور مشتری میں سے کسی نے خیار لے لیا تو مجلس کے ختم ہونے کے بعد بھی خیار باقی رہتا ہے اور یہ احناف کے نزدیک بھی جائز ہے امام اعظمؒ کے نزدیک خیار شرط کی مدت تین دن ہے جب کہ صاحبین کے نزدیک اس کی کوئی حد متعین نہیں ہے، بلکہ جانبین جو بھی حد متعین کرلیں اس وقت تک خیار رہے گا۔

الحاصل: نبیؐ نے فرمایا کہ بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں کو اپنے تجارتی معاملہ کو باقی رکھنے یا فسخ کردینے کا اختیار ہوتا ہے یہ اختیار اس وقت تک حاصل رہتا ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں اور یاد رکھو جب بائع اور مشتری اپنی چیز کی تعریف میں سچ بولتے ہیں اور اس سامان میں جو عیب ونقصان ہوتا ہے اس کو صاف صاف بیان کردیتے ہیں تاکہ کوئی دھوکہ نہ کھائے تو اللہ پاک ان کے تجارتی معاملہ میں برکت عطا کردیتے ہیں۔

گذشتہ حدیث میں خیار شرط کی قید لگی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری ہی میں یہ شرط لگادیں کہ اگر آپ کا سامان اچھا رہا تو ہم قبول کریں گے ورنہ واپس کردیں گے تو اس صورت میں اختیار حاصل ہوگا۔

مگر یاد رہے خیار شرط کی مدت تین دن ہی ہے۔

بَاب وُجُوبِ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا بِأَبْدَانِهِمَا

یہ باب ہے خرید وفروخت کرنے والوں کے جسمانی طور پر علیحدہ ہونے سے پہلے اختیار کا لازم ہونا

4500 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « الْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلاَّ أَنْ يَكُونَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَلاَ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ ».

ترجمہ: عمر بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبیؐ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں خرید وفروخت کرنے والے کو اس وقت تک خیار حاصل ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے البتہ اگر وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو تو

حکم مختلف ہوگا اور آدمی کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ آدمی اپنے ساتھی سے اس خطرہ کے تحت الگ ہوجائے کہ اس کا ساتھی اس سودے کو ختم کردے گا۔

توضیح: معلوم ہوا اس حدیث سے کہ جدائی سے مراد جسمانی جدائی ہے یعنی دونوں کی مجلس بدل جائے نہ کہ مجلس ایک ہی ہو اور بات چیت کا موضوع بدل جائے اس سے متعلق چند اہم مسائل سمجھ لیں۔

(۱) اگر فریقین میں سے کسی نے یا دونوں نے بغیر تعیین مدت کے کہا ہمیں چند دنوں یا کچھ مدت تک خیار ہے تو بیع فاسد ہے۔

(۲) اگر بائع نے خیار کیا اور مشتری نے نہیں کیا تو بیع بائع کے قبضہ میں رہے گی اور اگر کسی طرح مشتری کے پاس چلی جائے اور دوران خیار ضائع یا ہلاک ہوجائے تو اسے تاوان دینا پڑے گا البتہ اگر مشتری نے خیار نہیں کیا تو وہ ثمن بائع کے سپرد کرے گا اور اگر کیا ہے تو ثمن بائع کے سپرد نہیں کرے گا۔

(۳) اگر مشتری نے بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرلیا پھر اس کو بائع کے پاس امانت رکھ دیا اور خیار مدت کے دوران مال کسی طرح ہلاک یا برباد ہوگیا تو امام اعظم کے نزدیک بائع کا مال ضائع ہوگیا اور صاحبین یعنی ابو یوسف اور محمدؒ کے نزدیک مشتری کا مال ضائع ہوا۔

(۴) بائع یا مشتری میں سے جس نے تین دن یا کم کا خیار شرط کیا اسے اختیار ہے کہ مدت خیار کے اندر بیع کی اجازت دے یعنی اپنی قبولیت کا اعلان کرے یا بیع فسخ کردے البتہ بیع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فسخ کا اعلان فریق ثانی کی موجودگی میں کرے یعنی بائع ہو یا مشتری۔

(۵) اگر مشتری نے دو تین اشیاء ایک ہی جنس کی خریدی اور بائع سے کہا کہ ان میں سے ایک لے اسے تین دن کا خیار ہے اور پسند کے بعد وہ اس کی قیمت مثلاً ۵۰/روپیہ ادا کرے گا تو بیع کا معاہدہ درست ہے اگر شئی کا تعین کئے بغیر کہا کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک وہ تین دن کے اندر قبول یا رد کرے گا تو اس صورت میں بیع فاسد ہوگی۔

(۶) اگر مشتری نے خیار مدت کے دوران مبیع میں تصرف کیا تو خیار ختم ہوجائے گا۔

نوٹ: یہ تمام مسائل ہدایہ کتاب البیوع فصل خیار شرط سے ماخوذ ہیں۔

بَابُ الْخَدِيعَةِ فِي الْبَيْعِ

یہ باب ہے سودے میں دھوکا دہی سے کام لینا

4501- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ يُخْدَعُ فِى الْبَيْعِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِذَا بِعْتَ فَقُلْ لاَ خِلاَبَةَ ». فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَاعَ يَقُولُ لاَ خِلاَبَةَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ سودے میں اس کے ساتھ دھوکہ ہوجاتا ہے تو نبیؐ نے ان سے فرمایا جب کوئی چیز تم فروخت کرو تو یہ کہہ دو کہ دھوکہ نہیں ہوگا تو وہ صاحب جب بھی کوئی چیز فروخت کرتے تھے تو یہ کہہ دیتے تھے کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔

4502- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً كَانَ فِى عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ كَانَ يُبَايِعُ وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوُا النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالُوا يَا نَبِىَّ اللَّهِ احْجُرْ عَلَيْهِ. فَدَعَاهُ نَبِىُّ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا نَبِىَّ اللَّهِ إِنِّى لاَ أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ. قَالَ « إِذَا بِعْتَ فَقُلْ لاَ خِلاَبَةَ ».

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص کی زبان میں کچھ لکنت تھی وہ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اس کے گھر والے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اسے اپنے مال پر تصرف کرنے سے روک دیں بیؐ نے اس شخص کو بلایا اسے منع کر دیا اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرا خرید وفروخت کئے بغیر گزارا نہیں نبیؐ نے ارشاد فرمایا پھر جب تم کوئی چیز فروخت کیا کرو تو کہہ دیا کرو کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔

توضیح: ان دونوں حدیثوں میں دو آدمی کا تذکرہ ہے ایک کے روای حضرت انسؓ ہیں ایک کے حضرت عبداللہ ہیں پہلی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ کے سامنے ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا ہے روایت میں وہ کون شخص تھے تذکرہ نہیں ہے البتہ دیگر حدیثوں میں حضرت حبان بن منقد بن عمرو انصاری کا تذکرہ ملتا ہے وہ خرید وفروخت میں دھوکہ کھا جاتے تھے تو نبیؐ سے ان سے فرمایا کہ جب آپ خرید وفروخت کیا کریں تو کہہ دیا کریں کہ دھوکہ نہیں۔

چناں چہ یہ الفاظ کہہ دینے سے اسے اختیار حاصل ہوجاتا ہے اگر بعد میں اسے پتہ چل جائے

کہ اس کے ساتھ چال بازی کی گئی تو وہ اسے فسخ کر سکتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت جو حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص تھا جو کم عقلی کا شکار تھا تجارت کیا کرتا تھا اس کے گھر والے اسے تجارت کرنے سے منع کرتے تھے لیکن وہ نہیں مانتا تھا چناں چہ حضورؐ کی خدمت میں اس کے گھر والے لے کر آئے تو آپؐ نے اسے تجارت کرنے سے منع کیا تو اس نے کہا کہ اس نے اللہ کے نبی میرا بغیر تجارت کے گذارا نہیں تو حضورؐ نے فرمایا اچھا چلو تم تجارت کرو اور تم کہو فریب اور دھوکہ نہیں۔ اس تدبیر کا فائدہ یہ ہوگا جب بھول یاد آئے گی تو معاملہ ختم کردیں گے اور نقصان سے بچ جائیں گے چناں چہ انہوں نے ہر ایک سے یہ کہنا شروع کردیا اور رفتہ رفتہ ان کا کاروبار ٹھپ ہوگیا کیوں کہ تین دن کون انتظار کرے گا۔

بَابُ الْمُحَفَّلَةِ

یہ باب محفلہ کے بارے میں ہے

4503 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِذَا بَاعَ أَحَدُكُمُ الشَّاةَ أَوِ اللَّقْحَةَ فَلاَ يُحَفِّلْهَا ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں نبیؐ نے فرمایا جب کوئی شخص بکری فروخت کرے اونٹنی فروخت کرے تو وہ اس کا دودھ اس کے تھن میں نہ چھوڑے تاکہ وہ زیادہ دودھ دینے والی محسوس ہو کیوں کہ یہ دھوکا ہوگا۔

توضیح: محفلہ کہتے ہیں کہ جانور کو چاہے وہ بکری ہو یا دودھ ہو اس کے تھن میں تاجر لوگ دودھ روک لیتے ہیں تاکہ جانور خریدنے والے کو تندرست اور اچھا لگے، یہ بھی ایک قسم کا دھوکا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی تاجر کے گھر بکرا یا بکری خریدنے کے ارادہ سے آیا اور مالک سے خریدنے والے نے جانور کے دودھ کے بارے میں پوچھا مالک نے کہا کل صبح کو آنا تمہارے سامنے دودھ نکالوں گا وہ تمہارے سامنے آجائے گا مالک نے شام کو آدھا دودھ نکالا اور آدھا دودھ جانور کے تھن میں چھوڑ دیا جب صبح جانور دوہا گیا تو ظاہر ہے دودھ زیادہ نکلے گا مشتری نے دودھ کی مقدار دیکھ کر جانور کو خرید لیا مگر جب گھر لے جا کر دوہا تو دودھ کم پایا یہ ایک قسم کی دھوکہ بازی ہے نبیؐ نے منع فرمایا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُصَرَّاةِ

یہ باب ہے محاقلہ کے بارے میں

وَهُوَ أَنْ يَرْبِطَ أَخْلاَفَ النَّاقَةِ أَوِ الشَّاةِ وَتُتْرَكُ مِنَ الْحَلْبِ يَوْمَيْنِ وَالثَّلاَثَةَ حَتَّى يَجْتَمِعَ لَهَا لَبَنٌ فَيَزِيدَ مُشْتَرِيهَا فِي قِيمَتِهَا لِمَا يَرَى مِنْ كَثْرَةِ لَبَنِهَا.

بیع مصرات کی تعریف

بیع مصرات اصطلاحاً کسی خاص بیع کا نام نہیں ہے البتہ بیع مصراۃ کی اصطلاح موجود ہے بیع مصراۃ یہ تصریہ ہے اس کے لغوی معنی ہیں اونٹنی بکری وغیرہ کے تھن کو مضبوط باندھ کر رکھنا تاکہ بچہ دودھ نہ پی سکے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اونٹنی بکری وغیرہ فروخت کرنے سے دو یا تین دن پہلے دودھ کو جمع کر لیتے ہیں تاکہ تھن دودھ سے بھر جائے اور خریدار دودھ کی زیادتی کا خیال کرکے دھوکہ کھائے حدیث میں اس طرح کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

4504 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلاَ تُصَرُّوا الإِبِلَ وَالْغَنَمَ مَنِ ابْتَاعَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ فَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعُ تَمْرٍ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبیؐ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ خرید و فروخت کے لئے (سوداگروں کے قافلے کو) منڈی پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں نہ ملو اور اونٹنیوں اور بکریوں کا تصریہ نہ کرو جو شخص اس طرح کا کوئی جانور خرید لیتا ہے تو اسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہوگا کہ وہ چاہے تو اس جانور کو اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے تو اسے واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجور کا ایک ساع بھی دے یہ اس چیز کا معاوضہ ہوگا جو اس نے اس کا دودھ دوہ لیا تھا۔

توضیح: اس حدیث میں ہے کہ تجارتی قافلے سے مت ملو یہ اس وجہ سے ہے چوں کہ باہر سے آنے والے تاجر کو بازار کی قیمت کا صحیح علم نہیں ہے اس لے بازار میں پہنچنے سے پہلے اس سے سامان خریدنے میں تاجر کو دھوکہ ہو سکتا ہے، اسی لئے نبیؐ نے تاجروں کے بازار میں پہنچنے سے پہلے ان سے مل

کر ان کا سامان خرید نے سے منع فرمادیا ہے اور اگر ایسا کوئی کرتا ہے تو تاجر کو اختیار حاصل ہوگا بیع کے نافذ اور عدم نافذ کے سلسلے میں۔

دوسری بات تصریہ کالفظ اس کے معنی ہیں اونٹ یا بکری کا دودھ تین دن تک روکے رکھنے کو کہتے ہیں مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دودھ روک کر جانور فروخت کرے تو مشتری کو اختیار ہے اگر جانور پسند ہو تو روک لے ورنہ واپس کردے مگر مشتری جانور کو روکے گا تو قیمت میں سے کچھ کم نہیں ہوگا کیوں کہ دودھ کا کم زیادہ ہونا مبیع کا وصف ہے اور وصف کے مقابل میں ثمن نہیں آتا، ثمن صرف عین کے مقابل میں آتا ہے تو اس کو چاہئے کہ مبیع کے ساتھ ایک صاع چھوہارے یا کوئی اور غلہ دے یہ بائع کا دل خوش کرنے کے لئے ہے دودھ کا ضمان نہیں ہے کیوں کہ ضابطہ ہے الخراج بالضمان آمدنی نقصان کے عوض ہے (ابن ماجہ ۲۲۴۳) یعنی اگر جانور لوٹانے سے پہلے مرجاتا تو مشتری کا نقصان ہوتا پس اس زمانہ کا دودھ بھی مشتری کا ہے اس کا کوئی ضمان واجب نہیں۔

یادر ہے کہ مشتری کو جانور لوٹانے کا اختیار تین دن یا اس سے زیادہ دنوں تک اختیار دینے میں بائع کا نقصان ہے نیز عرصہ گذرنے کے بعد دودھ خود بخود کم ہوجاتا ہے اور دیگر عوارض سے بھی کم ہوجاتا ہے اس لئے تین دن تک ہی خیار ہے نیز ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک ایک صاع غلہ دیناواجب ہے اور یہ دودھ کا بغیر حساب کے بدلہ ہے۔

امام یوسفؒ کے نزدیک ایک صاع غلہ یا دودھ کی قیمت میں سے ایک چیز واجب ہے اور طرفین کے نزدیک مستحب ہے۔ تفصیل تحفۃ الالمعی (۴: ۲۰۷ امیں ہے) تحفۃ القاری ج:۵،ص:۲۱۶۔

کتنی مسافت سے تلقی کی ممانعت ہے

اصحاب ظواہر کے نزدیک علی الاطلاق ممنوع ہے۔

امام بخاری اور ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ اعلیٰ سوق تک پہنچنے تک ممنوع ہے اور بازار میں قافلہ داخل ہوجائے تو پھر ممنوع نہیں اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ اگر تلقی قریب سے ہو تو بازار میں اس قافلہ کے داخل ہونے تک ممنوع ہے اور اگر تلقی بعید ہو تو پھر ممنوع نہیں اس کی مسافت متعین کرنے میں روایات مختلف ہیں۔

بدایۃ المجتہد میں ہے کہ حد چھ میل ہے ص: ۱۲۴، ج:۲۔ یعنی اگر ۶ میل سے زائد کی مسافت ہو تو ان کے نزدیک یہ ممنوع نہیں بعض مالکیہ نے ایک میل بعض نے دو میل، ایک میل کی مسافت کو بعض نے قریب بتلایا ہے سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ جتنی مسافت میں نماز کی قصر کا حکم ہے اتنی مسافت قرب

کی ہے حنفیہ نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ تفصیل بخاری ج:۱،ص:۲۸۹ میں دیکھیں۔

4505 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَإِنْ رَضِيَهَا إِذَا حَلَبَهَا فَلْيُمْسِكْهَا وَإِنْ كَرِهَهَا فَلْيَرُدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نبیؐ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص تصریہ والا جانور خرید لیتا ہے تو اس کا دودھ دوہ لینے کے بعد اگر وہ اس سے راضی ہو تو اسے اپنے پاس رکھے اور اگر اسے پسند نہ آئے تو اسے واپس کردے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع دے دے۔

4506 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ -صلى الله عليه وسلم- « مَنِ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً أَوْ مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ إِنْ شَاءَ أَنْ يُمْسِكَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ لاَ سَمْرَاءَ ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں نبیؐ نے فرمایا جو شخص محفلہ یا مصراۃ جانور خریدے تو اسے تین دن تک اختیار ہوگا اگر وہ چاہے اسے اپنے پاس رکھے اور اگر اسے واپس کرنا چاہے تو اسے واپس کردے اور ساتھ میں کھجوروں کا ایک صاع دے دے گندم نہ دے۔

نوٹ: ان حدیثوں کی پوری تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ

یہ باب ہے خراج ضمان کے بدلے میں ہوتا ہے

4507 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَوَكِيعٌ قَالاَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ خراج ضمان کے بدلے میں ہوتا ہے۔

توضیح: مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک غلام خریدا اس دوران غلام نے کچھ کمائی کی پھر کچھ دن بعد غلام میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو خریدار نے اسے بیچنے والے کو لوٹا دیا تو اس کے کمائی کا حق دار خریدار ہوگا بیچنے والا نہیں کیوں کہ غلام کے کھو جانے یا بھاگ جانے کی صورت میں خریدار ہی اس کا ضامن ہے۔

بَاب بَيْعِ الْمُهَاجِرِ لِلأَعْرَابِيِّ

باب شہری کا دیہاتی کے ساتھ سودا کرنا

4508- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَبِيعَ مُهَاجِرٌ لِلأَعْرَابِيِّ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ وَالنَّجْشِ وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَأَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈی میں بیچنے سے پہلے سودا کرنے قافلے سے راستہ میں ملنے سے منع کیا ہے اور شہری شخص کا دیہاتی کے ساتھ سودا کرنے سے منع کیا ہے تصریہ یعنی جانور کے تھن میں دودھ چھوڑنے سے منع کیا ہے اور منصوعی بولی لگانے سے منع کیا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی بولی پر بولی لگائے اور اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی عورت اپنی بہن یعنی (سوکن) کی طلاق کا مطالبہ کرے۔

توضیح: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈی میں بیچنے سے پہلے سودا کرنے سے منع کیا ہے قافلہ سے راستہ میں ملنے سے منع کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

حاصل کلام: یہ ہے کہ شہر سے باہر جا کر دیہاتی لوگ اپنا مال بیچتے تھے بعض حدیثوں میں تلقی کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں ملاقات کرنا پہلے زمانے میں بڑے بڑے تاجر عام لوگوں کی ضروریات اپنے جانوروں پر لا کر بیچتے تھے، اس کی صورت یہ ہے کہ دیہاتی اپنا تجارتی مال لے کر شہر میں جو منڈی لگی ہو بیچنے کے ارادہ سے آیا تو اس کو منڈی میں بیچنے کا موقع دینا چاہئے اگر کوئی شخص شہر میں داخل

ہونے سے پہلے ہی دیہاتی سے وہ سامان خرید لے تو اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کیوں کہ اس میں عام لوگوں کا بھی اور خود بائع کا بھی نقصان ہے کیوں کہ عام طور پر دیہاتیوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ شہر میں اس چیز کا کیا بھاؤ ہے تاجر کم دام بتا کر سامان خرید لیتا ہے اور اگر دیہاتی اپنا مال لے کر بازار میں آئے گا تو اس کو زیادہ قیمت ملتی عوام کا نقصان یہ ہے کہ جب مال ایک یا چند تاجروں نے ملکر خرید لیا اور اس مال کی شہر میں قلت ہے تو وہ من مانی قیمت پر بیچے گا اور لوگ خریدنے پر مجبور ہوں گے کیوں کہ وہ مال دوسرے کے پاس نہیں ہے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام اعظم کے نزدیک اس صورت میں قضا بیع فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا ہاں دیانۃً اس بیع کو فسخ کر دینا چاہئے اور ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی دیہاتی کو قضا بیع فسخ کرنے کا حق ہے۔

غرض شاۃ مصراۃ میں جو اختلاف ہے وہ یہاں بھی ہے، ان یسام الرجل اس سے مراد سوم یعنی بھاؤ چکانا ہے اس میں ممانعت اس وقت ہوگی جب بائع اور مشتری کسی ایک یعنی سودے پر راضی ہو جائیں یا ان کے راضی ہو جانے کا ظن غالب ہو اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرنے سے مراد اگر کسی عورت اور مرد کے رشتہ کی بات چل رہی ہے اور رشتہ طے ہو جانے کی امید اور ظن غالب ہو تو دوسرا آدمی مداخلت نہ کرے اور اگر رشتہ طے نہیں ہوا صرف پیغامات بھیجنے کا معاملہ ہو تو پھر کئی آدمی ایک عورت کے لئے پیغام نکاح بھیج سکتے ہیں آگے عورت کی مرضی جس کا پیغام چاہے قبول کرے جس کا چاہے رد کرے، اس کی دلیل حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت ہے کہ جب ان کو ان کے خاوند عمرو بن حفص نے طلاق دی اور یہ عدت گذارنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عدت گذار لے تو مجھے بتانا جب انہوں نے عدت پوری کر لی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ مجھے عدت کے دوران حضرت معاویہ اور حضرت ابوجہیم نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے ترمذی ج:١ ص:٢١٥) ابوداؤد ج:١ ص:٣١٩ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک کہ بات مکمل نہ ہو جائے اس سے پہلے پہلے پیغام بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں جب بات پختہ ہو جائے یا پختہ ہونے کا گمان ہو تو دوسرا آدمی پیغام نہیں بھیج سکتا، دوسری بات عورت اپنی سوکن کے طلاق کا مطالبہ نہ کرے مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی کسی بیوی کی موجودگی میں کسی دوسری عورت کو نکاح کا پیغام دے تو وہ عورت اس سے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دینے کی شرط رکھے یہ ممنوع ہے یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو آپس میں بغض کینہ حسد پیدا کرتی ہیں۔

بَابُ بَیْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِی

شہری کا دیہاتی کے لئے سودا کرنا

4509- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَبَاهُ أَوْ أَخَاهُ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لئے کوئی چیز فروخت کرے اگرچہ وہ اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو یا اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

4510- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لئے کوئی چیز فروخت کرے اگرچہ وہ اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو یا اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔

4511- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کر دیا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لئے کوئی سودا کرے۔

4512- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ ».

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کوئی شہری کسی دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے تم لوگوں کو ان کے حال پر رہنے دو اللہ تعالیٰ انہیں ایک دوسرے کے ذریعہ رزق عطا کر دے گا۔

4513- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلاَ

يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ -وَلاَ تَنَاجَشُوا -وَلاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں سودا کرنے کے لئے سوداگروں کے قافلے سے منڈی سے پہلے ہی نہ ملو اور کوئی شخص کسی دوسرے کے سودا پر سودا کرے اور مصنوعی بولی نہ لگاؤ اور شہری شخص دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے۔

4514 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّلَقِّي وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حکم نبیؐ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں آپ نے مصنوعی بولی لگانے (سوداگروں کے قافلے سے منڈلی سے باہر ہی) مل لینے اور شہری کے دیہاتی کے لئے خرید وفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: حدیث ۴۵۰۹ کوئی شہری دیہاتی کے لئے نہ بیچے اس کی صورت یہ ہے جو کہ ممنوع ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی دیہاتی آدمی اپنے گاؤں سے کوئی سامان بیچنے کے لئے شہر میں آیا اور اس نے دیکھا کہ مارکیٹ بالکل ڈاون ہے یا کوئی شہر کے آدمی سے اس کے تعلقات ہیں اس سے اس کی ملاقات ہوئی اس نے دیہاتی دوست سے کہا کہ ابھی مت بیچو مارکیٹ ڈاون ہے اپنا مال میرے پاس رکھ دو جب بھاؤ بڑھے گا میں بیچ دوں گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کیوں کہ آج دیہاتی خود بیچے گا تو کم نفع پر بیچے گا اس کو جلدی گھر جانے کی فکر ہوگی۔ پس اس میں لوگوں کا فائدہ ہے ان کو چیز سستی ملے گی اور دیہاتی کا بھی فائدہ ہے۔ وہ اس طرح کہ دیہاتی رقم لے کر گھر لوٹے گا اور نقد ادھار سے بہتر ہے اور اگر شہری اس کا مال بیچتا ہے تو دیہاتی کا نقصان ہے اور لوگوں کا بھی دیہاتی کا نقصان یہ ہے کہ کبھی مارکیٹ ایک ہفتہ تک ڈاون رہتی ہے بس دیہاتی کو رقم لینے کے لئے انتظار کرنا پڑے گا اور لوگوں کا نقصان یہ ہے کہ شہری وہ مال زیادہ داموں پر فروخت کرے گا ان سب وجوہات کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یاد رہے یہ ممانعت ملکی مصلحت سے ہے شریعت سے نہیں۔ (تحفۃ القاری ص: ۲۲۱، ج:۵)

اس حدیث میں ایک لفظ ہے بادی اس سے مراد ہے دیہات کا رہنے والا اور حاضر سے مراد شہر

کار ہنے والا ہے۔

امام اعظمؒ کے نزدیک دین نصیحت ہے اس کے پیش نظر بیع جائز ہے امام بخاری نے بھی یہی دلیل پیش کی ہے جیسے بخاری کا نظریہ بھی احناف جیسا ثابت ہوتا ہے اور اس بیع میں ممانعت کسی خرابی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ صرف تادیب اور شہر والوں کے ساتھ نرمی کرنا ہے۔

امام نوویؒ نے فرمایا ہے کہ ان احادیث میں بیع الحاضر للبادی کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور امام شافعی اور اکثر لوگ فرماتے ہیں کہ اس تحریم کے باوجود بھی بیع ہوجاتی ہے شوافع حضرات اپنے نظریہ لایبیع حاضر للبادی روایات سے استدلال کرتے ہیں اس کا جواب احناف یہ دیتے ہیں کہ یہ نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے فتح الباری ص: ۴۷۵ ج: ۵ میں ایک قول پیش کیا ہے اور اس میں ممانعت شہر والوں کے ساتھ شفقت کی وجہ سے ہے۔

حدیث نمبر ۴۵۰۹ اس میں ایک لفظ ہے نجش یہ نون کے فتحہ اور جیم کے سکون کے ساتھ ہے۔ (فتح الباری ج: ۴، ص: ۳۵۵)

اور علامہ عینی فرماتے ہیں جیم کے فتحہ کے ساتھ بھی درست ہے (عمدۃ القاری ج: ۱۱، ص: ۲۶۲) علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ نجش اصل میں کہتے ہیں شکار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر شکار کیا جائے اور اصطلاح میں نجش کہتے ہیں کہ بائع اپنی چیز کی اس قدر تعریف کرے کہ مشتری اس کو لینے میں خواہ مخواہ رغبت کرنے لگے یا کوئی دوسرا آدمی بائع کی چیز کی تعریف کرے اور اس مبیعہ کے ثمن میں زیادتی بیان کرے حالاں کہ وہ اس کو خریدنا نہیں چاہتا بلکہ یہ کارروائی صرف مشتری کو پھنسانے کے لئے کرتا ہے تو اس کو نجش کہتے ہیں اور اس کی وجہ سے آدمی گنہگار ہوتا ہے۔

نجش والی بیع کا حکم

اس بارے میں اختلاف ہے علامہ عینی عمدۃ القاری ج: ۱۱ ص: ۲۶۳ اور علامہ ابن حجر فتح الباری ج: ۴، ص: ۳۵۵ میں ابن منذرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ بعض محدثین نے ایسی بیع کو فاسد قرار دیا ہے اور یہی قول اصحاب ظواہر کا بھی ہے اور حنابلہ کا بھی مشہور قول یہی ہے جب کہ دوسرا آدمی یہ کارروائی بائع کی مرضی سے کرے اور اگر اس نے بائع کی مرضی کے بغیر ایسا کیا تو یہ آدمی گنہگار ہوگا۔ اور ایسی صورت میں مالکیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ اگر مشتری کو پتہ چل جائے کہ بائع نے یا دوسرے آدمی نے میرے ساتھ نجش کا معاملہ کیا ہے تو یہ مشتری کو خیار ہوگا خواہ سودا باقی رکھے یا بیع کو فسخ کر دے۔

اور احنافؒ و شوافع کے نزدیک نجش گناہ ہے مگر اس کے باوجود بیع ہوجائے گی امام ترمذی

نے امام شافعی سے نجش کی تعریف یہ نقل کی ہے کہ بائع کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی مشتری کو دھوکا دینے کے لئے بائع کے سودے کو اصل ثمن سے زائد ثمن والا بیان کرے تا کہ بائع اس کا جو ثمن بتایا ہے مشتری اس کے مطابق لے لے تو یہ نجش ہے بقیہ حدیث کا بھی یہ مطلب ہے۔

بَابُ التَّلَقِّي

باب ہے سوداگروں کے قافلے سے پہلے ملنے کے بارے میں

4515- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ التَّلَقِّي.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوداگروں کے قافلے سے منڈی سے باہر ہی ملنے سے منع کیا ہے۔

4516- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ حَتَّى يَدْخُلَ بِهَا السُّوقَ فَأَقَرَّ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ وَقَالَ نَعَمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوداگروں کے قافلے کو منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی ملنے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ وہ بازار میں پہنچ جائے۔ ابواسامہ نے اس روایت کا اقرار کرتے ہوئے جواب دیا جی ہاں۔

4517- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ. قُلْتُ لاِبْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لاَ يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوداگروں کے قافلے کو منڈی سے پہلے ملنے سے اور شہری شخص کے دیہاتی کے لئے خرید وفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے دریافت کیا شہری شخص کے دیہاتی کے لئے خرید وفروخت کرنے سے مراد کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا یعنی وہ اس کا

ایجنٹ یعنی دلال نہ بنے۔

4518 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ الْقُرْدُوسِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ سِيرِينَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لاَ تَلَقُّوا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرَى مِنْهُ فَإِذَا أَتَى سَيِّدُهُ السُّوقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوداگروں کے قافلے کو منڈی سے باہر نہ ملو جو شخص اس سے ملتا ہے اور ان سے کوئی چیز خرید لیتا ہے تو جب اس چیز کا مالک بازار میں آئے گا تو اسے اختیار ہو گا کہ وہ سابقہ سودے کو کالعدم قرار دے۔

توضیح: مذکورہ حدیثوں میں تلقی الجلب کی ممانعت آئی ہے اس کی ممانعت کی وجہ کیا ہے تو اس بارے میں امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس میں بازار والوں کے ساتھ خیر خواہی مقصود ہے اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے تلقی کی اور بازار میں سامان لے آیا تو بازار والے اس کے ساتھ بیع میں شریک ہوں گے وہ اکیلا اس سامان کو نہیں رکھ سکتا جب کہ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک تلقی رکبان کی ممانعت اس وقت ہے جب کہ تجارت کی نیت ہو اور اگر اپنے لئے طعام یا قربانی کا جانور خرید کر لے آیا تو اس میں کوئی حرج نہیں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں مقصد بائع کو نقصان سے بچانا ہے تاکہ مشتری اس سے شہر کا بھاؤ چھپا کر اس کو دھوکہ نہ دے اسی لئے بائع کو خیار دیا گیا ہے۔

امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ اس میں بائع اور شہر والوں کو ضرر سے بچانا مقصود ہے اگر ان دونوں میں سے کسی کا ضرر ہو تو تلقی رکبان مکروہ ہے ورنہ جائز ہے اور اگر وہ قافلہ والوں پر شہر کا بھاؤ چھپاتا ہے تب بھی تلقی مکروہ ہے۔ (خزائن السنن ج: ۲، ص: ۴۴، ہدایہ ص: ۵۴ ج: ۳)

تلقی الرکبان کے جواز اور ممانعت دونوں قسم کی روایات موجود ہیں اسی لئے تو امام بخاری کا نظریہ علامہ ابن حجر یہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری کے نزدیک جواز کی روایات میں مراد علی السوق میں تلقی کی ہے اسی طرح انہوں نے دونوں قسم کی روایات کو جمع کیا ہے علامہ ابن حجر فرماتے ہیں امام بخاری کا یہ جمع کرنا راجح ہے۔ (فتح الباری ص: ۳۶۷، ج: ۴)

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں قسم کی روایات کو امام بخاری وغیرہ بھی تسلیم کرتے ہیں تو احناف نے دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کے لئے ضرر کا لحاظ رکھا ہے ضرر ہو تو منع ہے ورنہ اگر ضرر نہ ہو تو جائز

ہے۔

حدیث نمبر ۴۵۱۷ میں ایک لفظ ہے سمسار کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع میں دلال نہ بنے امام بخاری نے ج:۱،ص:۲۸۹ میں فرمایا کہ لایکون له سمسارا گہ شہری آدمی دیہاتی کا مال بیچنے میں اس کا دلال نہ بنے اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ شہری آدمی دیہاتی سے اجرت لے کر اس کے مال کو نہ بیچے اور اگر وہ بغیر اجرت کے ہو تو جائز ہے۔ بخاری حاشیہ نمبر ۸ ج:۱،ص:۲۸۹) اور صاحب ہدایہ ص:۴۵،ج:۲ میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مال کی شہریوں کو ضرورت ہو وہ مال دیہات والوں کو نہ بیچے تاکہ شہریوں کو ضرر نہ ہو، مثلاً ایک آدمی کسی ایسی چیز کی ایجنسی دیہاتی کو دے دیتا ہے جس چیز کی شہر والوں کو ضرورت ہو تو یہ درست نہیں ہے کیوں کہ ایسی صورت میں شہر والوں کو اس چیز کے حاصل کرنے کے لئے دیہات میں جانا پڑے گا اور ان کو ضرر ہوگا۔

حدیث نمبر ۴۵۱۸ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی تلقی رکبان کر کے سودا خرید لیتا ہے تو اس کا حکم کیا ہے اہل ظاہر کے نزدیک اس کی بیع منعقد نہیں ہوتی امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کی بیع مردود ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ بیع تو ہوجائے گی مگر اس قافلہ کے بازار میں آنے کے بعد بائع کو اختیار ہوگا کہ وہ بیع کو باقی رکھے یا کالعدم کردے خواہ اس نے بیع کے وقت خیار رکھا ہو یا نہ رکھا ہو۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر شہر والوں کو یا بائع کو اس تلقی کی وجہ سے نقصان ہو تو یہ تلقی مکروہ ہے مگر اس کے باوجود بیع ہوجائے گی اگر بائع نے خیار رکھا ہو تو اس کو خیار ہوگا ورنہ کوئی خیار نہ ہوگا اس لئے کہ وہ بیع کرنے میں خود مختار تھا۔

امام شافعی کی دلیل: اپنے اس نظریہ پر دلیل دیتے ہیں کہ روایت میں ہے: فاذا اتی سیدة السوق فھو بالخیار امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر خیار نہیں رکھا تو کوئی خیار نہ ہوگا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ مشتری نے بائع سے دھوکہ کیا ہے تو اس کی وجہ سے خیار تو لازم نہیں آتا۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس خیار سے مراد خیار فی الاسترداد ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ بیع صحیح ہے اس لئے کہ بیع فاسد کی صورت میں تو خیار ہوتا ہی نہیں۔ (مرقات ج:۶،ص:۶۷)

علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اگر تلقی کرنے والے نے قولاً بائع سے دھوکہ کیا یعنی بھاؤ غلط بتایا تو بائع کو فسخ کا اختیار ہے اور فعل سے دھوکہ دیا تو دیانۃً اقالہ اور فسخ ہوگا اس پر جبر نہیں ہوسکتا۔ (العرف الشذی ص:۳۸۶)

باب سَوْمِ الرَّجُلِ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا

4519 - حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لاَ يَبِيعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلاَ تَنَاجَشُوا وَلاَ يُسَاوِمِ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَلاَ يَخْطُبْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلاَ تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ مَا فِي إِنَائِهَا وَلْتُنْكَحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهَا

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لئے خرید وفروخت ہرگز نہ کرے تم لوگ مصنوعی بولی نہ لگاؤ کوئی شخص اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے کوئی عورت اپنی بہن یعنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تا کہ اسے حاصل ہونے والی تمام سہولیات بھی خود حاصل کر لے یا وہ شخص پہلی بیوی کو طلاق دے تو پھر اس کے ساتھ شادی کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عورت کو وہی ملے گا جو اللہ نے اس کے نصیب میں لکھا ہے۔

اس کی مختصر وضاحت حدیث ۴۵۰۸ میں گذر چکی البتہ مفتی سعید احمد پالنپوریؒ تحفۃ القاری ج:۵،ص:۲۰۶ میں لکھتے ہیں کہ کوئی چیز برائے فروخت ہے اور کسی گاہک سے بات چیت چل رہی ہے پس دوسرے کو بیچ میں نہیں کودنا چاہئے البتہ اگر وہ اجازت دے دے یا سودے سے ہٹ جائے تو دوسرا شخص بھاؤ کر سکتا ہے اور یہ حکم حسن معاشرت کی قبیل سے ہے کیوں کہ کسی کے ساتھ سودا چل رہا ہو اور دوسرا بیچ میں کودے تو اس سے پہلے شخص کو تکلیف پہنچتی ہے اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس حدیث میں ایک لفظ ہے تناجشوا باب تفاعل سے ہے جس کے اصطلاحی معنی ہیں مشتری کو دھوکہ دینے کے لئے خریدنے کی پیش کش کرنا وغیرہ۔

مکمل تفصیل تحفۃ القاری ج:۵،ص:۲۰۸ میں ملاحظہ کریں۔

باب بَيْعِ الرَّجُلِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنا

4520 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ وَاللَّيْثِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ قَالَ « لاَ يَبِيعُ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔

4521 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتَّى يَبْتَاعَ أَوْ يَذَرَ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے جب تک وہ دوسرا شخص اسے خرید نہیں لیتا یا اسے ترک نہیں کردیتا۔ (تفصیل اوپر گزرچکی ہے)

باب النَّجْشِ

باب ہے مصنوعی بولی لگانا

4522 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بولی لگانے سے منع کیا ہے۔

4523 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « لاَ يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلاَ تَنَاجَشُوا وَلاَ يَزِيدُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلاَ تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ الأُخْرَى لِتَكْتَفِئَ مَا فِي إِنَائِهَا ».

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اپنے بھائی کے بیع پر بیع نہ کرے اور شہری کسی دیہاتی سے اپنا مال نہ بیچے اور دھوکہ نہ دے اور آدمی اپنے بھائی کے بیع پر بیع نہ کرے یعنی مصنوعی بولی نہ لگائے۔ قیمت زیادہ نہ کرے اور عورت دوسری بیوی کے طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کے حق کی نعمتیں بھی اسے حاصل ہوجائیں۔

4524 - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلاَ تَنَاجَشُوا وَلاَ يَزِيدُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلاَ تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِئَ بِهِ مَا فِي صَحْفَتِهَا ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کوئی شخص کسی شہری کسی دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے تم لوگ مصنوعی بولی نہ لگاؤ کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے کے مقابلہ میں زیادہ قیمت نہ لگائے کوئی عورت اپنی بہن کے طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کے حصہ کی نعمتیں خود حاصل کرلے۔

توضیح: حدیث ۴۵۲۲ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا ہے۔

نجش کی تعریف

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ نجش نون کے فتحہ اور جیم کے سکون کے ساتھ ہے۔ (فتح الباری ج:۴،ص:۳۵۵)

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ جیم کے فتحہ کے ساتھ بھی درست ہے (عمدۃ القاری ج:۱۱،ص:۲۶۲)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ نجش اصل میں شکار کو کہتے ہیں اصطلاح میں نجش کہتے ہیں کہ بائع اپنی چیز کی اس قدر تعریف کرے کہ مشتری اس کو لینے میں خواہ مخواہ رغبت کرنے لگے یا کوئی دوسرا آدمی بائع کی چیز کی اس قدر تعریف کرے یا اس مبیعہ کے ثمن میں زیادتی بیان کرے حالاں کہ وہ اس کو خریدنا نہیں چاہتا بلکہ یہ سب کام صرف مشتری کو پھنسانے کے لئے کرتا ہے تو اس کو نجش کہتے ہیں اور اس کی وجہ سے آدمی گنہگار ہوتا ہے۔

نجش والی بیع کا حکم

اس بیع کے بارے میں اختلاف ہے علامہ عینیؒ عمدۃ القاری ج:۱۱،ص: ۲۶۳ اور علامہ ابن حجرؒ فتح الباری ج: ۴،ص: ۳۵۵ میں ابن منذرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ بعض محدثین نے ایسی بیع کو فاسد قرار دیا ہے اور یہی قول اہل ظاہر کا بھی ہے امام مالکؒ کا بھی ایک روایت کے مطابق یہی نظریہ ہے اور حنابلہ کا بھی مشہور قول یہی ہے جب کہ دوسرا آدمی یہ کارروائی بائع کی مرضی سے کرے اگر اس نے بائع کی مرضی کے بغیر ایسا کیا تو آدمی گنہگار ہوگا اور ایسی صورت میں امام مالک کا مشہور قول یہی ہے کہ اگر مشتری کو پتہ چل جائے کہ بائع نے یا دوسرے آدمی نے میرے ساتھ نجش کا معاملہ کیا ہے تو مشتری کو خیار ہوگا خواہ سودا باقی رکھے یا بیع کو فسخ کردے۔

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعیؒ کے نزدیک نجش گناہ ہے مگر اس کے باوجود بیع ہو جائے گی امام ترمذی نے امام شافعیؒ سے نجس کی تعریفات یہ نقل کی ہے کہ بائع کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی مشتری کو دھوکہ دینے کے لئے بائع کے سودے کو اصل ثمن سے زائد ثمن والا بیان کرے تا کہ بائع نے اس کا جو ثمن بنایا ہے مشتری اس کے مطابق لے لے تو یہ نجش ہے۔

حدیث ۴۵۲۳ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے مسلمان بھائی کے نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔

بیع پر بیع نہ کرے اس کی تین صورتیں ہیں:

پہلا مرحلہ: مبیع جب تک معرض بیع میں ہے یعنی اس پر برائے فروخت کا بوڈ لگا ہوا ہے اس وقت ہر شخص خریدنے کی پیش کش کر سکتا ہے، کوئی ممانعت نہیں ہے۔

دوسرا مرحلہ: جب کسی ایک کے ساتھ سودا چل رہا ہو تو دوسرے آدمی کو درمیان میں کودنے کی ضرورت نہیں ہے یہ اس شخص کو اس چیز سے مایوس کرنا ہے جس کے وہ در پہ ہے اور اس چیز سے اس کو نامراد کرنا ہے جس کا وہ امیدوار ہے یہ اس کے ساتھ بدمعاملگی اور ظلم ہے۔

تیسرا مرحلہ: جب کسی کے ساتھ سودا طے ہو گیا یعنی چیز بک گئی تو اب درمیان میں کودنے کا کوئی سوال نہیں۔

اس کے علاوہ حدیث میں نکاح کے پیغام پر پیغام بھی ڈالنے کی ممانعت ہے اس کے بھی تین مرحلے ہیں:

(۱) کسی نے کسی عورت کو پیغام نکاح بھیجا عورت کی طرف سے ابھی کوئی جواب مثبت یا منفی

میں نہیں آیا۔(۲) جواب منفی میں آیا۔(۳) مثبت میں آیا۔

پہلی صورت میں پیغام نکاح بھیجنا بہتر نہیں۔**دوسری** صورت میں جائز اور **تیسری** صورت میں ناجائز ہے۔کیوں کہ اس میں پہلے پیغام نکاح بھیجنے والے کی حق تلفی ہے۔

مذکورہ حدیث میں اسی تیسری قسم کا بیان ہے جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے کسی عورت کو پیغام نکاح بھیجا اور اس عورت نے منظور کرلیا تو کسی اور کو اس میں دخل اندازی کر کے اپنے لئے اس عورت کے پاس پیغام نکاح بھیجنا شرعاً اور اخلاقاً ہر اعتبار سے ممنوع ہے اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوگا تاہم اگر کوئی شخص ایسا کرے اور اس عورت سے اپنا نکاح کر لے تو نکاح فاسد نہیں ہوگا ایسا کرنا گناہ عظیم ہے یہی احناف کا مسلک ہے۔

امام مالک کا نظریہ یہ ہے کہ دخول سے پہلے پہلے نکاح فسخ ہے ہاں اگر دخول کرلیا تو اب نکاح فسخ نہیں ہوگا۔(نووی شرح مسلم ۱/ ۴۵۴) اگر پہلے شخص کی طرف سے بات پکی نہیں ہوئی ہے تو ایسی صورت میں اس کی طرف پیغام بھیجنا ممنوع نہیں ہے جیسا کہ فاطمہ بنت قیس کی روایت میں ہے کہ نبیؐ نے اس کی طرف حضرت اسامہؓ کے لئے پیغام نکاح بھیجا تھا جب کہ اس سے پہلے امیر معاویہؓ اور ابوجہم دونوں حضرات ان کی طرف نکاح کا پیغام بھیج چکے تھے۔

نوٹ: اس حدیث سے ۴۵۱۹ کی بھی مکمل وضاحت ہوتی ہے جو پیچھے گذر چکی ہے۔

بَاب الْبَيْعِ فِيمَنْ يَزِيدُ

یہ باب ہے اس شخص کے ساتھ سودا کرنا جو زیادہ قیمت دیتا ہے

4525-أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالاَ حَدَّثَنَا الأَخْضَرُ بْنُ عَجْلاَنَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم-بَاعَ قَدَحًا وَحِلْسًا فِيمَنْ يَزِيدُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ اور اونٹ پر ڈالی جانے والی چادر اس شخص کو فروخت کی تھی جس نے زیادہ قیمت دی تھی۔

توضیح: معلوم ہوا بازار میں کئی طرح کے لوگ ہوتے ہیں بعض تو چاہتے ہیں کہ سامان اچھا مل جائے اور قیمت کم لگے لیکن اچھا سامان اسی شخص کو دیا جائے جو زیادہ قیمت دے جیسا کہ آپؐ نے

اپنا مبارک پیالہ اور چادر زیادہ قیمت والے کو دی تھی۔

بَابُ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ

یہ باب ہے بیع ملامسہ کے بیان میں

4526- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ- وَاللَّفْظُ لَهُ- عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ وَأَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ تَفْسِيرِ ذَلِكَ

اس کی وضاحت

4527- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ الْمُلاَمَسَةِ لَمْسِ الثَّوْبِ لاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ إِلَى الرَّجُلِ بِالْبَيْعِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ أَوْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ.

ترجمہ: بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ سے منع کیا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو چھولے اسے دیکھے نہیں (اور سودا طے ہو جائے) اور منابذہ سے منع کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف بیچنے کے لئے پھینک دے دوسرے شخص کے اسے پلٹنے یا اسے دیکھنے سے پہلے ہی سودا طے ہو جائے۔

مطلب واضح ہے۔

باب بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ

منابذہ کا سودا

4528 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودے میں ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے۔

4529 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے سودوں سے منع کیا ہے ملامسہ اور منابذہ۔

باب تَفْسِيرِ ذَلِكَ

اس کی وضاحت

4530 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى بْنِ بُهْلُولٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدًا يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَ الْمُلاَمَسَةُ أَنْ يَتَبَايَعَ الرَّجُلاَنِ بِالثَّوْبَيْنِ تَحْتَ اللَّيْلِ يَلْمِسُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمَا ثَوْبَ صَاحِبِهِ بِيَدِهِ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ الثَّوْبَ وَيَنْبِذَ الآخَرُ إِلَيْهِ الثَّوْبَ فَيَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور

منابذہ سے منع کیا ہے ملامسہ سے مراد یہ ہے کہ دو آدمی رات کے وقت دو کپڑوں کی خرید وفروخت کرتے ہیں دونوں میں سے ہر ایک فرد اپنے ساتھی کے کپڑے کو چھو لیتا ہے اور ساتھ ہی سودا طے ہو جاتا ہے۔

منابذہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی دوسرے شخص کی طرف کپڑا پھینکتا ہے اور دوسرا پہلے شخص کی طرف کپڑا پھینکتا ہے اور دونوں اس پر سودا کر لیتے ہیں۔

4531- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُلاَمَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُنَابَذَةُ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ملامسہ سے منع کیا ہے۔راوی کہتے ہیں ملامسہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو چھو لے اگرچہ آدمی نے اسے دیکھا نہ ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منابذہ سے منع کیا ہے منابذہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف پھینکے اور اس شخص کے الٹ پلٹ کرنے سے پہلے سودا طے ہو جائے۔

4532- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ أَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلاَمَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ إِذَا نَبَذْتُ هَذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ يَعْنِي الْبَيْعَ وَالْمُلاَمَسَةُ أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلاَ يَنْشُرُهُ وَلاَ يُقَلِّبُهُ إِذَا مَسَّهُ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس سے اور دو طرح کے سودوں سے منع کیا ہے جہاں تک دو طرح کے سودوں کا تعلق ہے تو وہ ملامسہ اور منابذہ ہیں۔

منابذہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی یہ کہے کہ جب میں یہ کپڑا پھینک دوں گا تو سودا طے

ہو جائے گا۔

ملامسہ سے مراد یہ ہے کہ جب وہ اپنے ہاتھ کے ذریعہ اسے چھولے گا تو سودا طے ہو جائے گا وہ اس کو کھول کر نہیں دیکھے گا اسے الٹے پلٹے گا نہیں جیسے ہی وہ اسے چھولے گا تو سودا طے ہو جائے گا۔

4533 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ بَلَغَنِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَنَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلاَمَسَةِ وَهِيَ بُيُوعٌ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

ترجمہ: سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس سے منع کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو طرح کے سودے سے منع کی ہے منابذہ اور ملامسہ یہ سودا کرنے کے دو طریقے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھے۔

4534 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ أَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُنَابَذَةُ وَالْمُلاَمَسَةُ وَزَعَمَ أَنَّ الْمُلاَمَسَةَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ أَبِيعُكَ ثَوْبِي بِثَوْبِكَ وَلاَ يَنْظُرَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا إِلَى ثَوْبِ الآخَرِ وَلَكِنْ يَلْمِسُهُ لَمْسًا وَأَمَّا الْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ أَنْبُذُ مَا مَعِي وَتَنْبُذُ مَا مَعَكَ لِيَشْتَرِيَ أَحَدُهُمَا مِنَ الآخَرِ وَلاَ يَدْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا كَمْ مَعَ الآخَرِ وَنَحْوًا مِنْ هَذَا الْوَصْفِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے دو طرح کے سودوں سے منع کیا ہے۔

جہاں تک دو طرح کے سودوں کا تعلق ہے تو وہ منابذہ اور ملامسہ ہیں۔

پھر راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ ملامسہ سے مراد یہ ہے ایک شخص دوسرے شخص کو یہ کہتا ہے میں تمہارے کپڑے کے عوض میں اپنا کپڑا تجھے فروخت کر رہا ہوں اور ان

دونوں میں سے کوئی ایک شخص دوسرے شخص کے کپڑے کو دیکھتا نہیں ہے بلکہ وہ جیسے ہی اسے چھو لیتے ہیں تو سودا طے ہو جاتا ہے پھر راوی نے یہ بات بیان کی ہے منابذہ سے مراد یہ ہے کہ میرے پاس جو موجود ہے اسے میں پھینک دوں گا جو تمہارے پاس ہے اسے تم پھینک دو تاکہ دونوں میں سے ہر ایک شخص دوسرے سے اس کپڑے کو خریدے اور ان دونوں میں سے کسی کو بھی یہ پتہ نہ چل سکے کہ دوسرے کے پاس کتنا کپڑا ہے یا کس نوعیت کا کپڑا ہے۔

توضیح: مذکورہ حدیث کی توضیح حدیث میں گذر چکی ہے مگر پھر بھی کچھ توضیحات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں ملامسہ یہ لمس سے ہے اس کی تین تفسیریں کی جاتی ہیں۔

ملامسہ یہ لمس سے ہے اس کی تین تفسیریں کی گئی ہیں:

ایک تفسیر یہ ہے کہ نفس لمس (ٹٹولنے کو ہی قرار دیا جائے یہ ایسے ہی ہے جیسے بیع المنابذہ میں نفس نبذ کو ہی قرار دیا جائے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ اس مبیعہ کو ٹٹول لے اور تیرا اس کو چھونا تیرے دیکھنے کے قائم مقام ہوگا اور دیکھنے کے بعد تجھے خیار نہ ہوگا۔ جب شریعت نے اس کو خیار رؤیت دیا ہے اور یہ آدمی اس کے اس خیار کو ساقط کرنا چاہتا ہے اس لئے یہ درست نہیں ہے۔

امام شافعیؒ نے بیع الملامسہ کی یہی تفسیر کی ہے۔ (عینی شرح ہدایہ ج:۲،ص:۸۹)

اور بیع ملامسہ کی تیسری تفسیر یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں یہ چیز تجھ کو اتنے ثمن کے بدلے بیچتا ہوں اور جب میں تجھ کو چھو لوں تو بیع تام ہو جائے گی اور پھر خیار نہ ہوگا اور اسی طرح اگر بائع کے بجائے مشتری کہے تو تب بھی یہی حکم ہے اس صورت میں چوں کہ دوسری جانب سے قبول نہیں ہے بلکہ ایک ہی جانب سے دوسرے پر بیع مسلط کی جا رہی ہے اس لئے یہ درست نہیں ہے۔ (اعلاء السنن ج:۱۴،ص:۱۲۶)

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ بیع ملامسہ اور منابذہ دھوکہ والی بیوع میں سے ہیں اور قمار کی ایک شکل ہے اس لئے جائز نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ج:۱۱ ص:۲۶۷)

منابذہ نبذ سے ہے جس کے معنی ہیں پھینکنا بیع منابذہ کی تفسیر میں ائمہ کے اقوال مختلف ہیں بعض حضرات نے منابذہ اور بیع الحصاۃ کو ایک ہی قرار دیا ہے مگر علامہ ابن حجر فتح الباری ج:۵،ص:۲۶۳ میں فرماتے ہیں کہ دونوں جدا جدا ہیں۔

بیع منابذہ کی تفسیر

علامہ عینی عمدۃ القاری میں ج:۱۱،ص:۲۶۷ میں اور علامہ ابن حجر فتح الباری ج:۵،ص:۲۶۳ میں فرماتے ہیں کہ منابذہ کی ایک تفسیر یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی جانب پھینک دے حالاں کہ ان میں سے کسی نے بھی دوسرے کے کپڑے کو نہ دیکھا ہو چوں کہ مبیعہ اور ثمن دونوں کا وصف مجہول ہے اس لئے یہ بیع درست نہیں منابذہ کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہتا ہے کہ میں یہ سودا تجھ پر اتنے ثمن پر بیچتا ہوں اور جب میں تمہاری طرف اس کو پھینک دوں تو یہ بیع تام ہوگی اور خیار نہ ہوگا اس صورت میں چوں کہ صرف ایجاب ہے دوسری جانب سے قبول نہیں حالاں کہ ایجاب وقبول دونوں بیع کے ارکان ہیں اس لئے یہ بیع درست نہ ہوگی۔

منابذہ کی تیسری تفسیر یہ ہے کہ نفس نبذ یعنی پھینکنے ہی کو قرار دیں یعنی ایسا کوئی کلمہ نہیں بولتے جو بیع پر دلالت کرتا ہو بلکہ ایک نے اپنی چیز اس کی طرف پھینک دی اور دوسرے نے اپنی کوئی چیز اس کی طرف پھینک دی اور اس پھینک دینے ہی کو بیع سمجھنے لگے تو یہ درست نہیں اس لئے ایسا صیغہ ضروری ہے جو بیع پر دلالت کرتا ہو۔

اشکال اور اس کا جواب

اس تقسیم پر اعتراض ہے کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ گاہک دوکاندار کے پاس جا کر چیز لیتا ہے اور ثمن اس کو پکڑا دیتا ہے حالاں کہ دونوں میں سے کسی نے کوئی کلمہ نہیں کہا ہوتا تو ایسی صورت میں اس بیع کو بیع المعاطاۃ کہتے ہیں اور اس کو بہت سے حضرات نے جائز قرار دیا جب کہ مذکورہ تفسیر کی رو سے ایسی بیع ناجائز قرار پاتی ہے۔

تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے نزدیک بیع المعاطاۃ جائز ہے انہوں نے بھی قید لگائی ہے کہ ایسا معاملہ معمولی چیزوں میں یا ان چیزں میں درست ہے جن میں معاطاۃ کی عادت ہو۔ (فتح الباری ج:۵،ص:۲۶۳)

بَاب بَيْعِ الْحَصَاةِ

یہ باب کنکری پھینک کر سودا طے کرنے کے بارے میں

4535 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ

أَخْبَرَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینک کر سودا طے کرنے سے منع کیا ہے اور دھوکہ کے سودے سے منع کیا ہے۔

توضیح: بیع الحصاۃ اس بیع کے بارے میں امام نووی شرح مسلم میں اور مبارکپوریؒ تحفۃ الاحوذی ص:۲۳۵ ج:۲ میں فرماتے ہیں کہ اس بیع میں تین تاویلات ہیں یعنی اس کے تین معنی بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) کوئی آدمی کہتا ہے کہ کنکری پھینکتا ہوں جہاں تک کنکری پہنچے گی اتنی زمین یا اگر کپڑے پر پھینکتا ہوں تو اتنا کپڑا اتنے ثمن میں بیچتا ہوں چوں کہ اس میں مبیع مجہول ہے اس لئے یہ بیع ناجائز ہے۔

(۲) کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں یہ چیز اتنے کی تجھ پر بیچتا ہوں اور تجھے اس وقت تک خیار ہے جب تک میں کنکری نہ پھینکوں اور جب میں کنکری پھینک دوں تو تیرا خیار ختم اور بیع لازم تو ایسی بیع کے بارے میں علامہ ابن رشید ہدایت المجتہد ص:۱۱، ج:۲ میں فرماتے ہیں وہذا قمارٌ یہ جوا ہے اس لئے ناجائز ہے کیوں کہ اس میں ایجاب تو ہے مگر دوسری جانب سے قبول نہیں پایا جارہا ہے حالاں کہ ایجاب و قبول دونوں بیع کے ایک اہم رکن ہیں۔

(۳) کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں کنکری پھینکتا ہوں تو جس چیز یا کپڑے کو وہ کنکری لگے وہ اتنے ثمن کے بدلے میں میری ہوگی تو اس میں مبیعہ مجہول ہے اور یہ قمار کی ایک صورت ہے اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔ اور اس حدیث میں ایک لفظ ہے بیع غرر۔

غرر کے معنی ہیں دھوکہ ہر وہ بیع جس میں کس قسم کا دھوکہ ہو وہ بیع ناجائز ہے چند اقوال اور مثالیں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ سمجھنا آسان ہو۔

مولانا سہارنپوری بذل المجہود ص:۲۵۱ ج:۵ میں فرماتے ہیں کہ جس بیع میں بائع یا مشتری کو دھوکہ ہو وہ بیع ناجائز ہے اور امام نوویؒ شرح مسلم ج:۲، ص:۲ میں فرماتے ہیں کہ معدوم یا مجہول چیز کی بیع یا ایسی چیز کی بیع جس کو مشتری کے حوالے کرنے پر قادر نہ ہو یا ایسی چیز کی بیع جس میں بائع کی ملکیت تام نہ ہو یہ سب بیع غرر میں داخل ہیں جیسا کہ فضا میں اڑنے والے پرندوں کی بیع یا دریا میں موجود مچھلیوں کی بیع یا بھاگے ہوئے غلام کی بیع وغیرہ۔

علامہ کشمیری العرف الشذی ص:۳۸۸ میں فرماتے ہیں کہ اگر پانی میں موجود مچھلیوں کا پکڑنا

آسان ہو تو وہ بیع جائز ہوگی ورنہ نہیں جیسا کہ آج کل مچھلی فارم بنے ہوئے ہیں مالک مچھلی کا سودہ کرتا ہے تو اس کے لئے اس مچھلی کو مشتری کے حوالے کرنا کوئی دشوار نہیں ہے۔

اس لئے بیع جائز ہوگی یہی حکم فضا میں اڑنے والے پرندوں کا بھی ہے جو کسی کی ملکیت میں ہوں اور مالک کے پاس آجاتے ہیں اور مالک ان کو مشتری کے حوالے کرنے پر قادر ہو تو اس کی بیع جائز ہوگی۔

غرروالی بیع کا حکم

علامہ کشمیریؒ العرف الشذی ص:۳۸۸ میں فرماتے ہیں کہ غرر قولی ہو تو فسخ قضاءً واجب ہے کہ جس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے وہ قاضی کے ذریعہ سے اس بیع کو فسخ کرائے اور اگر غرر فعلی ہو تو فسخ دیانتاً واجب ہے کہ جس نے دھوکہ کیا ہے وہ دیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بیع کو فسخ کرے۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اعلاء السنن ص:۱۱۶ ج:۱۴ میں فرماتے ہیں کہ ایسی چیز جو مالک کی ملکیت میں ہو مگر بیع کے وقت بائع اور مشتری کے پاس موجود نہیں تو حضرت امام شافعیؒ ایسی بیع کو بیع الغرر میں داخل کرتے ہیں اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایسی بیع جائز ہے اور مشتری کو خیار ہوگا جب کہ وہ اس کو دیکھے اور اس پر حضرات صحابہ کرام کے آثار موجود ہیں کہ وہ ایسی بیع کر لیتے تھے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جس میں حقیر غرر ہو یعنی جس کو عام طور پر لوگ محسوس نہ کرتے ہوں تو وہ بیع جائز ہے مثلاً ایسا کوٹ خریدنا جس کا استر چھپا ہوا ہے تو کوٹ کے تابع اس کی بیع جائز ہے اسی طرح ایک ماہ کے لئے ایک مکان کرایہ پر لیا حالاں کہ ماہ کبھی تیس کا یا کبھی انتیس کا ہوتا ہے یا حمام میں اجرت دے کر داخل ہونا تو کیا معلوم آدمی کتنا پانی صرف کرے گا تو ان چیزوں میں غرر معمولی ہے اس لئے یہ تمام بیوع جائز ہیں۔

غرر کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ بائع کو مبیعہ یا ثمن مجہول ہو مثلاً ریوڑ بکریوں کا ہو اور کوئی آدمی ریوڑ والے سے کہے کہ ان میں سے ایک بکری چار سو روپے کی دیدے تو اس صورت میں مبیعہ مجہول ہے اسی طرح ایک بکری کو پکڑ کر کہتا ہے کہ یہ چند روپیوں کی مجھے دے دے تو یہ ثمن مجہول ہے۔

غرر کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بائع کو مبیعہ مشتری کے حوالے کرنے پر قدرت نہ ہو مثلاً بھاگا ہوا غلام یا بائع کے ساتھ دوسرا آدمی اس مبیعہ کے اندر شریک ہو وغیرہ۔

باب بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهُ

باب پھل کے پکنے سے پہلے اسے فروخت کرنا

4536- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « لاَ تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ ». نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِىَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تم پھل کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک وہ پک نہیں جاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کرنے والے اور خریدار دونوں کو اس سے منع کیا ہے۔

4537- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ.

ترجمہ: سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے پکنے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4538- أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لاَ تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ وَلاَ تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھل اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک کہ وہ پک نہیں جاتا اور کھجور کے عوض میں پھل کو فروخت نہ کرو۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ مِثْلِهِ سَوَاءً.

ترجمہ: ابن شہاب بیان کرتے ہیں سالم نے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے اس کے بعد حسب

سابق حدیث سے۔

4539- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ « لاَ تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ ».

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھل کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک وہ پک نہیں جاتا۔

4540- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَأَنْ يُبَاعَ الثَّمَرُ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ وَأَنْ لاَ يُبَاعَ إِلاَّ بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مخابرہ منابزہ اور محاقلہ سے منع کیا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے کہ پھل کے پکنے سے پہلے اسے فروخت کر دیا جائے اور یہ ہدایت کی ہے کہ اسے صرف دینار اور درہم کے عوض میں فروخت کیا جائے البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

4541أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يُطْعَمَ إِلاَّ الْعَرَايَا.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ مزابنہ محاقلہ اور پھل کے کھانے کے قابل ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے البتہ عرایا کا حکم مختلف ہے۔

4542- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ

النَّخْلِ حَتّٰى يُطْعَمَ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے جب تک وہ کھانے کے قابل نہیں ہوجاتا اس وقت تک اسے فروخت نہیں کیا جائے گا۔

توضیح: حدیث نمبر ۴۵۳۶ اور ۴۳۷ میں بدو صلاح کا لفظ ہے اس کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں (۱) پھل ایسی حالت میں ہوجائے کہ آفات سے محفوظ ہوجائے یہ معنی احناف کے نزدیک راجح ہے امام ترمذی نے حضرت ابن عمر کی جو روایت نقل کی ہے اس میں بھی آفات سے محفوظ ہوجانے کے الفاظ ہیں اور مسند احمد ج:۶،ص:۱۰۶) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدو صلاح سے پہلے اور پھل کے آفات سے امن پالینے کے پہلے تک ان کی بیع سے منع فرمایا ہے اور یہ حالت پھل میں اس وقت آتی ہے جب کہ اس میں رنگت آجائے کیوں کہ اس سے پہلے اس پر آفات عام آتی ہیں اس لئے بعض روایات میں حتی تزھو کے الفاظ ہیں جس کے معنی ہیں تصفّر و حتی احمَرّ کہ زرد ہوجائے یا سرخ ہوجائے۔ درخت پر لگے ہوئے پھل کے بیع کی چھ صورتیں اور ان کا حکم علامہ کشمیری العرف الشذی ص:۳۸۷ میں علامہ ابن حجر کی فتح الباری کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کی چھ صورتیں ہیں:

(۱) بدو صلاح سے پہلے کاٹ لینے کی شرط کے ساتھ بیع ہو تو یہ صورت احناف کے نزدیک جائز ہے اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ مشتری کو پھل کے بجائے کسی اور وجہ سے اس کی ضرورت ہو اور یہ مال متقوم ہے۔ اور مال متقوم کی بیع درست ہے اور علامہ عینی عمدۃ القاری ص:۴،ص:۱۲ میں حضرت زید بن ثابت کی روایت پیش کرتے ہیں کہ لوگ بدو صلاح سے پہلے بھی پھل کی خرید و فروخت کرتے تھے تو اس سے جواز ثابت ہوتا ہے تو نہی والی روایت کا جواب یہ ہے کہ نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہے یا نہی شفقت پر محمول ہے جیسا کہ حضرت زید بن ثابت کی روایت جو بخاری ج:۱،ص:۲۹۲ میں ہے کہ آپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحتاً ان کو بدو صلاح سے پہلے ان کے بکثرت جھگڑوں کی وجہ سے بیع سے روک دیا یا نہیں والی روایت اس پر محمول کی پھل کی حیثیت سے ان کو اس وقت نہ بیچوں اور یہاں پھل کی حیثیت سے ان کا بیچنا نہیں ہے اور اسی کو حضرت گنگوہی نے الکواکب الدری ص:۳۵۹ میں فرمایا ہے اور شوافع حضرات کے نزدیک بدو صلاح سے پہلے بیع درست نہیں ہے۔

(۲) اس مسئلہ میں دوسری صورت یہ ہے کہ بدو صلاح سے پہلے بیع ہو اور پھل پکنے تک نہ کاٹنے کی

شرط ہوتو یہ بالاتفاق درست نہیں ہے۔

احناف کے نزدیک اس لئے کہ اس میں شرط فاسد پائی گئی ہے اور شوافع کے نزدیک اس لئے کہ یہ بیع بدوصلاح سے پہلے ہے۔

(۳) اس مسئلہ میں دوسری صورت یہ ہے کہ بدوصلاح سے پہلے بیع ہو اور پھل کو درخت پر باقی رکھنے یا نہ رکھنے کی کوئی شرط نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر مشتری اس کو فی الفور اتار لیتا ہے یا بائع اس کو پکنے تک باقی رکھنے کی اجازت دے دیتا ہے تو احناف کے نزدیک یہ درست ہے ورنہ درست نہیں ہے اور شوافع کے نزدیک بدوصلاح سے پہلے درست ہی نہیں ہے۔

(۴) اس مسئلے میں چوتھی صورت یہ ہے کہ بیع بدوصلاح کے بعد ہو اور فی الفور اتار لینے کی شرط ہو تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔

(۵) پانچویں صورت یہ ہے کہ بیع بدوصلاح کے بعد ہو اور پھل کو درخت پر پکنے تک کی شرط کے ساتھ ہو تو یہ بالاتفاق جائز ہے اس لئے کہ پھل کو درخت پر باقی رکھنے کی شرط فاسد ہے۔

(۶) چھٹی صورت یہ ہے کہ بیع بدوصلاح کے بعد ہو اور پھل کو درخت پر رکھنے یا نہ رکھنے کی شرط نہ ہو تو یہ صورت مختلف فیہ ہے ائمہ ثلاثہ اور امام اسحاق بن راہویؒ کے نزدیک یہ بیع درست نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر مشتری فی الفور اتار لے یا بائع اپنی مرضی سے اجازت دے تو یہ بیع درست ہوگی اس لئے کہ عموماً لوگ اجازت دے دیتے ہیں اور اس کی مدت بھی معلوم ہوتی ہے اور اگر بائع پھل کو درخت پر باقی رکھنے کی اجازت نہ دے اور مشتری اس پھل کو پکنے تک درخت پر باقی رکھنے کا اصرار کرے تو یہ بیع درست نہ ہوگی اس میں ممانعت کی وجہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ حدیث میں ہے کہ تو اپنے بھائی کے مال کو کس وجہ سے حلال سمجھتا ہے جب کہ اس کی اجازت نہیں ہے۔ (بخاری ج:۱ ص: ۲۹۳) اور ترمذی شریف کی روایت میں اگرچہ یہ الفاظ نہیں ہیں مگر ان میں بھی علت اسی کو سمجھا جائے گا، اس لئے کہ نہی کو عموم کے لئے شوافع بھی نہیں مانتے اس لئے کہ وہ بھی بیع بشرط القطع کو جائز سمجھتے ہیں اگر نہی عام ہوتی تو کوئی صورت بھی جائز نہ ہوتی۔

حدیث نمبر ۴۵۳۳، ۳۴ اور ۳۵ کی وضاحت اس حدیث میں اس پھل کو بیچنے سے منع کیا گیا ہے جو ابھی کچا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا گیا ہے کہ کھجور کے عوض میں پھل کو نہ بیچو، پہلے ٹکڑے یعنی بدوصلاح کی مکمل وضاحت پھل کو فروخت نہ کرو، اس کی وضاحت کی جاتی ہے، اس کی مکمل تفصیل مسلم شریف جلد ثانی میں ہے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے یہ جان لیں کہ یہ بھی

ربا کی ایک قسم ہے ربا کی دو قسمیں ہیں (۱) ربا القرض اور ربا الفضل اور ایک تیسری قسم ربا النسیۂ بھی ہے جو ربا الفضل کا بچہ ہے۔

قرآن پاک میں صرف ربا القرض کا ذکر ہے اور ربا الفضل اور ربا النسیۂ کا ذکر قرآن میں نہیں ہے بلکہ حدیثوں میں ہے قرض پر زیادتی کا نام ربا القرض ہے۔ ربوی چیزوں کا تبادلہ اگر ہم جنس سے کیا جائے تو برابر سرابر دست بدست ہونا ضروری ہے کمی بیشی جائز نہیں نہ ادھار جائز ہے۔ اگر کمی بیشی کرے گا تو ربا الفضل ہوگا اور اگر ادھار معاملہ کرے گا تو ربا النسیۂ ہوگا تفصیل تحفۃ الالمعی ۱۴۹۴ میں ہے دیگر حدیثوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزیں جیسے سونا، چاندی، کھجور، گندم، نمک، اور جو کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اگر ان کا تبادلہ ہم جنس سے کیا جائے تو برابر سرابر ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے نہ کمی بیشی جائز ہے نہ ادھار جیسا کہ ابھی گزرا اور اگر غیر جنس کے ساتھ تبادلہ کیا جائے یعنی ایک طرف کھجور ہو اور دوسری طرف گندم تو کمی بیشی جائز ہے یہ کمی بیشی ربا الفضل نہیں البتہ ادھار اب ابھی جائز نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۴۵۴۱، ۴۵۴۲، اور ۴۵۴۳ کی وضاحت۔

حدیث نمبر ۴۵۴۱ میں ایک لفظ ہے مخابرہ دوسرا مزابنہ تیسرا محاقلہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید وفروخت کی کچھ انواع سے منع فرمایا ہے جن کا تعلق پھلوں کے ساتھ ہے کیوں کہ اس سے ایک فریق کو یا دونوں فریق کو نقصان ہوتا ہے ان صورتوں میں سے کچھ یہ ہیں:

نمبر ۱: مخابرہ اس کے معنی ہیں زمین کو اس کے معین حصے کی پیداوار کے بدلے میں کرایہ پر دینا، جیسا کہ ابوداؤد ص: ۱۲۸ ج: ۲ میں ہے کہ نبی کریم صل یا للہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے یہ حضرت زید بن ثابت کی روایت ہے انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول مخابرہ کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین کو اس سے نکلنے والی فصل کے ثلث نصف یا ربع کے بدلے میں لے لے امام ابوحنیفہ اور امام نخعی کے نزدیک مخابرہ یعنی مزارعت اور مساقاۃ دونوں مکروہ ہیں امام مالکؒ اور شافعی کے نزدیک مساقاۃ جائز ہے اور مزارعت صرف اس صورت میں جائز ہے جب کہ مساقاۃ کے تابع ہو اصل عقد نہ ہو اور امام احمد و امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے نزدیک مخابرہ اور مساقاۃ دونوں جائز ہیں۔

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں زیادہ احتیاط والا قول ابوحنیفہ کا ہے مگر مزارعت کی جانب احتیاج ہے اس لئے فتوی صاحبین کے قول پر ہے۔ (الکوکب الدری ج: ۱ ص: ۲۷۷)

(۲) مزابنہ (۳) محاقلہ۔ علامہ کشمیری العرف الشذی ص: ۳۸۷ میں محاقلہ کے دو معنی بیان

کرتے ہیں:

(۱) بیع الحنطۃ بالزرع یعنی کھڑی فصل کو تیار گندم کے بدلے میں بیچنا۔(۲) محاقلہ بمعنی مزارعت یعنی زمین سے پیدا ہونے والی فصل کے کچھ حصہ کے بدلے میں زمین کو کرایہ پر لینا۔صاحب ہدایہ نے ص:۱۳۱ج:۳ میں محاقلہ کی تعریف یہ کی ہے کہ خوشوں کے اندر جو گندم ہے اس کو تیار گندم کے بدلے میں اس کے کیل کے برابر تخمینہ سے بیچنا اور مبارک پوری تحفۃ الاحوذی ج:۲ ص:۲۳۲ میں النہایہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ محاقلہ کے کئی معنی ہیں:(۱) گندم کے بدلے زمین کو کرایہ پر لینا۔(۲) مزارعت (۳) بیع الطعام فی سنبلہ بالبر یعنی خوشوں کے اندر جو گندم ہے اس کو تیار گندم کے بدلے بیچنا۔

اگر محاقلہ کو مزارعت کے معنی میں لیں تو یہ امام ابوحنیفہ کی دلیل بنتی ہے جو مزارعت کو درست قرار نہیں دیتے اور اگر محاقلہ کو بیع الحنطۃ بالزرع کے معنی میں لیں تو ممانعت کی وجہ یہ ہوگی کہ جنس کو جنس کے بدلے میں بیچنے کی صورت میں مساوات شرط ہے اور یہاں مساوات نہیں ہے اور اگر محاقلہ کا معنی اکراء الارض بالحنطۃ ہو تو ممانعت کی وجہ وہ روایات ہوں گی جن میں زمین کرایہ پر دینے کی ممانعت ہے جیسا کہ مسلم ج:۲ ص:۱۱ میں حضرت جابر وغیرہ کی روایات ہیں اور امام نووی شرح مسلم ج:۲،ص:۱۲ میں فرماتے ہیں کہ امام طاؤس اور حضرت حسن بصری کے نزدیک زمین کو کرایہ پر دینا ہر حال میں ممنوع ہے خواہ نقدی کے بدلے میں ہو یا طعام کے بدلے۔

امام ابوحنیفہ اور شافعی فرماتے ہیں کہ فصل جو اس زمین سے حاصل کی جارہی ہے اسی میں سے حصہ کو کرایہ نہ بنایا جائے تو جائز ہے خواہ نقدی کے بدلے ہو یا طعام کے بدلے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ نقدی کے بدلے میں زمین کرایہ پر لینا درست ہے اور طعام کے بدلے میں درست نہیں اور مبارکپوری فرماتے ہیں کہ بیع محاقلہ میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ کیل ہے اور کیلی چیزوں میں جب کہ جنس ایک ہو تو اس کے تبادلہ کی صورت میں مساوات اور یدا بید اً دونوں باتیں ضروری ہیں اور یہاں چوں کہ مساوات بھی نہیں ہے اور یدا بید بھی نہیں ہے اس لئے ممنوع ہے۔

محاقلہ اور مزابنہ کی تعریف وتفسیر خود امام ترمذی نے یہ بیان فرمائی ہے کہ محاقلہ کہتے ہیں کھڑی فصل کو تیار گندم کے بدلے میں بیچنا اور مزابنہ کہتے ہیں درخت پر لگے ہوئے پھل کو اتارے ہوئے پھل کے بدلے بیچنا۔

بَاب شِرَاءِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا عَلَى أَنْ يَقْطَعَهَا وَلَا يَتْرُكَهَا إِلَى أَوَانِ إِدْرَاكِهَا

یہ باب ہے پھل پکنے سے پہلے اسے خرید لینا اس شرط پر کہ خریدار اسے کاٹ لے گا اور اسے اس وقت تک درخت پر نہیں چھوڑے گا جب تک وہ پک نہیں جاتا

4543 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ. قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا تُزْهِيَ قَالَ « حَتَّى تَحْمَرَّ ». وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللَّهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ ».

ترجمہ: حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے رنگین ہوجانے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول اس کے رنگین ہونے سے کیا مراد ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک وہ سرخ نہیں ہوجاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر اللہ پاک اس پھل کو روک لیں تو کوئی شخص کسی چیز کے عوض میں اپنے بھائی کے مال کو حاصل کرلے گا۔

توضیح: گذشتہ حدیث میں اس کی توضیح گذر چکی ہے ابھی یہ مسئلہ آیا ہے کہ بدوصلاح سے پہلے جو بیع ممنوع ہے وہ مسئلہ ہے یا مصلحت، امام بخاریؒ اس مسئلے میں حنفیہ کے ساتھ ہیں کہ یہ مصلحت ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مسئلہ ہے پس اگر کھجور کے پھل بدوصلاح سے پہلے بیچے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بیع باطل ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر پھل مال بن گیا ہے تو بیع درست ہے جیسا کہ ابھی حدیث میں آیا ہے تزہی کا لفظ۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر بدوصلاح سے پہلے کوئی پھل بیچے پھر پھلوں میں کوئی آفت آجائے تو نقصان بائع کا ہوگا اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تو بیع باطل ہے پس نقصان بھگتنے کا کوئی سوال ہی نہیں، امام بخاری فرماتے ہیں کہ نقصان بائع بھرے گا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بدوصلاح سے پہلے جو بیع ہوئی ہے وہ درست ہے۔

حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کی بیع سے منع فرمایا ہے آپ نے یہ پابندی بائع مشتری دونوں پر عائد کی ہے صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے کی شرط کب پوری ہوتی ہے اس بارے میں اختلاف ہے صحیح بات یہ ہے کہ جب پھل ایسی حالت میں ہوجائے جس میں اسے کسی استعمال میں لایا جاسکتا ہے تو اس پر صلاحیت کا اطلاق ہوتا ہے صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع کیا کہ اگر آندھی یا کوئی آسمانی آفت آجائے جس میں کسی انسان کا عمل داخل نہیں ہوتا اس وجہ سے پھل برباد ہوگیا مشتری کو کچھ حاصل نہ ہوگا گویا بیچنے والے نے اپنے بھائی کا حق ناحق لیا گویا کہ یہ حرام ہے۔

بَابُ وَضْعِ الْجَوَائِحِ

یہ باب آفت لاحق ہوجانے کی وجہ سے ادائیگی معافی کرنا

4545- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلاَ يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم اپنے بھائی کو کچھ پھل فروخت کرتے ہو اور پھر اسے کوئی آفت لاحق ہوجاتی ہے تو تمہارے لئے یہ بات جائز نہیں ہے تم اس کے عوض میں اس سے کوئی چیز لو تم کسی حق کے بغیر اپنے بھائی کے مال کو کس بنیاد پر حاصل کروگے۔

توضیح: عہد رسالت میں مدینہ منورہ سمیت عرب کے پیداواری علاقہ میں آج کل کی طرح یہی رواج تھا کہ لوگ اپنے باغات کا پھل درختوں سے اتار کر بیچنے کے بجائے درختوں کی شاخوں پر لگا ہوا ہی فرخت کردیتے تھے اور بعض اوقات پھلوں میں صلاحیت پیدا ہونے سے پہلے بلکہ پھل

کے ظہور سے پہلے بیع کر لیتے تھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی جب تک پھل میں صلاحیت ظاہر نہ ہو اس کی خرید وفروخت درست نہیں ہے۔

الحاصل: یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے درخت پر لگے ہوئے پھل پختہ تیار ہونے کے بعد خرید لئے مگر اتفاق سے خریدار کے پھل پر کوئی آسمانی آفت آ گئی جس کی وجہ سے وہ پھل جھڑ گئے اس صورت میں بیچنے والے کو چاہئے کہ اگر اس نے ابھی تک قیمت وصول نہیں کی ہے تو اس میں کچھ کمی کر دے اور اگر قیمت وصول کر لی ہے تو اس میں سے کچھ رقم خریدار کو واپس کر دے اگرچہ بیع ہو چکی ہے اور قاعدہ کے اعتبار سے وہ اس کے لئے مجبور نہیں ہے جہاں تک فقہی مسئلہ کا تعلق ہے یہ بات تو بالکل صاف ہے کہ خریدار کے قبضہ وملکیت میں آ جانے کے بعد مبیع خریدی ہوئی چیز کے ہر نفع اور نقصان کا ذمہ دار خریدار ہی ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ میں آ جانے کے بعد اگر مبیع کسی آفت کی وجہ سے برباد ہو جائے تو وہ خریدار ہی کا نقصان ہوتا ہے بائع پر اس کا کوئی بدلہ وغیرہ واجب نہیں ہوتا جہاں تک ہو سکے اخلاقاً بائع کو مشتری کو کچھ نا کچھ رقم دے دینا چاہئے۔ واللہ اعلم۔

4545 - أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ « مَنْ بَاعَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلاَ يَأْخُذْ مِنْ أَخِيهِ - وَذَكَرَ شَيْئًا - عَلَى مَا يَأْكُلُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص کوئی پھل فروخت کرتا ہے پھر اسے کوئی آفت لاحق ہو جاتی ہے تو وہ اپنے بھائی سے کچھ اصول نہ کرے راوی کہتے ہیں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا تذکرہ کیا جس کے الفاظ یہ ہیں کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا مال کس چیز کے عوض میں کھائے گا۔

4546 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ - وَهُوَ الأَعْرَجُ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- وَضَعَ الْجَوَائِحَ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

آفت کی وجہ سے ادائیگی معاف کروائی تھی۔

4547 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ ». فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلاَّ ذَلِكَ ».

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے پھل خریدا تو اس میں نقصان ہو گیا اس کا قرض زیادہ ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص کو صدقہ دو لوگوں نے اسے صدقہ دیا لیکن پھر بھی اس کے پورے قرض کی ادائیگی تک وہ رقم نہیں پہنچ سکی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یعنی اس کے قرض خواہوں سے تمہیں جو مل رہا ہے وہ حاصل کرلو تمہیں بس یہی ملے گا۔

توضیح: ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ مصیبت میں آدمی کو اپنے بھائیوں کا ساتھ دینا چاہئے اس واقعہ میں پھلوں پر آفت آنے کا معاملہ پھلوں کے پک جانے کے بعد بیچنے پر ہوا تھا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے والے سے بھرپائی کرنے کے بجائے تمام لوگوں سے خیرات دینے کی اپیل کی اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرض خواہ بقیہ قرض سے ہاتھ دھولے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب حاکم موجود مال کو قرض خواہوں کے درمیان بقدر حصہ تقسیم کردے پھر بھی اگر اس شخص کے ذمہ قرض خواہوں کا قرض باقی رہ جائے تو ایسی صورت میں قرض خواہ سے اسے تنگ کرنے یا اسے قید کرنے اور قرض کی ادائیگی پر مزید اصرار کرنے کے بجائے اسے مال کی فراہمی تک مہلت دے۔

معلوم ہوا کہ حادثہ میں بیچنے والے کے اوپر لازم ہے کہ خریدار کا جتنا نقصان ہوا ہے اتنے کی وہ بھرپائی کردے ورنہ وہ مسلمان بھائی کا مال کھالینے کا مرتکب گردانا جائے گا اور یہ اس صورت میں ہے جب پھل ابھی پکے نہ ہوں یا بیچنے والے نے ابھی خریدار کو مکمل قبضہ نہ دیا ہو ورنہ پھل کے پک جانے اور قبضہ دے دینے کے بعد بیچنے والے کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اس طرح کا معاملہ ایک آدمی کے ساتھ پیش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے والے سے بھرپائی کرنے کے بجائے عام لوگوں سے صدقہ کی

اپیل کی۔

بَاب بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِينَ

یہ باب ہے پھل کو کئی سال پہلے ہی فروخت کرنا

4548 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيكٍ - قَالَ قُتَيْبَةُ عَتِيكٌ بِالْكَافِ وَالصَّوَابُ عَتِيقٌ - عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِينَ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کو کئی سال پہلے ہی فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کی بیع کرنے سے منع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بیع بھی ایک طرح سے دھوکہ کی بیع ہے کیوں کہ اس کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ اگلے سالوں میں پھل آئیں گے یا نہیں اور پھل نہ آنے کی صورت میں خریدار کو گھاٹا ہی گھاٹا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

بَاب بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ

یہ باب ہے کھجور کے عوض میں درخت پر لگے ہوئے پھل کو فروخت کرنا

4549 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ.

ترجمہ: سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے عوض میں درخت پر لگے ہوئے پھل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے مجھے یہ

حدیث سنائی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی۔

4550- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ مَا فِي رُءُوسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى إِنْ زَادَ لِي وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے، حضرت ابن عمر بیان فرماتے ہیں مزابنہ سے مراد یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے پھل کو متعین مقدار کے عوض میں فروخت کر دیا جائے یعنی درخت پر لگا ہوا پھل اگر زیادہ ہو تو میرا ہوگا اور اگر وہ کم ہوا تو اس کا نقصان مجھے برداشت کرنا ہوگا۔

توضیح: سابق حدیث میں یہ بات آئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے یہاں پر ایک بات جان لیں درختوں پر پھلوں کی بیع کی متعدد صورتیں ہیں جن کو بطریق حصر بیان کیا جا سکتا ہے درختوں پر پھلوں کی بیع ظاہر ہونے کے بعد ہوگی یا پہلے اگر ظاہر ہونے کے بعد ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں بدو صلاح سے پہلے ہوگی یا بعد میں اگر بعد میں ہو تو یہ بالاتفاق جائز ہے ہاں اگر بدو صلاح سے پہلے ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) بدو صلاح سے پہلے بائع مشتری کو اس بات کا پابند بنائے کہ فی الفور پھل توڑنے ہوں گے تو یہ بیع بالاتفاق جائز ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری یہ شرط لگائے کہ قابل انتفاع ہونے تک پھل درخت پر ہی رہیں گے اس صورت میں بیع بالاتفاق ممنوع ہے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ بیع بدو صلاح سے پہلے بلاشرط کے ہوئی اس تیسری صورت کے بارے میں ائمہ ثلاثہ کا کہنا ہے کہ دوسری صورت کی طرح اس صورت میں بیع باطل ہوگی۔ لیکن امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ پہلی صورت کی طرح تیسری صورت میں بیع جائز ہوگی اور مشتری کو فی الفور پھل توڑنے پر مجبور کیا جائے گا اس لئے کہ یہ تیسری صورت پہلی صورت کی طرح ہے چناں چہ مشتری کو فی الحال پھل توڑنے پر مجبور کیا جائے اگر پھل توڑ لیتا ہے تو دونوں صورتیں ایک ہو جائیں گے اس اتحاد کو دیکھتے ہوئے احناف نے دونوں صورتوں میں بیع کے جائز ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے البتہ جو لوگ دونوں صورتوں کے حکم میں تفریق کے قائل ہیں انہیں تفریق کی وجہ بیان کرنی چاہیئے۔ تفصیل کے لئے۔

(کشف الاسرار ج: ۴، ص: ۱۴۳) دیکھیں۔

اسی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی عریہ اس کی جمع عرایا ہے عریہ کا لغوی معنی علامہ ابن حجر فتح الباری ج: ۴، ص: ۳۹۰ میں لکھتے ہیں کہ درختوں پر لگا ہوا پھل کسی کو ہبہ کرنا اور صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ عریہ لغت میں عطیہ کو کہتے ہیں۔ (ہدایہ ج: ۳، ص: ۳۱)

اور امام طحاویؒ نے بھی ج: ۲، ص: ۱۷۴ میں یہی فرمایا ہے۔ اور علامہ ابن رشید بدایۃ المجتہد میں ج: ۲، ص: ۱۶۴) میں فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک عریہ کا معنی ہبہ ہے اور اس پر دلیل لغت ہے اس لئے کہ اہل لغت عریہ ہبہ ہی کو کہتے ہیں اور اس کے شرعی معنی میں مختلف اقوال ہیں: علامہ عینیؒ نے شرح الہدایہ ج: ۴، ص: ۸۷، ۸۸ میں اور امام طحاویؒ نے ج: ۲، ص: ۱۷۲ تا ۱۷۵ میں فرماتے ہیں۔ یہ اقوال اور ان کے قائلین کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجرؒ فتح الباری ج: ۵ ص: ۲۹۵ میں فرماتے ہیں کہ عریہ کی بہت سی صورتیں ہیں اہل عرب کی عادت تھی کہ اگر کوئی معاشی لحاظ سے کمزور ہوتا تو اس کو کچھ عرصہ دودھ والا جانور دودھ پینے کے لئے دے دیتے اسی طرح باغات والے حضرات ان لوگوں کو جن کے باغات نہیں ہوتے تھے ان کو تازہ پھل کھانے کے لئے چند درخت دے دیتے تھے تا کہ وہ تازہ پھل کھائیں اس کو عریہ کہا جاتا ہے ائمہ اربعہ نے اپنے اجتہاد کے مطابق عریہ کا معنی متعین کیا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا نظریہ

امام صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کو چند درخت پھل کھانے کے لئے ہبہ کے طور پر دے اور ان کی ملکیت اپنی ہی رکھے پھر اس کے اپنے باغ میں آنے جانے کی وجہ سے تنگ ہو جائے اور اس کو درخت پر لگے ہوئے پھلوں کی جگہ اتارے ہوئے پھل دے دے تو اس کو عریہ کہتے ہیں اس صورت میں احناف کے نزدیک یہ ہوگا کہ واہب نے اپنی ہبہ کی نوعیت بدل دی ہے اس لئے کہ جس کو ہبہ کیا جائے وہ جب تک موہوبہ چیز پر قبضہ نہ کرے اس وقت تک اس کا مالک نہیں بنتا اور اس کو جو درخت دئے گئے تھے ان کا پھل ابھی تک درختوں پر ہے تو اس کا قبضہ نہ ہوا جب قبضہ نہیں تو ابھی تک وہ ان پھلوں کا مالک بھی نہیں ایسی صورت میں بیع کا اطلاق صرف صورۃ یا مجازاً ہے مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ کبھی بیع کا اطلاق ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ صورۃً بدلنے پر بھی کیا جاتا ہے اگرچہ حقیقتاً استبدال نہ ہو جیسا کہ اللہ کا فرمان: اولئك الذين اشترو الضلالة بالهدى سورہ بقرہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید ا۔ (اعلاء السنن ج: ۱۴، ص: ۱۲۸)

اسی طرح ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم یہاں بھی حقیقتاً استبدال نہیں اس لئے کہ موہوب لہ کی جانب سے واہب کو کچھ نہیں دیا گیا بلکہ جو واہب نے خود اس کو دیا تھا اس کو اس نے اتارے ہوئے پھلوں سے بدل دیا ہے تو یہ صورۃً استبدال ہے اور اس پر بیع کا اطلاق مجازاً کیا گیا ہے اس لئے کہ موہوب لہ ابھی تک قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے ان پھلوں کا مالک بنا ہی نہیں ہے۔

امام صاحبؒ کی دلیل

امام طحاوی نے حضرت زید بن ثابتؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں انہوں نے عریہ کی تفسیر کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے عرایہ میں رخصت دی ہے یعنی ایک یا دو درختوں میں جو آدمی کو ہبہ کئے جائیں۔(طحاوی ج:۲،ص:۱۷۵)۔

حضرت زید بن ثابت نہ صرف یہ کہ مدنی ہیں بلکہ صاحب باغات بھی تھے اور باغات مدینہ میں بکثرت تھے اس لئے ان کی تفسیر راجح ہے۔

احناف کے نزدیک عرایا بیع کی قسم نہیں ہے

احناف کہتے ہیں کہ عرایا بیع کی قسم نہیں ہے اس لئے کہ اگر اس کو بیع تسلیم کیا جائے تو لغت کے بھی خلاف ہے اور پھر اس میں ربا بھی پایا جاتا ہے۔

احناف پر پہلا اعتراض یہ ہے کہ اگر عرایا بیع کی قسم نہیں ہے تو پھر بعض روایتوں میں الا العرایا سے اس کی استثناء کیوں کیا گیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ استثناء متصل نہیں ہے بلکہ منقطع ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۴ میں الا ابلیس کا استثناء ملائکہ سے ہے یا یہ کہ مجازاً عریہ پر بیع کا اطلاق کر کے استثناء کی گئی ہے اس لئے کہ صورۃً بیع ہے اور پہلے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ صرف صورۃً بیع کو بیع وشراء سے تعبیر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۶ اور ۹۰ میں ہے۔

احناف پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر عرایہ ہبہ ہے تو اس کا انحصار پانچ وسق میں کیسے درست ہوگا اس لئے کہ ہبہ کی تو کوئی حد مقرر نہیں ہے اس کے جواب میں امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جن روایات میں خمسۃ اوسق کے الفاظ ہیں ان میں اتنی مقدار میں عریہ کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اس سے زائد کی نفی ہوئی بلکہ اس بارے میں روایت خاموش ہے اگر یوں ہوتا لاتکون العرایۃ الا فی خمسۃ اوسق تو تب انحصار ہوتا اور زائد کی ممانعت ثابت ہوتی اور جب ایسا ہی ہے تو اس میں انحصار اور زائد کی ممانعت

نہیں ہے (طحاوی ج:۲،ص:۱۷۴) نیز چوں کہ یہ ظاہراً بیع ہے جس کو خلاف الاصل جائز قرار دیا گیا ہے تو اس میں مناسب یہی ہے کہ اس کی مقدار متعین کردی جائے تاکہ معاملات ربویہ کے لئے ایک اصل بن جائے۔

اور علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہ مقدار لوگوں کی عادت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیان کی گئی ہے اس میں انحصار نہیں ہے اس لئے کہ وہ لوگ خمس اوسق کی مقدار پر عریہ کرتے تھے اس لئے وہ اس کو خاص طور پر ذکر کردیا گیا ہے۔ (فتح القدیر ج:۵،ص:۱۱۶)

امام شافعیؒ کا نظریہ

امام شافعی فرماتے ہیں کہ عرایہ مزابنہ میں سے ہے استثنائی صورت ہے یعنی درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اتارے ہوئے خشک پھل کے بدلے بیچنے کو مزابنہ کہتے ہیں اور اسی میں سے پانچ وسق یا اس سے کم مقدار کو عریہ کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عرب کی عادت تھی کہ غریب لوگ تازہ پھل کا شوق رکھتے مگر ان کے پاس رقم نہ ہوتی اور خشک پھل ہوتا تو یہ لوگ خشک پھل دے کر درختوں کا تازہ پھل لے لیتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسق تک اس کی اجازت دی۔

شوافع کی پہلی دلیل اور اس کا جواب

شوافع حضرات کہتے ہیں کہ بیع مزابنہ درست نہیں مگر عرایا جائز اور درست ہے ان حضرات کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں رخّص فی العرایا کا لفظ ہے۔ (بخاری ج:۱،ص:۲۹۲،مسلم ج:۲،ص:۸) اور الا العرایا کے الفاظ ہیں۔

اس کا جواب پہلے گذر چکا ہے کہ عریہ لغت اور علماء کے اقوال کی روشنی میں بیع کی قسم نہیں ہے بلکہ ہبہ ہے چوں کہ صورۃً بیع ہے اس لئے رخّص فی العرایا کا ذکر کردیا گیا ہے اور الا العرایا میں استثناء منقطع ہے۔

دوسری دلیل اور اس کا جواب

امام ترمذی نے ج:۱،ص:۲۴۴ میں حضرت زید بن ثابت کی روایت پیش کی ہے جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے مگر اہل عرایہ کو اجازت دی ہے کہ وہ تخمینہ کے مطابق خرید وفرحت کرلیں اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عرایا کا مزابنہ سے استثناء ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خود امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے اس کی بہ نسبت دوسری روایات صحیح ہیں جن میں عرایا کی رخصت کا ذکر ہے استثناء نہیں ہے۔

تیسری دلیل اور اس کا جواب

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ شوافع حضرات نے اس روایت سے بھی دلیل پکڑی ہے جو امام شافعیؒ نے مختلف الحدیث میں حضرت زید بن ثابت سے نقل کی ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ محتاج ہیں تازہ پھل کھانے کا ہمیں شوق ہوتا ہے مگر نقد رقم نہیں ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیع عرایہ کی اجازت دے دی کہ وہ اتارے ہوئے پھل کے بدلے میں تخمینہ لگا کر درخت پر لگے ہوئے پھل کو خرید لایا کریں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بیع کا اطلاق فرمایا ہے۔

اس کا جواب قاضی شوکانیؒ نے علامہ ابن حزم سے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے یہ روایت بغیر سند کے بیان کی ہے لہٰذا اس سے استدلال باطل ہے۔ (نیل الاوطار ج:۵،ص:۲۱۴)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ کا نظریہ بھی امام شافعی کی طرف ہے۔

امام مالکؒ کا نظریہ

امام مالکؒ سے عریہ کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک روایت کے مطابق وہ عریہ کی تفسیر وہی کرتے ہیں جو احناف کرتے ہیں مگر اس کو بیع کی ایک صورت قرار دیتے ہیں اس لئے کہ جب درخت کے مالک نے کسی دوسرے کو درخت کا پھل ہبہ کر دیا تو جس کو ہبہ کیا گیا ہے وہ اس کا مالک بن گیا اس لئے کہ امام مالکؒ کے نزدیک موہوب لہ جس کو کوئی چیز ہبہ کی گئی ہے اس پر قبضہ نہ کیا ہو تب بھی مالک بن جاتا ہے پھر جب اس نے وہ پھل اتارے ہوئے پھل کے بدلہ میں دے دیا تو یہ بیع ہے اس لئے امام مالک کے نزدیک یہ بیع کی قسم ہے امام مالک کا نظریہ امام بخاری نے ج:۱ص:۲۹۲ میں بیان کیا ہے۔

امام مالک سے دوسری روایت ہے کہ وہ عریہ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ ایک باغ کے کئی افراد مالک ہوں ایک کے درخت کم اور دوسرے کے زیادہ ہوں اور پھل کے پکنے کے وقت عادت تھی کہ درختوں والے اہل وعیال سمیت پھل چننے کے لئے جاتے تھے تو زیادہ درخت والوں کو ان کی وجہ سے مشقت اٹھانی پڑتی تو وہ کم درخت والوں کو کہہ دیتے کہ تم اپنے درخت پر لگے ہوئے پھل کے بدلہ

میں مجھ سے اتارا ہوا پھل لے لوتو اس کی اجازت دی گئی ہے امام مالک سے عریہ کی تفسیر علامہ عینیؒ نے امام طحاوی سے نقل کی ہے۔(عمدۃ القاری ج:۱۱،ص:۳۰۵)

امام بخاری نے عرایا کا مستقل باب قائم کیا ہے اوراس میں ذکر کی گئی روایات میں بعض میں صراحتاً اور بعض میں اشارۃً وہی معنی ثابت ہوتا ہے جو امام ابو حنیفہ نے بیان کیا ہے۔

باب بَيْعِ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ

یہ باب ہے کشمش کے بدلے میں درخت پر لگے انگور کا سودا کرنا

4551أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلاً وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلاً.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں مزابنہ سے مراد متعین کھجور کے بدلے میں درخت پر لگی ہوئی کھجور کا سودا کیا جائے یا متعین کی ہوئی کشمش کے بدلے میں درخت پر لگے ہوئے انگور کا سودا کیا جائے۔

4552أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

4553أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِى زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَخَّصَ فِى الْعَرَايَا.

ترجمہ: حضرت سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت نے مجھے حدیث سنائی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

4554قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ.

ترجمہ: حارث بن زید اپنے والد حضرت زید بن ثابت ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک یا تر کھجوروں کے بدلے میں عرایا کو فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

توضیح: حدیث نمبر ۴۵۵۳، درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو مثلاً کھجوروں کے ہم جنس ٹوٹے ہوئے پھلوں کے عوض بیچنا ہے اسی کے مانند محاقلہ ہے یعنی کھڑی کھیتی کو مثلاً گیہوں کو ہم جنس غلہ کے عوض بیچنا یہ دونوں ممنوع ہیں اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ غلہ اور پھل ربوی چیزیں ہیں ان کی ہم جنس سے بیع میں مساوات ضروری ہے کمی بیشی حرام ہے اور کھڑی کھیتی کا اور درخت پر لگے ہوئے پھلوں کا صحیح اندازہ مشکل ہے اس لئے کمی بیشی کے احتمال کی وجہ سے یہ بیوع ممنوع ہیں۔

بقیہ حدیث کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔

باب بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا

یہ باب ہے کہ عرایا کا اندازہ لگا کر اسے کھجوروں کے عوض میں فروخت کرنا

4555أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا تُبَاعُ بِخَرْصِهَا.

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کو فروخت کرنے کے بارے میں یہ اجازت دی ہے کہ اسے اندازے کے ساتھ فروخت کیا جائے۔

4556حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے عوض میں عرایا کو اندازے کے ساتھ فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

توضیح: عرایا جمع ہے عریہ کی اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کھجوروں کے پکنے کے وقت اس کے کھانے میں رغبت رکھتا ہے لیکن اپنے فقر کی وجہ سے کھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تاہم اس کے پاس خشک کھجوروں کے بدلے درخت پر لگی کھجوروں کا پانچ وسق اندازہ کر کے خرید لے چوں کہ عرایا اصل میں حرام تھا لیکن ضرورت کی وجہ سے اسے جائز قرار دے دیا گیا اس لئے ضرورت کی مقدار پر اکتفا کرنا چاہئے جیسا کہ ائمہ کے اختلاف کے ساتھ پیچھے تفصیل گذرا۔

باب بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ

یہ باب ہے عرایا کو پکی ہوئی کھجور کے بدلے میں فروخت کرنا

4557 أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ وَبِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِ ذَلِكَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے انہیں بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کو خشک کھجور یا تازہ کھجور کے عوض میں فروخت کرنے کی اجازت دی ہے آپؐ نے اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

4558 أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ مَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں یہ اجازت دی ہے اگر وہ پانچ وسق ہو تو اسے اندازے کے تحت فروخت

کیا جا سکتا ہے راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں اگر وہ پانچ وسق سے کم ہو تو اسے فروخت کیا جا سکتا ہے۔

4559 أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا.

ترجمہ: حضرت سہل بن ابوحثمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے قابل استعمال ہوجانے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے تاہم آپؐ نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے اسے اندازے کے تحت فروخت کیا جا سکتا ہے تاکہ اس کے حق دار لوگ تازہ کھجوریں کھا سکیں۔

4560 أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلاَّ لأَصْحَابِ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ.

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیجؓ حضرت سہل بن ابوحثمہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کھجور کے عوض میں درخت پر لگے ہوئے کھجور کے پھل کو فروخت کیا جائے البتہ عرایا کے حقداروں کا حق مختلف ہے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات کی اجازت دی ہے۔

4561 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُمْ قَالُوا رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.

ترجمہ: بشیر بن یسار جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ کے تحت عرایا کو فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

توضیح: تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔

بَابُ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ

یہ باب ہے تر کھجوروں کے عوض میں خشک کھجوریں خریدنا

4562أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ »أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ .«قَالُوا نَعَمْ. فَنَهَى عَنْهُ.

ترجمہ: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تر کھجوروں کے عوض میں خشک کھجوروں کا سودا کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے اسے آس پاس میں موجود لوگوں سے دریافت کیا کہ تر کھجور جب خشک ہوجائے تو کیا وہ کم ہوجاتی ہے لوگوں نے کہا جی ہاں تو آپؐ نے اس سے منع کردیا۔

4563أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ زَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ »أَيَنْقُصُ إِذَا يَبِسَ .«قَالُوا نَعَمْ. فَنَهَى عَنْهُ.

ترجمہ: حضرت سعد بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا خشک کھجوروں کے سودا کے بارے میں تو آپؐ نے لوگوں سے پوچھا جب وہ سوکھ جاتی ہے کم ہوجاتی ہے کیا تو لوگوں نے کہا جی آپؐ نے منع فرمادیا۔

توضیح: رطب یہ تمر کی جنس ہے اور تمر کے معنی ہیں خرما چھوہارے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ کھجوروں کو چھوارے کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا۔ خشک چھوہارے اور تازہ کھجوروں کے بیع کی دوصورتیں ہیں:

(۱) درخت پر موجود کھجوروں کو چھوہاروں کے بدلے بیچنا، یعنی درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو ہم جنس پھلوں کے عوض بیچنا یہ مزابنہ ہے جو بالاجماع حرام ہے اس لئے کہ پھل ربوی سودی چیز ہے اس کی ہم جنس سے بیع مساوات ضروری ہے کمی بیشی حرام ہے درخت پر لگے ہوئے پھلوں کا صحیح اندازہ ممکن نہیں پس کمی بیشی کے احتمال کی وجہ سے یہ بیع ممنوع ہے۔

(۲) دوم کٹی ہوئی تازہ کھجوروں کو چھوارے کے بدلے بیچنا یعنی خشک چھوہارے اور تازہ کھجور کی باہم بیع کرنا اس میں اختلاف ہے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں کیوں کہ فی الحال اگر چہ مساوات ہے مگر فی المال وہ مساوات باقی نہیں رہے گا اور امام اعظمؒ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے ان کے نزدیک فی الحال برابری کافی ہے فی المال برابری ضروری نہیں اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ ربوی چیزوں میں مساوات صرف فی الحال ضروری ہے یا فی المال بھی جمہور کے نزدیک فی الحال ضروری ہے اور فی المآل بھی پس چھوہاروں اور تازہ کھجوروں کو باہم بیچنے کی کوئی صورت نہیں کیوں کہ اگر فی الحال مساوات ہوگی تو فی المال باقی نہیں رہے گی تازہ کھجوریں چھوہارے بننے کے بعد ناپ تول میں کم ہوجائیں گی اور اگر سودے کا اندازہ کر کے کم وبیش بیچیں گے تو فی الحال مساوات نہیں رہے گی حالاں کہ فی الحال بھی مساوات ضروری ہے جیسا کہ حدیث جو ابھی گذری اس سے واضح ہے کہ آپؐ سے کھجوروں کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا وہ کھجوریں سوکھنے کے بعد کم ہوجاتی ہیں؟ تو لوگوں نے کہا جی ہاں اسی کمی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔

امام اعظمؒ کے نزدیک صرف فی الحال برابری ضروری ہے فی المال مساوات ضروری نہیں لہٰذا چھوہاروں اور تازہ کھجوروں کی باہم بیع جائز ہے بشرطیکہ بوقت عقد مساوات ہو دونوں ہم وزن یا ہم کیل ہوں خواہ بعد میں مساوات باقی رہے یا نہ رہے کیوں کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ربوی چیزیں اگر باہم بیچی جائیں تو بوقت بیع مساوات ضروری ہے بعد میں برابری باقی رہنا ضروری نہیں چناں چہ نئے چھوہارے سے قدیم چھوہاروں کے عوض ہم کیل بیچے جائز ہے حالاں کہ وہ نئے چھوہارے سے پرانے ہوکر گھٹ جائیں گے۔

بَاب بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ التَّمْرِ.

کھجور کا ڈھیر جس کی پیمائش کا علم نہ ہو کھجور کے عوض فروخت کرنا

4564 أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ

التَّمْرِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے ناپی کھجور کے ڈھیر کو ناپی ہوئی کھجور سے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

توضیح: مطلب یہ ہے کہ دونوں کھجوریں خشک ہوں جن کو برابر برابر کے حساب سے بیچ سکتے ہیں مگر دونوں کی ناپ معلوم ہونی چاہئے کیوں کہ ایسی چیزوں کی خرید وفروخت میں کمی بیشی ہونا جائز نہیں ہے۔

باب بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ بِالصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ

یہ باب ہے اناج کے عوض میں کھیت کو فروخت کرنا

4565أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- »لاَ تُبَاعُ الصُّبْرَةُ مِنَ الطَّعَامِ بِالصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ وَلاَ الصُّبْرَةُ مِنَ الطَّعَامِ بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ الطَّعَامِ .«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے ناپی کھجور کے ڈھیر کو ناپی ہوئی کھجور سے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

توضیح: مطلب یہ ہے کہ دونوں کھجوریں خشک ہوں جن کو برابر برابر کے حساب سے بیچ سکتے ہیں مگر دونوں کی ناپ معلوم ہونی چاہئے کیوں کہ ایسی چیزوں کی خرید وفروخت میں کمی بیشی ہونا جائز نہیں ہے۔

باب بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ

یہ باب ہے اناج کے عوض میں کھیت کو فروخت کرنا

4566أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الْمُزَابَنَةِ أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَإِنْ كَانَ نَخْلاً بِتَمْرٍ كَيْلاً وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلاً وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهَى عَنْ ذَلِكَ كُلِّهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کے پھل کو فروخت کردے اگر وہ کھجور کا باغ ہو تو اسے کھجور کی متعین مقدار میں فروخت کردے اگر وہ انگور کا باغ ہو تو اسے انگور کی متعین مقدار کے عوض میں فروخت کردے اگر وہ کوئی اور کھیت ہو تو اسے اناج کی متعین مقدار کے عوض میں فروخت کردے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب صورتوں سے منع کیا ہے۔

4567 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يُطْعَمَ وَعَنْ بَيْعِ ذَلِكَ إِلاَّ بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ مزابنہ محاقلہ پھل کے کھائے جانے کے قابل ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنے اور پھل کے کھائے جانے کے قابل ہونے سے پہلے اسے درہم یا دینار کے علاوہ کسی اور چیز کے عوض میں فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: مخابرہ مزابنہ محاقلہ کا بیان پیچھے بڑی تفصیل سے گذرا، مخابرہ اور مزارعہ ایک ہیں یعنی زمین بٹائی پر دینا اور باغ بٹائی پر دینا مساقات ہے۔ جمہور کے نزدیک مخابرہ اور مزارعہ یعنی زمین بٹائی پر دینا جائز ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک ناجائز ہے۔

کرایہ پر زمین دینے کی چار صورتیں ہیں تین صورتوں میں اتفاق ہے ایک کے جواز پر اور دو کے عدم جواز پر اور چوتھی صورت میں اختلاف ہے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعیؒ عدم جواز کے قائل ہیں اور جمہور جواز کے وہ چار شکلیں یہ ہیں:

(۱) زمین روپیوں کے عوض کرایہ پر دینا ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک یہ جائز ہے۔

(۲) زمین بٹائی پر دینا اور شرط لگانا کہ زمین کے مخصوص حصہ کی پیداوار ایک کی اور دوسرے حصہ کی پیداوار دوسرے کی یہ بالاجماع ناجائز ہے۔

(۳) زمین بٹائی پر دینا اور پیداوار کی خاص مقدار مالک کے لئے یا عامل کے لئے طے کرنا یہ بھی بالاجماع ناجائز ہے۔

(۴) زمین بٹائی پر دینا اور فی صد پیداوار اور تقسیم کرنا یعنی آدھا آدھا کرنا ایک تہائی یا دو تہائی کرنا اس کو امام اعظم اور امام شافعی ناجائز کہتے ہیں، امام بخاری جواز کے قائل ہیں۔ (شرح نووی)

باب بَيْعِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ

یہ باب ہے کہ بالی کو اس وقت فروخت کرنا جب وہ سفید ہو جائے

4568 أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلَةِ حَتَّى تَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے سرخ ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے اور بالی کے سفید ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے جب تک وہ آفت سے محفوظ نہیں ہو جائے نبی نے بائع اور مشتری دونوں کو منع کیا ہے۔

4569 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- أَخْبَرَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لاَ نَجِدُ الصَّيْحَانِيَّ وَلاَ الْعِذْقَ بِجَمْعِ التَّمْرِ حَتَّى نَزِيدَهُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »بِعْهُ بِالْوَرِقِ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ.«

ترجمہ: حضرت ابوصالح بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے انہیں ایک بات بتائی کہ انہوں نے عرض کیا ہم مخصوص قسم کی کھجوریں اور عذق ملی جلی یعنی ہلکی قسم کی کھجوروں کے عوض میں نہیں ملتی ہیں یہ اسی وقت ملتی ہیں جب ہم زیادہ ادائیگی کریں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ان ہلکی کھجوروں کو چاندی کے عوض میں فروخت کرو پھر اس کے ذریعے عمدہ قسم کی کھجوریں خرید لو۔

توضیح: حدیث نمبر ۴۵۷۰ اس طرح کی بیع میں بھی وہی بات ہے جو پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی بیع میں ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ کھیتی پکنے سے پہلے کسی آسمانی آفت کا شکار ہو جائے تو خریدار کا گھاٹا ہی گھاٹا ہوگا۔ تمام فقہاء متفق ہیں کہ پھلوں کو یا کھیتی کو ظہور سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ

معدوم کی بیع ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔

توضیح: حدیث ۴۵۷۱ اس حدیث میں کسی صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ کے رسول مخصوص قسم کی کھجوریں ہلکی قسم کی کھجوروں کے بدلے میں نہیں ملتی ہیں جب ہم زیادہ مال دیتے ہیں تو اچھی کھجوریں ملتی ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاندی کے بدلے میں بیچو، یہی معاملہ ہر طرح کے پھلوں اور غلوں میں کرنا چاہئے اگر کسی کو گھٹیا یا ردی قسم کے بدلے اچھے قسم کا پھل یا غلہ چاہئے تو وہ قیمت سے خریدے، بدلے میں نہیں۔ واللہ اعلم۔

باب بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ مُتَفَاضِلاً

یہ باب ہے کھجور کے عوض میں کھجور کو اضافی ادائیگی کے ساتھ فروخت کرنا

4570 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا .« قَالَ لاَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِصَاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلاَثِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »لاَ تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا .«

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر سے وصولی کرنے کا کام نگراں مقرر کیا وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح کی ہوتی ہیں انہوں نے عرض کیا جی نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ ہم نے ان کا یعنی عمدہ قسم کی کھجوروں کا ایک صاع ہلکی قسم کی کھجوروں کے دو یا تین صاع کے عوض میں حاصل کیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ایسا نہ کرو پہلے تم ہلکی قسم کی کھجوریں درہم کے عوض میں فرخت کرلو پھر ان درہم کے ذریعے عمدہ قسم کی کھجوریں خریدلو۔

4571أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بِتَمْرٍ رَيَّانٍ - وَكَانَ تَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بَعْلاً فِيهِ يُبْسٌ - فَقَالَ »أَنَّى لَكُمْ هَذَا .«قَالُوا ابْتَعْنَاهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ مِنْ تَمْرِنَا فَقَالَ »لاَ تَفْعَلْ فَإِنَّ هَذَا لاَ يَصِحُّ وَلَكِنْ بِعْ تَمْرَكَ وَاشْتَرِ مِنْ هَذَا حَاجَتَكَ .«

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عمدہ قسم کی مخصوص کھجوریں لائی گئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھجوریں لال تھیں جن میں خشکی پائی جاتی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہ کہاں سے آئی ہیں لوگوں نے عرض کیا ہم نے ان کا ایک صاع اپنی ہلکی قسم کی کھجوروں کے دو صاع کے عوض میں حاصل کیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ایسا نہ کرو یہ درست نہیں ہے بلکہ تم پہلے اپنی کھجور فروخت کر دو اور پھر اس کی قیمت کے ذریعے اپنی مرضی کی چیز خرید لو۔

4572حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَنَبِيعُ الصَّاعَيْنِ بِالصَّاعِ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ »لاَ صَاعَىْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلاَ صَاعَىْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَلاَ دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ .«

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہمیں ملی جلی قسم کی یعنی ہلکی قسم کی کھجوریں ملا کرتی تھیں تو ہم ان کے دو صاع عمدہ کھجوروں کے ایک صاع کے عوض میں فروخت کر دیتے تھے اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھجور کے دو صاع ایک صاع کے عوض میں فروخت نہیں کئے جا سکتے گندم کے دو صاع ایک صاع کے عوض میں فروخت نہیں کئے جا سکتے اور ایک درہم دو درہم کے عوض میں فروخت نہیں کئے جا سکتے۔

4573أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِىُّ عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِى أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِى أَبُو سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نَبِيعُ تَمْرَ الْجَمْعِ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِىُّ -صلى الله عليه وسلم- »لاَ صَاعَىْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلاَ صَاعَىْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَلاَ دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ.«

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ملی جلی قسم کی ہلکی کھجوریں ان کے دو صاع (عمدہ قسم کی کھجوروں کے ایک صاع کے عوض میں فروخت کر دیا کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھجوروں کے دو صاع کے عوض میں ایک صاع کھجور کا اور گندم کے دو صاع کے عوض میں ایک صاع گندم کا اور دو درہموں کے عوض میں ایک درہم کا سودا نہیں کیا جا سکتا۔

4574أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِىُّ قَالَ حَدَّثَنِى يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِى عُقْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ حَدَّثَنِى أَبُو سَعِيدٍ قَالَ أَتَى بِلاَلٌ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِتَمْرٍ بَرْنِىٍّ فَقَالَ »مَا هَذَا«. قَالَ اشْتَرَيْتُهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا لاَ تَقْرَبْهُ.«

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں حضرت بلالؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برنی یعنی عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کہاں سے آئی ہیں انہوں انے عرض کیا میں نے ان کا ایک صاع ہلکی قسم کی کھجوروں کے دو صاع کے عوض میں خریدا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار یہ تو خالص سود ہے تم اس کے قریب نہ جانا۔

4575أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلاَّ هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلاَّ هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلاَّ هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلاَّ هَاءَ وَهَاءَ.

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی سونے کے عوض میں چاندی کا لین دین کرنا سود ہے البتہ اگر دست

بدست ہو تو جائز ہوگا کھجور کے عوض میں کھجور کا لین دین کرنا سود ہے البتہ اگر دست بدست ہو تو یعنی برابر برابر ہو تو جائز ہے گندم کے عوض میں گندم کا لین دین کرنا سود ہے البتہ اگر دست بدست ہو یا برابر کا لین دین ہو تو جائز ہوگا اور جو کے عوض میں جو کا لین دین کرنا سود ہے البتہ اگر دست بدست ہو اور برابر کا لین دین ہو تو یہ جائز ہوگا۔

نوٹ: کچھ تفصیلات گذر چکی ہیں اور کچھ آگے آ رہی ہیں۔

باب بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

یہ باب ہے کھجور کے عوض میں کھجور کو فروخت کرنا

4576 أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- » التَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى إِلاَّ مَا اخْتَلَفَتْ أَلْوَانُهُ. «

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھجور کے عوض میں کھجور فروخت کرنا گندم کے عوض میں گندم فروخت کرنا جو کے بدلے میں جو فروخت کرنا نمک کے بدلے نمک فروخت کرنا دست بدست ہوگا جو شخص اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو تو وہ سود کا معاملہ کرے گا البتہ اگر دونوں طرف سے جنس مختلف ہو تو حکم مختلف ہوگا۔

توضیح: ان احادیث میں دینار و درہم کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دینار و درہم ربوی اشیاء ہیں اور ربوی اشیاء کا ہم جنس کے ساتھ باہم تبادلہ کمی وبیشی کے ساتھ جائز نہیں اور نیز ان احادیث میں غلے کا بھی تذکرہ ہے اور تمام غلے اموال ربویہ میں سے ہیں اور اموال ربویہ کو ہم جنس کے ساتھ فروخت کیا جائے تو مماثلت اور برابری ضروری ہے پس گندم اور جو کا بھی یہی حکم ہوگا یعنی اگر ان کو ہم جنس کے ساتھ فروخت کیا جائے اور ایک کی مقدار معلوم ہو اور دوسرے کی مقدار معلوم نہ ہو تو بیع جائز نہ ہوگی کیوں کہ اس صورت میں کمی بیشی کا احتمال ہے وہ سود ہے، آیئے سب سے پہلے ہم ربا کے لغوی اور اصطلاحی معنی جانتے ہیں۔

ربا کے لغوی معنی

لغت میں ربا کے معنی زیادتی بڑھوتری اور بلندی کے ہیں علامہ زبیدی لکھتے ہیں کہ علامہ راغب اصفہانیؒ نے کہا ہے کہ اصل مال پر زیادتی کو ربا کہتے ہیں اور زجاج نے کہا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ایک ربا حرام ہے دوسرا حرام نہیں ربا حرام ہر وہ قرض ہے جس میں اصل رقم سے زیادہ وصول کیا جائے یا اصل رقم پر منفعت لی جائے اور ربا غیر حرام یہ ہے کہ کسی کو ہدیہ دے کر اس سے زیادہ لیا جائے۔

ربا کے اصطلاحی معنی

اصطلاح شرح میں ربا کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ربا النسیہ (۲) ربا الفضل۔ ربا الفضل ربا النسیہ اس کو ربالقرآن بھی کہتے ہیں کہ کیوں کہ قرآن مجید نے حرام کیا ہے اور ربالفضل اس کو ربالحدیث بھی کہتے ہیں ربا الفضل یہ ہے کہ ایک جنس کی چیزوں میں دست بدست زیادتی کے کے عوض بیع ہو مثلاً ۲ رکلوگرام گندم کو چار کلو گرام گندم کے عوض فروخت کیا جائے ربا الفضل کن چیزوں میں ہے اس میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے جن کو ہم انشاءاللہ تفصیل سے بیان کریں گے۔

ربا النسیہ یہ ہے کہ میعاد پر متعین شرح کے ساتھ اصل رقم سے زیادہ وصول کرنا یا اس پر نفع وصول کرنا، علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ شریعت میں ربا بغیر عقد بیع کے اصول مال پر زیادتی ہے اور ہمارے نزدیک ربا یہ ہے کہ مال کے بدلے میں مال میں جو مال بلاعوض لیا جائے مثلاً کوئی شخص دس درہم کو گیارہ درہم کے بدلے میں فروخت کرے تو اس میں ایک درہم زیادتی بلاعوض ہے، عمدۃ القاری ج:۱۱ ص:۱۱۹ مطبوعہ مصر۔

علامہ ابن اثیر نے جو تعریف کی ہے وہ ربا النسیہ پر صادق آتی ہے اور علامہ عینی نے جو تعریف کی ہے وہ ربا النسیہ پر اس لئے صادق نہیں آتی کیوں کہ اس میں ادھار کا ذکر نہیں ہے اور چوں کہ اس میں مجانست کی قید نہیں ہے اس لئے ربا الفضل پر بھی صادق نہیں آتی ہے۔

ربا النسیۃ کی صحیح اور واضح تعریف امام رازی نے کی ہے لکھتے ہیں ربا النسئۃ زمانہ جاہلیت میں مشہور اور معروف تھا وہ لوگ اس شرط پر قرض دیتے تھے کہ وہ اس کے عوض ہر ماہ یا ہر سال ایک متعین رقم لیا کریں گے اور اصل رقم مقروض کے ذمہ باقی رہے گی مدت پوری ہونے کے بعد قرض خواہ مقروض

سے اصل رقم کا مطالبہ کرتا اور اگر اصل رقم مقروض ادا نہ کرسکتا تو قرض مدت اور سود دونوں میں اضافہ کر دیتا ہے وہ ربا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔ (تفسیر کبیر ج: ۲، ص: ۳۵۱ مطبوعہ بیروت)

(رب الفضل کی تعریف اور اس کی علت کے متعلق ائمہ اربعہ) ربا الفضل یہ ہے کہ ایک مخصوص مال کو اس کے مثل سے نقد زیادتی کے ساتھ یا ادھار فروخت کیا جائے مثلاً پانچ کلوگرام گندم کو دس کلوگرام کے عوض نقد فروخت کیا جائے یا پانچ کلوگرام کو پانچ کلوگرام گندم کے عوض ایک سال کے ادھار پر فروخت کیا جائے اس کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں کیوں کہ امام مسلم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا سونے کے عوض کھجور کھجور کے عوض چاندی چاندی کے عوض گندم گندم کے عوض برابر فروخت کرو اور نقد بہ نقد اور جب یہ اجناس مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو فروخت کرو بشرطیکہ نقد بہ نقد ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے زیادہ لیا یا زیادہ دیا اس نے سودی کاروبار کیا، دینے والا اور لینے والا دونوں برابر ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دینار کو دو دینار کے بدلے میں اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلے فروخت نہ کرو۔ (مسلم ج: ۲، ص: ۲۴، ۲۵)

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں میں ربا الفضل کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے جیسا کہ مسلم جلد ثانی میں بھی ہے (۱) سونا (۲) چاندی (۳) گندم (۴) چھوہارے (۵) نمک (۶) جو یہ برابر سرا برد ست بدست ہونا ضروری ہے نہ کمی بیشی جائز ہے نہ ادھار، اگر کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرے گا تو یہ ربا الفضل ہے اور ادھار معاملہ کرے گا تو یہ ربا النسیہ ہے مثلاً گندم کا گندم سے تبادلہ کیا جائے تو دو چیزیں ضروری ہیں مساوات اور دونوں کا نقد ہونا اگر برابر سرا بر نہیں ہے کمی بیشی کے ساتھ فروخت کیا ہے تو یہ ربا الفضل ہے اور یہ بیع ناجائز ہے اگر کوئی ایک عوض ادھار ہے تو یہ ربا النسیہ ہے اور یہ بھی ناجائز ہے اور اگر دونوں عوض ادھار ہیں تو یہ بیع الکالی بالکالی ہے اور یہ بھی قطعا ناجائز ہے۔

اور اگر غیر جنس کے ساتھ تبادلہ کیا جائے یعنی ایک طرف گندم ہو اور دوسری طرف جو تو کمی بیشی جائز ہے یہ کمی بیشی ربا الفضل نہیں البتہ ادھار اب بھی جائز نہیں اگر کوئی عوض ادھار ہوگا تو یہ ربا النسیہ ہے اور بیع ناجائز ہے۔

غرض ہم جنس کے ساتھ تبادلہ میں ربا الفضل اور ربا النسیہ دونوں متحقق ہوتے ہیں اور غیر جنس کے ساتھ تبادلہ میں صرف ربا النسیہ متحقق ہوتا ہے ربا لفضل متحقق نہیں ہوتا تمام ائمہ متفق ہیں کہ حضرت

عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں چھ چیزوں کا ذکر ہے معلل بالعلت ہے ربا کا حکم ان تمام چیزوں میں جاری ہوتا ہے جن میں وہ علت پائی جائے صرف غیر مقلدین اختلاف کرتے ہیں ان کے نزدیک ربا مذکورہ چھ چیزوں میں منحصر ہے ساتویں کسی چیز میں ربا نہیں حتی کہ سونے چاندی کے سکے یعنی دنانیرو دراہم کا چلن بند ہوا اور ان کی جگہ کرنسی نوٹ آئے تو ہندوستان کے غیر مقلدین نے فتوی دیا کہ ان کاغذ کے پرزوں میں ربا نہیں کیوں کہ یہ مذکورہ چیزوں کے علاوہ ہیں پھر جب لوگوں نے ان پر دباؤ بنایا تو انہوں نے فتوی بدلا کہ کرنسی نوٹ سونے چاندی کے حکم میں ہے اس لئے ان میں بھی ربا متحقق ہوگا غرض اصحاب ظواہر تعلیل کے قائل نہیں ان کے علاوہ تمام مجتہدین کے نزدیک حدیث معلل بالعلت ہے پھر اس میں اتفاق ہے کہ سونے اور چاندی کی علت نکالنے میں اختلاف ہوا ہے۔

سونے اور چاندی کی علت

شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک سونے اور چاندی میں علت ثمنیت یعنی چیز ہونا جس کو اللہ نے معاملات میں ثمن بننے کے لے پیدا کیا ہے، ایسی چیزیں دو ہی ہیں سونا اور چاندی پس یہ علت ان دونوں کے ساتھ خاص ہوگی اور احناف اور حنابلہ کے نزدیک علت وزن یعنی موزونی چیز ہونا ہے پس جو بھی چیز تولی جاتی ہے وہ سونے چاندی کے حکم میں ہے مثلاً زعفران، لوہا، تانبا، پیتل وغیرہ بلکہ اب تو ہزاروں چیزیں موزونی ہیں پس یہ سب ربوی ہیں۔

باقی چار چیزوں میں علت

احناف اور حنابلہ کے نزدیک کیل یعنی مکیلی ہونا علت ہے پس جو بھی چیز پیمانے سے ناپی جاتی ہے وہ ربوی ہے خواہ معلوم ہو یا غیر معلوم یا غیر مطعوم جیسے چاول چنا وغیرہ اور جو گز وغیرہ سے ناپ کر فروخت کی جاتی ہے وہ ربوی نہیں معلوم ہوا احناف اور حنابلہ کے نزدیک مذکورہ چھ چیزوں میں ربا کی علت وزن وکیل ہیں اور ان دونوں کے لئے مشترک لفظ پس قدر ہے مع الجنس میں یعنی جب دونوں عوض ایک جنس کے ہوں اور دونوں قدری یعنی مکیلی یا موزونی ہوں تو ربا الفضل اور ربا النسیہ دونوں کا تحقق ہوگا اور نہ تفاضل جائز ہوگا نہ ادھار بلکہ برابر سرابر دست بدست فروخت کرنا ضروری ہے۔

اور قدر مع غیر الجنس میں یعنی جب دونوں عوض الگ الگ جنس کے ہوں مگر دونوں مکیلی یا موزونی ہوں تو صرف ربالنسیہ کا تحقق ہوگا ربا الفضل متحقق نہ ہوگا یعنی اس صورت میں کمی بیشی جائز ہوگی اور ادھار نا جائز جیسے گیہوں کو چنے کے عوض بیچا جائے تو تفاضل جائز ہے اور ادھار حرام۔

اور امام شافعی کے نزدیک باقی چیزوں میں علت کھانے کی چیز میں ہوتا ہے اور طعم میں ان کے نزدیک تین چیزیں شامل ہیں:

(۱) معطومات یعنی وہ چیزیں جو غذا بننے کے لئے پیدا کی گئی ہیں گیہوں اور جو اس کی مثالیں ہیں اور چاول چنا وغیرہ اس کے ساتھ لاحق ہیں۔ (۲) پھل کھجور مثال ہے اور کشمش انجیر وغیرہ اس کے ساتھ ملحق ہیں۔ (۳) مصطلحات یعنی وہ چیزیں جو طعام یا جسم کی اصلاح کرتی ہیں جیسے نمک اس کی مثال ہے اور تمام ادویہ اور مسالے اس کے ساتھ ملحق ہیں۔

اور مالکیہ کے نزدیک صرف ربا النسیئہ کے لئے طعام میں علت مطعوم ہونا ہے بشرطیکہ وہ چیز دوا کے طور پر نہ کھائی جاتی ہو خواہ وہ مطعوم اقتیات وادخار کے قابل ہو یا نہ ہو جیسے ککڑی، خربوزہ، لیموں، اور گاجر وغیرہ کو دست بدست بیچنا ضروری ہے اور ایسے ہی سیب اور کیلے کو بھی دست بدست فروخت کرنا ضروری ہے، ادھار بیچنا سود ہے البتہ ان میں ربا الفضل نہیں ہوگا کمی بیشی جائز ہے۔ (شرح مسلم، ایضاح المسلم کتاب البیوع)

بَاب بَيْعِ الْبُرِّ بِالْبُرِّ

یہ باب ہے کہ گندم کے بدلے میں گندم فروخت کرنا

4577 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتِيكٍ قَالاَ جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ - قَالَ أَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الآخَرُ - إِلاَّ مِثْلاً بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا قَالَ أَحَدُهُمَا فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عتیق اور مسلم بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے تو حضرت عبادہ نے لوگوں کو یہ حدیث سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کے عوض میں سونا،

چاندی کے عوض میں چاندی گندم کے عوض میں گندم جو کے عوض میں جو اور کھجور کے عوض میں کھجور یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں نمک کے عوض میں نمک لیکن دوسرے راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کئے ہیں نمک کا لین دین کرنے سے منع کیا ہے تاہم اگر وہ برابر ہوں اور دست بدست ہوں تو یہ جائز ہوگا۔
انہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے کہ ہم چاندی کے عوض میں سونے کو یا سونے کے عوض میں چاندی کو گندم کے عوض میں گندم کو دست بدست جیسے ہم چاہیں خرید وفروخت کر سکتے ہیں ان دونوں راویوں میں سے ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں جو شخص اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو تو وہ سود کا کام کرتا ہے

4578أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدٍ - وَقَدْ كَانَ يُدْعَى ابْنَ هُرْمُزَ - قَالَ جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ - قَالَ أَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الآخَرُ - إِلاَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلاً بِمِثْلٍ - قَالَ أَحَدُهُمَا مَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى وَلَمْ يَقُلْهُ الآخَرُ - وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا.

ترجمہ: مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبیدہ جنہیں ابن ہرمز بھی کہا جاتا ہے وہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامتؓ اور حضرت معاویہؓ کسی جگہ پڑاؤ کئے ہوئے تھے تو حضرت عبادہ نے لوگوں کو بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کے عوض میں سونا چاندی کے عوض میں چاندی کھجور کے عوض میں کھجور گندم کے عوض میں گندم اور جو کے عوض میں جو کا سودا کرنے سے منع کیا ہے۔
یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں نمک کے عوض میں نمک لیکن یہ الفاظ دوسرے نے نقل کئے ہیں۔

اس کے بعد روایت کے یہ الفاظ ہیں البتہ اگر وہ برابر ہوں اور نقدلین دین ہوتو یہ جائز ہوگا، یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں جو شخص اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتو وہ سود کا کام کرتا ہے، تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل کئے ہیں۔

روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم چاندی کے عوض میں سونے کو سونے کے عوض میں چاندی کو جو کے عوض میں گندم کو اور گندم کے عوض میں جو کو دست بدست جیسے چاہیں خرید وفروخت کر سکتے ہیں۔

توضیح: شارح ہدایہ فرماتے ہیں کہ بیع کے ذریعہ عام طور پر مال میں اضافہ ہوتا ہے جسے نفع یا ربح کہتے ہیں اور سود کے ذریعہ بھی مال میں اضافہ ہوتا ہے جسے ربو کہتے ہیں مگر دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ تجارت کی شکل میں حاصل ہونے والا منافع ربح حلال ہے اور سود کی شکل میں حاصل ہونے والا ربح حرام ہے لہٰذا فقہاء کرام نے جب تجارت کی حلال صورت بیان کر کے اس کے مسائل ذکر کرتے ہیں تو اس کی حرام صورت اور اس کے مسائل بھی ذکر کر دیتے ہیں چوں کہ اصل حلت ہے اس لئے حلال کا پہلے ذکر کیا جاتا ہے اور حرام کا ذکر بعد میں کیا جاتا ہے۔(فتح القدیر شرح الہدایہ، باب الربا)

سود کی لغوی تعریف

لغت کے اعتبار سے ربا کے معنی زیادتی بڑھوتری بلندی کے آتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ایسی زیادتی کو ربا کہتے ہیں جو کسی مالی معاوضہ کے بغیر حاصل ہو۔

سود کو عربی زبان میں ربا کہتے ہیں جس کا لغوی معنی ہیں زیادہ ہونا پروان چڑھنا اور شرعی اصطلاح میں سود کی تعریف یہ ہے کہ کسی کو اس شرط کے ساتھ رقم دینا ادھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ لے لیگا مثلاً کسی کو سال یا دو سال کے لئے ۵۰ روپیہ قرض دئے تو اس سے یہ شرط کر لی کہ وہ ۱۰۰ روپیہ لے گا مہلت کے بدلے یہ جو ۵۰ روپیہ زائد دیئے گئے یہی تو سود ہے۔

سود کی حرمت کا بیان قرآن سے

اسلام میں سود حرام ہے اور اس کی حرمت کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں ہم ذیل میں قرآن کریم کی چند آیات کا ترجمہ کرتے ہیں جن سے سود کی حرمت وشناعت سود کی بے برکتی تباہی وبربادی دنیوی

واخروی نقصانات اوراس کا براانجام اورسودخوری پر عبرت ناک سزائیں معلوم ہوں گی اور انشاء اللہ سود خوری سے بہت بڑی عبرت حاصل ہوگی چناں چہ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۵ میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جولوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہوں گے قیامت کے دن مگر کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جس کو شیطان نے لپٹ کر خبطی بنادیا ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع بھی مثل سود کے ہے حالاں کہ بیع کو اللہ نے حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے پھر جس شخص کو اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو پہلے جو کچھ ہو چکا ہے وہ اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی پھر بھی سود لیوے پس یہ لوگ دوزخ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی سود کھانے والے اپنی قبروں سے قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جیسے آسیب زدہ اور خبطی اٹھتا ہے یہ حالت اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے حلال وحرام کو یکساں کردیا اور صرف اس وجہ سے کہ دونوں میں نفع مقصود ہوتا ہے لہٰذا دونوں کو حلال کہہ دیا حالاں کہ بیع اور ربو میں بڑا فرق ہے بیع کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ سودخور مال کی محبت میں ایسا بدمست اور مدہوش ہوجاتا ہے کہ اس کو مال جمع کرنے اور اس کے بڑھانے میں اپنے راحت وآرام کی فکر نہیں ہوتی حتی کہ اپنے اہل وعیال اور دوست واحباب کی فکر بھی نہیں ہوتی عوام کی غربت اور مصیبت اس کے لئے فراخی اور عیش کا ذریعہ بنتی ہے۔

یہ ایک قسم کا خبط اور بے ہوشی ہے جو اس نے دنیا میں اختیار کیا۔ ہر عمل کی جزاء وسزا اس کے مناسب ہوا کرتی ہے یہاں بھی اسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ میدان حشر میں سودخور کو اس کی اصلی صورت میں یعنی خبطی مجنون کی صورت میں ظاہر کر کے کھڑا کرے گا آیت مذکورہ میں اس سزا کی وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ایک تو انہوں نے سود لے کر حرام کا ارتکاب کیا جب کہ اللہ نے سود کو حرام کیا تھا دوسرا جرم یہ کیا کہ انہوں نے بطور مزاق کے یوں کہا کہ بیع بھی تو ربو کے مانند ہے یعنی اگر سود حرام ہے تو بیع کو بھی حرام کہنا چاہئے نفع دونوں صورتوں میں ہوتا ہے لہٰذا ان دونوں میں کوئی فرق نہیں حالاں کہ ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے بیع اور سود میں دونوں طرف مال ہوتا ہے ایک مال کے بدلے میں دوسرا مال لیا جاتا ہے اور قرض ادھار پر جو زیادتی لی جاتی ہے اس کے عوض میں کوئی مال نہیں ہوتا بلکہ یہاں صرف ایک مدت ہے کہ اتنی مدت تک اگر آپ اپنے پاس رکھیں گے تو اتنا روپیہ زیادہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ مدت کوئی مال نہیں جس کا معاوضہ اس زیادتی کو قرار دیا جائے بعض مفسرین نے صراحت کی

ہے کہ بیع اور ربوا کو ایک بتانے والے بنوثقیف کے لوگ تھے جو طائف کے مشہور سرمایہ دار اور تاجر تھے اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

سود کی حرمت احادیث سے

اوپر قرآن کریم کی آیت سے سود کی حرمت اس کی قباحت معلوم ہو چکی اب ہم چند احادیث ذکر کرتے ہیں جن سے سود کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسی سات چیزوں سے بچو جو ہلاک کرنے والی ہیں صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول وہ سات چیزیں کون سی ہیں آپ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) جادو کرنا (۳) اور کسی جان کو ناحق مار ڈالنا جس کا مارنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد میں جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا (۷) پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے سود دینے والے سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک درہم جس کو آدمی سود سے حاصل کرے وہ اللہ کے نزدیک اسلام یں تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔ (طبرانی فی الکبیر)

سود سے اخلاقی نقصان

سود سے بظاہر دولت بڑھی ہوئی نظر آتی ہے مگر حقیقت میں معاملہ اس کے برعکس ہے خدا کا قانون فطرت یہی ہے کہ وہ جس طرح دولت میں تنزل کا ذریعہ بنتا ہے اسی طرح اخلاقی وروحانی ترقی میں گراوٹ اور تنزلی کا ذریعہ بنتا ہے سود اصل میں خودغرضی بخل تنگ دلی اور سنگ دلی جیسی صفات کا نتیجہ ہے اور ان ہی صفات کو انسان میں نشوونما بھی دیتا ہے اس کے برخلاف صدقہ خیرات کو دیکھئے تو اس میں فیاضی ہمدردی فراخ دلی اور اعلیٰ ظرفی جیسی صفات پائی جاتی ہے صدقہ اور قرض حسن دینے سے اچھی صفات انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔

اب مذکورہ عبارت میں جیسے سونا چاندی گیہوں نمک وغیرہ میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سونے کو سونے کے بدلہ میں بیچنا

اگر سونا خواہ زیور کی شکل میں ہو یا برتن اور ڈلے کی شکل میں ہو اسے سونے کے بدلے میں خریدا بیچا جائے تو دونوں طرف وزن برابر ہونا ضروری ہے خواہ ایک طرف سونا اچھا ہو اور دوسرے طرف خراب اسی طرح خرید و فروخت ایک ہی مجلس میں ہو اور ہاتھ در ہاتھ لین دین ہو تو تھوڑی دیر کا ادھار بھی جائز نہیں اگر کسی طرف سونے کی زیادتی ہوئی یا ادھار معاملہ ہو گیا تو یہ دونوں صورتیں سود کی بن جاتی ہیں جو قطعی حرام ہیں۔

چاندی کے بدلے میں چاندی کی خرید وفروخت

اگر کوئی شخص چاندی کی خرید وفروخت چاندی کے عوض میں کرتا ہے تو چاندی خواہ کسی بھی شکل میں ہو چاندی ایک طرف اچھی ہو اور دوسری طرف خراب دونوں طرف برابر ہونا ضروری ہے اور اسی مجلس میں لین دین ضروری ہے اگر کسی طرف چاندی زیادہ ہوئی یا تھوڑی دیر کے لئے ادھار معاملہ ہو گیا تو دونوں صورتیں سود کی بن جائیں گی جو قطعی حرام ہیں۔

گیہوں کے بدلے میں گیہوں کی خرید وفروخت

اگر کوئی شخص گیہوں کی خرید وفروخت گیہوں کے بدلے میں کرتا ہے تو خواہ ایک طرف گیہوں اچھے ہوں اور دوسری طرف خراب ہوں یا ایک طرف مہنگے ہوں اور دوسری طرف سستے ہوں بہر صورت دونوں طرف برابری ضروری ہے ایک ہی مجلس میں لین دین ضروری ہے تھوڑی دیر کے لئے بھی ادھار جائز نہیں اگر کسی بھی طرف زیادتی ہوئی یا تھوڑی دیر کے لئے ادھار کا معاملہ ہوا تو یہ دونوں صورتیں سود کی ہو جاتی ہیں جو قطعی حرام ہیں۔

کھجور کے بدلے میں کھجور کی خرید وفروخت

اگر کسی شخص نے کسی سے کھجور کے بدلے میں کھجور کی خرید وفروخت کی تو خواہ ایک کی کھجوریں اچھی اور دوسری کی ردی ہوں بہر صورت دونوں طرف برابری ضروری ہے اور اور اسی مجلس میں ہاتھ در ہاتھ لین دین دونوں طرف سے ضروری ہے اگر کسی طرف کھجوریں زیادہ ہو جائیں یا تھوڑی دیر کے لئے ادھار کیا تو ان دونوں صورتوں میں یہ سود ہو جائے گا جو قطعی حرام ہے۔

نمک کی نمک کے بدلے میں خرید وفروخت

اگر کوئی شخص نمک کے بدلے نمک کی خرید وفروخت کر رہا ہے تو دونوں طرف نمک کا برابر ہونا ضروری ہے خواہ ایک کا نمک اچھا اور دوسرے کا خراب ہو بہر صورت دونوں جانب برابری ضروری ہے اور اسی مجلس میں ہاتھ در ہاتھ لین دین بھی ضروری ہے اگر کسی طرح نمک میں زیادتی ہوئی یا تھوڑی دیر کے لئے ادھار ہوا تو ان دونوں شکلوں میں یہ سود ہو جائے گا جو کہ قطعی حرام ہے۔

الحاصل: سونا، چاندی، گیہوں، جو، نمک ان چھ چیزوں میں بجنسہٖ خرید وفرخت کی جائے تو کمی زیادتی ادھار لین دین دونوں ناجائز اور سود ہیں اور اگر بجنسہ خرید وفروخت نہ ہو بلکہ سونا چاندی کے عوض یا گیہوں جو کے عوض خریدا بیچا جائے تو اس میں کمی زیادتی کے ساتھ درست ہے لیکن ادھار پھر بھی جائز نہیں ان چھ چیزوں میں ادھار کرنے سے سود ہو جائے گا۔

بَاب بَيْعِ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ

یہ باب ہے جو کے عوض میں جو فروخت کرنا

4579أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدٍ قَالاَ جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُبَادَةُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ - قَالَ أَحَدُهُمَا وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلِ الآخَرُ - إِلاَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلاً بِمِثْلٍ - قَالَ أَحَدُهُمَا مَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى وَلَمْ يَقُلِ الآخَرُ - وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا فَبَلَغَ هَذَا الْحَدِيثُ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَدْ صَحِبْنَاهُ وَلَمْ نَسْمَعْهُ مِنْهُ. فَبَلَغَ ذَلِكَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقَامَ فَأَعَادَ الْحَدِيثَ فَقَالَ لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَاهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَإِنْ رَغِمَ مُعَاوِيَةُ . خَالَفَهُ قَتَادَةُ رَوَاهُ عَنْ

مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ.

ترجمہ: مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ ؓ ایک گھر میں اکٹھے ہوئے تو حضرت عبادہ بولے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم سونے کے عوض میں سونا چاندی کے عوض میں چاندی گندم کے عوض میں گندم جو کے عوض میں جو کھجور کے عوض میں کھجور فروخت کریں یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں نمک کے عوض میں نمک فروخت کریں تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کئے ہیں البتہ اگر یہ دونوں طرف سے برابر ہوں اور نقد لین دین ہو تو یہ جائز ہوگا، یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں اگر کوئی شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہے تو وہ سود کا کام کرتا ہے تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کئے ہیں اصل روایت میں یہ الفاظ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلم نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم چاندی کے عوض میں سونا سونے کے عوض میں چاندی جو کے عوض میں گندم اور گندم کے عوض میں جو جیسے ہم چاہیں فروخت کر سکتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں جب یہ حدیث حضرت معاویہ ؓ تک پہنچی تو وہ کھڑے ہوئے اور بولے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایسی حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں ہم نے ان سے وہ حدیث نہیں سنی جب اس بات کی اطلاع حضرت عبادہ بن صامت کو ملی تو وہ کھڑے ہوئے انہوں نے دوبارہ اس حدیث کو سنایا اور فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی جو حدیث سنی ہے وہ ضرور بیان کروں گا اگرچہ معاویہ کو کتنا ہی برا لگے۔

قتادہ نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے انہوں نے اسے مسلم بن یاسر کے حوالے سے ابواشعث کے حوالے سے حضرت عبادہ سے نقل کیا ہے۔ وہ درج ذیل ہے:

4580أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ - وَكَانَ بَدْرِيًّا وَكَانَ بَايَعَ النَّبِيَّ - صلى الله عليه وسلم - أَنْ لاَ يَخَافَ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لاَئِمٍ - أَنَّ عُبَادَةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ بُيُوعًا لاَ أَدْرِي مَا هِيَ أَلاَ إِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا وَإِنَّ الْفِضَّةَ

بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا وَلاَ بَأْسَ بِبَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ يَدًا بِيَدٍ وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا وَلاَ تَصْلُحُ النَّسِيئَةُ أَلاَ إِنَّ الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ مُدْيًا بِمُدْيٍ وَلاَ بَأْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيرِ بِالْحِنْطَةِ يَدًا بِيَدٍ وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا وَلاَ يَصْلُحُ نَسِيئَةً أَلاَ وَإِنَّ التَّمْرَ بِالتَّمْرِ مُدْيًا بِمُدْيٍ حَتَّى ذَكَرَ الْمِلْحَ مُدًّا بِمُدٍّ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت ؓ جو بدری صحابیؓ ہیں اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا ہے اور وہ اللہ کے حکم کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے حضرت عبادہ ؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے انہوں نے ارشاد فرمایا اے لوگو! تم نے خرید وفروخت کے نئے طریقے نکال لئے ہیں مجھے نہیں معلوم ان کی حقیقت کیا ہے لیکن یہ یاد رکھنا سونے کے عوض میں سونے کا برابر وزن کے ساتھ لین دین ہوگا خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو یا سکے کی شکل میں ہو چاندی کے عوض میں چاندی کا برابر وزن کے ساتھ لین دین ہوگا خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو خواہ وہ سکے کی شکل میں ہو اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے سونے کے عوض میں چاندی کو دست بدست فروخت کیا جائے جب کہ چاندی کی مقدار زیادہ ہو تاہم ادھار کی شکل میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے یاد رکھنا گندم کے عوض میں گندم اور جو کے عوض میں جو کا لین دین کرتے ہوئے ایک مد کے عوض میں ایک مد کا لین دین کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے گندم کے عوض میں جو کو دست بدست فروخت کر دیا جائے اگرچہ جو زیادہ ہو تاہم ادھار میں ایسا کرنا درست نہیں ہے یاد رکھنا کھجور کی ایک مدی کے عوض میں ایک مدی کھجور لینا جائز ہے یہاں تک کہ راوی نے ایک مد نمک کے عوض میں ایک مد نمک کا ذکر کیا ہے پھر یہ الفاظ بیان کئے جو شخص اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو گو وہ سود کا کام کرتا ہے۔

4581 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالاَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ

وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلاً بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى .«
وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ لَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوبُ »وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ .«

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سونے کے عوض میں سونے کا لین دین برابر کے وزن کے ساتھ کیا جائے خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو یا سکے کی شکل میں چاندی کے عوض میں چاندی کا لین دین برابر کے وزن کے ساتھ کیا جائے خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو یا سکے کی شکل میں ہو نمک کے عوض میں نمک کا لین دین کھجور کے عوض میں کھجور کا لین دین گندم کے عوض میں گندم کا لین دین جو کے عوض میں جو کا لین دین برابر برابر کیا جائے گا دست بدست کیا جائے گا جو شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے وہ سود کا کام کرتا ہے۔ روایت کے یہ الفاظ محمد بن مثنی نامی راوی کے ہیں یعقوب نامی راوی نے اپنی روایت میں جو کے عوض میں جو کا ذکر نہیں کیا ہے۔

4582 أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ مَرَّ بِهِمْ فِي السُّوقِ فَقَامَ إِلَيْهِ قَوْمٌ أَنَا مِنْهُمْ قَالَ قُلْنَا أَتَيْنَاكَ لِنَسْأَلَكَ عَنِ الصَّرْفِ. قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ رَجُلٌ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- غَيْرُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ غَيْرُهُ. قَالَ فَإِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ - قَالَ سُلَيْمَانُ أَوْ قَالَ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ - وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ فَمَنْ زَادَ عَلَى ذَلِكَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى وَالآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَاءٌ.

ترجمہ: سلیمان بن علی بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ابو متوکل بازار میں لوگوں کے پاس سے گذرے تو کچھ لوگ ان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے میں بھی ان میں شامل تھا راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تا کہ آپ سے ادھار سودے کے بارے میں دریافت کریں، تو انہوں نے بتایا میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو سنا کہ ایک شخص نے ان سے کہا اس وقت آپ کے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے علاوہ وہاں اور کوئی نہیں تھا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت میرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان

میں اور کوئی شخص نہیں تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔
سونے کے عوض میں سونے چاندی کے عوض میں چاندی (یہاں سلیمان نامی راوی نے فضہ استعمال کیا ہے) گندم کے عوض میں گندم جو کے عوض میں جو اور کھجور کے عوض میں کھجور اور نمک کے عوض میں نمک کا لین دین برابر برابر ہوگا جو شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے تو وہ سود کا کام کرتا ہے اس میں وصول کرنے والا اور دینے والا دونوں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

4583أَخْبَرَنِى هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ جَابِرٍ ح وَأَنْبَأَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ »الذَّهَبُ الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ .«وَلَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوبُ »الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ .«فَقَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّ هَذَا لاَ يَقُولُ شَيْئًا. قَالَ عُبَادَةُ إِنِّى وَاللَّهِ مَا أُبَالِى أَنْ لاَ أَكُونَ بِأَرْضٍ يَكُونُ بِهَا مُعَاوِيَةُ إِنِّى أَشْهَدُ أَنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ ذَلِكَ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے سونا کے عوض میں سونے کا لین دین کرتے ہوئے ایک پلڑا دوسرے پلڑے کے برابر ہوگا یہاں یعقوب نامی راوی نے پلڑے کے بدلے میں پلڑے کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت عبادہ ؓ نے یہ حدیث بیان کی تو حضرت معاویہ ؓ بولے یہ جو بات کہہ رہے ہیں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ میں ایسے علاقے میں نہ رہوں جہاں معاویہ رہتے ہوں میں گواہی دے کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

توضیح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کا ذکر فرمایا جیسا کہ پیچھے حدیث میں گذر چکا ہے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے چاندی کو چاندی، جو کو جو کھجور کو کھجور، نمک کو نمک کے بدلے فروخت کیا جائے تو برابر ہونا چاہئے اور ایک ہاتھ سے لو دوسرے ہاتھ سے دو کمی سود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ اشیاء کے علاوہ ان کی مثل اشیاء کی بیع میں یہی احکام لاگو ہوں گے، دوسرے یہ کہ

ان احادیث میں یداًبیدٍ کا جولفظ ہے اس سے کیا مراد ہے کیا ان چیزوں کا بطور قرض لین دین جائز ہے
تیسرے یہ کہ گھروں میں خاص طور سے دیہاتوں میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ لوگ آٹا دودھ یا چینی
وغیرہ بطور قرض لے لیتے ہیں اور کچھ مدت کے بعد وہ چیز واپس کر دیتے ہیں تو کیا یہ بھی سود میں شامل
ہوگا۔ مذکورہ حدیث سود سے متعلق اساس کی حیثیت رکھتی ہے فقہاء نے اس حدیث میں غور کر کے سود کی
حرمت کی علت کا استنباط کیا ہے احناف کے یہاں وہ علت قدر اور جنس ہے لہٰذا جو چیزیں بھی ناپ تول
کر فروخت کی جاتی ہیں جب ان کا تبادلہ ان ہی جنس کے ساتھ کیا جائے تو ضروری ہے کہ دونوں چیزیں
برابر ہوں اور یہ معاملہ دست بدست کیا جائے اس میں ادھار بھی ناجائز ہے اور کمی بھی ناجائز ہے مثلاً
گیہوں کا تبادلہ گیہوں سے کیا جائے تو دونوں باتیں ناجائز ہوں گی یعنی کمی بھی ناجائز اور ادھار بھی ناجائز
اور اگر گیہوں کا تبادلہ مثلاً جو کے ساتھ کیا جائے تو کمی وبیشی جائز مگر ادھار ناجائز ہے اور اگر قدر اور جنس
دونوں ہی نہ پائی جائیں مثلاً گیہوں کا تبادلہ روپیوں کے ساتھ ہو تو ادھار بھی جائز ہے اور کمی بیشی بھی
جائز ہے۔ یداًبیدٍ سے مراد یہ ہے کہ معاملہ ہاتھ در ہاتھ ہو جس کی تفصیل پہلے جز میں آ گئی ہے۔

ہمارے معاشرے میں ایک بات بہت زیادہ رائج ہے کہ گھروں میں عام طور پر لوگ تھوڑی
مقدار میں چیزیں لے لیتے ہیں جو کیل میں نہیں آتیں اس لئے وہ سود نہیں اور اگر کیل میں آ بھی جائیں
تو بطور قرض لیتے ہیں تو یہ تبادلہ نہیں قرض ہے جتنا لیا ہے اتنا ہی بعد میں واپس کر دیا جائے یہ سود میں
شامل نہیں اور اگر یہ دو علتیں تسلیم نہ ہوں تو پڑوس کے معاملہ کی وجہ سے از روئے استحسان اس کی
اجازت ہے جیسا کہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاون کے فتوی میں ہے۔ واللہ اعلم۔

سونے کا سونے سے یا چاندی کا چاندی سے تبادلہ صرف اسی صورت میں جائز ہے جب دونوں
طرف مقدار برابر ہو اور دونوں فریق بیک وقت ادائیگی کر دیں۔

اسی طرح جو چیزیں تول کر بکتی ہیں اگر ان میں سے ایک چیز کو دوسری چیز سے کوئی بدل رہا ہے
مثلاً گیہوں دے کر چاول وغیرہ لے رہا ہے تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا ضروری نہیں یعنی
زیادتی کے ساتھ لین دین درست ہے مثلاً ایک کلو گیہوں دے کر ڈیڑھ کلو چاول یا دو کلو چنے دے کر اس
کے عوض میں چار کلو چاول لے سکتے ہیں البتہ ایک ہی مجلس میں لین دین اور قبضہ ہو جانا ضروری ہے اگر
کسی ایک طرف سے ادھار ہوا تو یہ سود ہو جائے گا یعنی وہ سود کے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ (درمختار)

حدیث نمبر ۴۵۸۰ میں مد کا لفظ آیا ہے مد ایک پیمانے کا نام ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے تحقیق کے
مطابق ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد چار رطل کا ہوتا ہے یعنی مد چوتھائی صاع کے برابر ہوتا ہے
جدید اوزان کے اعتبار سے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تحقیق کے مطابق ایک مد اٹھاسی تولہ

کے سیر سے ڈیڑھ سیر ڈیڑھ چھٹانک بنتا ہے۔

اور علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق ایک مد دوسو ساٹھ درہم کے برابر ہوتا ہے اور دوسو ساٹھ درہم کا وزن تحقیق مذکور کے موافق آٹھ سو انیس ماشہ یعنی اڑسٹھ تولہ تین ماشہ ہوتا ہے۔ (مستفاد از جواہر الفقہ ج: ۳، ص ۴۱۱)

باب بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ

یہ باب دینار کے عوض میں دینار فروخت کرنا

4584 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي تَمِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ » الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لاَ فَضْلَ بَيْنَهُمَا. «

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ دینار کے عوض میں دینار درہم کے عوض میں درہم کا لین دین کرتے ہوئے کوئی اضافی ادائیگی نہیں ہوگی۔

وضاحت: کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ یہ حدیث بخاری میں بھی ہے حضرت ابن عمرؓ کی طرح حضرت ابن عباس کے رائے یہ تھی کہ اگر سونا اور چاندی ہم جنس دست بدست بیچے جائیں تو کمی بیشی جائز ہے اور ان کو حدیث لا ربا فی النسیئۃ سے غلط فہمی ہوئی تھی حالاں کہ یہ حصر ادعائی تھا مگر ابن عباسؓ نے اس کو حقیقی حصر سمجھ لیا کہ ادھار ہی سود ہے دست بدست معاملہ ہو تو سود نہیں۔

الحاصل گندم کو جو کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے کیوں کہ اجناس مختلف ہیں مگر دست بدست ہونا ضروری ہے ادھار سود ہے۔

باب بَيْعِ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمِ

یہ باب درہم کے عوض میں درہم فروخت کرنا

4585 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لاَ فَضْلَ

بَيْنَهُمَا هَذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا -صلى الله عليه وسلم- إِلَيْنَا.

ترجمه: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ دینار کے عوض میں دینار اور درہم کے عوض میں درہم کا لین دین کرتے ہوئے کوئی اضافی ادائیگی نہیں ہوگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ عہد لیا تھا۔

4586 أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلاً بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى.«

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سونے کے عوض میں سونے کا برابر وزن کے ساتھ دست بدست لین دین ہوگا چاندی کے عوض میں چاندی کا برابر وزن کے ساتھ دست بدست لین دین ہوگا جو اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلب گار ہو وہ سود کا کام کرتا ہے۔

باب بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

یہ باب ہے سونے کے عوض میں سونے کو فروخت کرنا

4587 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »لاَ تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلاَّ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَلاَ تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلاَ تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلاَّ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَلاَ تَبِيعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ.«

ترجمه: حضرت ابوسعید خدریؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں سونے کے عوض میں سونے کا لین دین صرف برابر برابر کرو کسی ایک طرف سے غیر موجود چیز کو موجود چیز کے عوض میں فروخت نہ کرو۔

4588 أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالاَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ -وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ- قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَصُرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَذَكَرَ النَّهْيَ

عَنِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ إِلاَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلاً بِمِثْلٍ »وَلاَ تَبِيعُوا غَائِبًا بِنَاجِزٍ وَلاَ تُشِفُّوا أَحَدَهُمَا عَلَى الآخَرِ.«

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں اس وقت میں اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا اور میں نے اپنے کانوں کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی آپ نے سونے کے عوض میں سونے کا چاندی کے عوض میں چاندی کا لین دین کرنے سے منع کیا ہے البتہ اگر برابر برابر ہو اور نقد لین دین ہو تو جائز ہے اور تم موجود چیز کے عوض میں غیر موجود چیز کا سودا نہ کرو اور دونوں میں سے کسی ایک طرف سے اضافی ادائیگی نہ کرو۔

4589 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بَاعَ سِقَايَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذَا إِلاَّ مِثْلاً بِمِثْلٍ.

ترجمہ: عطاء بن یاسر بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ سے سونے یا چاندی کا ایک پیالہ اس سے زیادہ وزن کے سونے یا چاندی کے عوض میں فروخت کیا حضرت ابودرداء نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی صورت حال سے منع کرتے ہوئے سنا ہے البتہ اگر برابر برابر ہو تو یہ لین دین جائز ہے۔

توضیحات: ۴۵۸۵ تا ۴۵۸۹ اسی کے مثل پیچھے وضاحت گذر چکی ہے سود کی مختلف صورتیں ہیں جس طرح چیزیں ہمارے درمیان خرید وفروخت میں رائج ہیں وہ چار قسم کی ہیں:

(۱) ایک تو خود سونا، چاندی یا ان دونوں کی بنی ہوئی چیزیں ہیں، جیسے زیور برتن وغیرہ۔
(۲) دوسرے وہ چیزیں ہیں جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج غلہ لوہا تانبا روئی ترکاری وغیرہ۔
(۳) تیسرے وہ چیزیں ہیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا۔
(۴) چوتھے وہ چیزیں ہیں جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے، بکری گائے وغیرہ۔

اب یہاں سے چاروں کی تفصیل نمبروار بیان کی جاتی ہے:

(۱) سونا چاندی یا ان کے بنے ہوئے زیورات برتن یہ سب ثمن خلقی اور عین ثمن ہیں یعنی اصل مال ہیں ان کے خریدنے میں اگر سونے کے بدلہ میں یا چاندی کو چاندی کے بدلہ میں خریدا جائے یعنی دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہو تو اس صورت میں بدلین کا مساوی اور برابر ہونا ضروری ہے اور ساتھ ہی ایک مجلس میں لین دین کا ہونا ضروری ہے کسی طرح سے ادھار جائز نہیں اور اگر دونوں طرف ایک قسم کی

چیز نہیں ہے بلکہ ایک طرف چاندی ہے اور دوسری طرف سونا ہے تو اس صورت میں بدلین کا مساوی اور ہم وزن ہونا ضروری نہیں بلکہ کمی زیادتی کے ساتھ بھی خرید وفروخت درست ہے البتہ اس صورت میں بھی ادھار معاملہ جائز نہ ہوگا ایک ہی مجلس میں لین دین ہونا ضروری ہے۔

(۲) وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں ان میں سے اگر ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے بدلنا یا فروخت کرنا چاہتے ہو مثلاً گیہوں دے کر گیہوں لینا یا جو دے کر جو لینا چاہے یا نمک کے بدلے میں نمک یا کھجور کے بدلہ میں کھجور لینا چاہے تو اس صورت میں بھی دونوں باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) بدلین کا دونوں طرف مساوی اور ہم وزن ہونا ضروری ہے کسی ایک طرف کمی وزیادتی نہ ہو۔

(۲) یہ کہ لین دین اسی وقت ہاتھ در ہاتھ ہو یعنی کسی طرف سے ادھار نہ ہو۔

اور اگر تول کر بکنے والی چیزوں میں دونوں طرف ایک طرح کی چیز نہ ہو مثلاً گیہوں دے کر دھان یا جو چنے وغیرہ لے رہا ہے یعنی دونوں طرف ایک چیز نہیں ہے تو اس صورت میں دونوں کا برابر ہونا ضروری نہیں البتہ ایک ہی مجلس میں لین دین کا ہونا یعنی نقد معاملہ ہونا ضروری ہے کسی طرف سے ادھار جائز نہیں۔

(۳،۴) جو چیزیں تول کر نہیں بکتی ہیں بلکہ گز سے ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں تو ایسی چیزوں کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دے کر اسی قسم کی چیز خریدی جائے جیسے آم دے کر کپڑا، کپڑا دے کر دوسرا کپڑا خریدا جائے تو یہاں پر بدلین کا مساوی ہونا ضروری نہیں یعنی کمی بیشی جائز ہے لیکن ایک ہی مجلس میں ادھار معاملہ جائز نہیں ہے۔ (مسلم، درمختار، مشکوٰۃ)

اب اس وضاحت کے تحت چند ضابطے بیان کئے جاتے ہیں۔

ضابطہ نمبر ۱: بیع میں جب دونوں طرف سونا یا دونوں طرف چاندی ہو تو ایسے وقت میں دو باتیں واجب ہیں ایک تو دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو۔

دوسرے یہ ہے جدا ہونے سے پہلے ہی دونوں طرف سے لین دین مکمل ہو جائے کچھ ادھار باقی نہ رہے اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف کیا تو سود ہو گیا۔

ضابطہ نمبر ۲: اگر دونوں طرف ایک چیز نہ ہو بلکہ ایک طرف چاندی ہو اور دوسری طرف سونا ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں کا وزن میں برابر ہونا ضروری نہیں ہے ایک تولہ چاندی کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے اسی طرح سونے کی ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے لیکن جدا ہونے سے پہلے لین دین کا مکمل ہو جانا اور کچھ ادھار نہ رہنا یہاں بھی واجب ہے۔

ضابطہ نمبر ۳: جب سونے کا سونے سے یا چاندی کا چاندی سے تبادلہ کیا جائے تو

مقدار کا برابر ہونا واجب ہے اگر چہ ایک طرف سونا چاندی خالص ہو اور دوسری طرف سونے چاندی میں کچھ کھوٹ ملا ہوا ہو۔

ضابطہ نمبر ۴: سونے چاندی کی روپیوں کے عوض ادھار خرید فروخت جائز ہے لیکن سودے کے وقت ایک جانب سے قبضہ ضروری ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ فلوس یعنی تانبے، پیتل کے سکے فلوس کے عوض میں یا چاندی یا سونے کے سکوں کے عوض میں فروخت کئے تو اگر ان میں سے کسی ایک مال کی بھی ادائیگی آپس میں جدا ہونے سے پہلے کر دی تو فروخت جائز ہے اور اگر کسی ایک مال پر قبضہ سے پہلے بائع و مشتری ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو سودا جائز نہ رہے گا۔

بَاب بَيْعِ الْقِلَادَةِ فِيهَا الْخَرَزُ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ

یہ باب ہے کہ ایسا ہار جس میں نگینہ اور سونا لگا ہوا ہو

4590 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ »لاَ تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ.«

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید بیان کرتے ہیں غزوہ خیبر کے دن میں نے ایک ہار خریدا جس میں سونا اور نگینے لگے ہوئے تھے میں نے دہ بارہ دینار کے عوض میں خریدا میں نے پھر ان دونوں کو الگ کر دیا تو اس ہار میں بارہ دینار سے زیادہ سونا لگا ہوا تھا اس بات کا تذکرہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے ہار کو اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے جب تک سونے اور اس کے پتھروں کو الگ الگ نہ کر لیا جائے۔

4591 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهَا فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ »

افْصِلْ بَعْضَهَا مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ بِعْهَا

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں غزوۂ خیبر کے دن مجھے ایک ہار ملا جس میں سونا اور نگینے لگے ہوئے تھے میں نے اسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا اس بات کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا اس میں سے یعنی سونے اور نگینے کو الگ کرلو پھر اسے بیچو۔

توضیح: اگر سونے کا ہار جس میں نگینے ہوں (جیسا کہ ابھی حدیث بالا میں گذرا) اگر سونے کے بدلے بیچا جائے تو سونا جدا کرکے اس کی تعین کرنا اور ثمن میں زیادہ سونا ہونا ضروری ہے تاکہ سونا برابر ہوجائے اور زائد سونا اور زائد سونا نگینوں کے مقابل ہوجائے اور اگر سونے کا ہار چاندی یا کرنسی کے عوض بیچے تو سونا الگ کرنا ضروری نہیں۔ یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ البتہ اگر یہ معلوم ہوجائے کہ ہار میں سونا اتنا ہے تو اس صورت میں سونا الگ کرنا ضروری ہے یا نہیں تو اس میں اختلاف ہے حضرت امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اس صورت میں بھی سونا جدا کرنا ضروری ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک الگ کرنا ضروری نہیں لیکن جب سونے کی مقدار یقینی طور معلوم ہو تو اب الگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جدا کرنے کا حکم اسی تعیین کے لئے تھا جب معلوم ہوگیا کہ سونا اتنا ہے تو اب الگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ (مسلم جلد ثانی)

اسی طرح حدیث نمبر ۴۵۸۶ اس میں حضرت فضالہ بن عبید وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگ خیبر کے موقع پر ایک ہار جو بارہ دینار میں میں نے خریدا تو اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ کے نزدیک جڑا ہوا سونا اور چاندی کو الگ کرنا ضروری ہے اس کے بغیر بیع جائز نہ ہوگی اور امام مالک کے نزدیک اگر جڑا ہوا سونا دوسری چیز کے تابع نہ ہو تو پھر علیحدہ کرنا ضروری ہے۔

احناف کے نزدیک تفصیل ہے کہ اگر مقابل سونا جڑے ہوئے سونے سے زائد ہے تو علیحدہ کرنا ضروری نہیں اس کے بغیر بھی بیع جائز ہوگی اس صورت میں بعض مقابل سونا جڑے ہوئے سونے کا عوض اور زائد سونا ملی ہوئی چیز کا عوض ہوگا اور اگر مقابل سونا برابر یا کم ہے یا جڑے ہوئے سونے کی مقدار یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو الگ کئے بغیر بیع جائز نہ ہوگی کیوں کہ اس میں ربا کا احتمال ہے۔

اور اگر جڑ ہوا سونا ہار چاندی یا کرنسی کے عوض بیچا جائے یا چاندی جڑا ہوا ہار سونے یا کرنسی کے عوض بیچا جائے یا چاندی جڑا ہوا سونے یا کرنسی کے عوض بیچا جائے تو پھر بالاجماع سونا چاندی الگ کرنا ضروری نہیں۔

الحاصل: سونا اور چاندی جو الگ کرنے کا حکم ہے وہ ربا کے احتمال سے بچنے کے لئے ہے جن صورتوں میں ربا کا احتمال ہوگا وہاں الگ کئے بغیر بیع جائز نہ ہوگی اور جس صورت میں یہ احتمال نہ ہو وہاں بلا فصل بھی بیع جائز ہوگی۔ (مسلم ج: ثانی، ص: ۱۴، کتاب المساقات)

باب بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً

یہ باب ہے کہ سونے کے عوض میں چاندی کو ادھار فروخت کرنا

4592 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ بَاعَ شَرِيكٌ لِي وَرِقًا بِنَسِيئَةٍ فَجَاءَنِي فَأَخْبَرَنِي فَقُلْتُ هَذَا لاَ يَصْلُحُ. فَقَالَ قَدْ وَاللَّهِ بِعْتُهُ فِي السُّوقِ وَمَا عَابَهُ عَلَىَّ أَحَدٌ فَأَتَيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَبِيعُ هَذَا الْبَيْعَ فَقَالَ «مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلاَ بَأْسَ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَهُوَ رِبًا». ثُمَّ قَالَ لِي ائْتِ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ.

ترجمہ: ابومنہال بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک شراکت دار نے ادھار کے عوض میں چاندی فروخت کی پھر وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اس بارے میں بتایا تو میں نے کہا یہ درست نہیں ہے تو وہ بولا اللہ کی قسم میں نے اسے بازار میں فروخت کیا ہے اور اس حوالے سے کسی نے بھی مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیا راوی کہتے ہیں میں حضرت براء بن عازب ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا انہوں نے بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم اس وقت اس طرح کا لین دین کیا کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو نقد لین دین ہو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جو ادھار ہو وہ سود شمار ہوگا پھر حضرت براء نے مجھ سے فرمایا تم حضرت زید بن ارقم کے پاس جاؤ میں ان کے پاس آیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی اسی کے مانند جواب دیا۔

4593 أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالاَ كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ

اللّٰہِ -صلى الله عليه وسلم- فَسَأَلْنَا نَبِیَّ اللّٰہِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ «إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلاَ بَأْسَ وَإِنْ كَانَ نَسِيئَةً فَلاَ يَصْلُحُ

ترجمہ: ابومنہال بیان کرتے ہیں میں نے حضرت براء بن عازب ؓ اور حضرت زید بن ارقم ؓ سے یہ سوال کیا تو ان دونوں نے یہ جواب دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم تجارت کا کام کیا کرتے تھے ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف یعنی سونے کے عوض میں چاندی کے لین دین کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر وہ نقد لین دین ہوتو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر وہ ادھار ہوتو یہ درست نہیں ہے۔

4594 أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ سَلْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنِّي وَأَعْلَمُ. فَسَأَلْتُ زَيْدًا فَقَالَ سَلِ الْبَرَاءَ فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنِّي وَأَعْلَمُ فَقَالاَ جَمِيعًا نَهَى رَسُولُ اللّٰہِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا.

ترجمہ: حضرت منہال بیان کرتے ہیں میں نے حضرت براء بن عازب ؓ سے بیع صرف کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا تم حضرت زید بن ارقم ؓ سے سوال کرو کیوں کہ وہ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں اور مجھ سے زیادہ جانتے ہیں پھر ان دونوں صاحبان نے یہی جواب دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے عوض میں چاندی کو ادھار فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: ان تینوں روایتوں میں ابومنہال کا ذکر ہے۔ ابومنہال نے براء بن عادب اور زید بن ارقم سے بیع صرف کا حکم دریافت کیا بیع سے مراد ثمن یعنی سونا چاندی کو ایک دوسرے کے ساتھ بیچنا ہے اپنے تقوی کی بنیاد پر ان دونوں صحابہ میں سے ایک دوسرے کی طرف منسوب کرنے لگے کہ ان سے پوچھ لیا جائے اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے مقابلے میں اپنے آپ کو کم تر سمجھ رہے تھے تاہم یہ حدیث دونوں کو یاد تھی چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے بدلے چاندی ادھار بیچنے سے منع کیا ہے کیوں کہ ان میں علت ربا پائی جاتی ہے چناں چہ اس صورت میں ضروری ہے کہ مجلس عقد ہی میں ان پر قبضہ کیا جائے ورنہ بیع صرف درست نہ ہوگی اور یہ ربا النسیہ بن جائے گی۔

بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ وَبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ

یہ باب ہے کہ سونے کے عوض میں چاندی کوفروخت کرنا اور چاندی کے عوض میں سونے کوفروخت کرنا

4595 وَفِيمَا قَرَأَ عَلَيْنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلاَّ سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا.

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے عوض میں چاندی سونے کے عوض میں سونے کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے البتہ اگر دونوں طرف مقدار برابر ہوتو یہ جائز ہوگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے ہم چاندی کے عوض میں سونے کو جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں اور سونے کے عوض میں چاندی کو جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں۔

4596 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلاَّمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ نَبِيعَ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلاَّ عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَلاَ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلاَّ عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- تَبَايَعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم چاندی کے عوض میں چاندی فروخت کریں البتہ اگر وہ نقدلین دین ہو اور دونوں طرف مقدار برابر ہوتو یہ جائز ہوگا اور یہ کہ ہم سونے کے عوض میں سونے کو فروخت نہ کریں البتہ اگر وہ نقدلین دین ہو اور دونوں طرف کی

مقدار برابر ہو تو یہ جائز ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاندی کے عوض میں سونے کا جیسے تم چاہو لین دین کر سکتے ہو سونے کے عوض میں چاندی کا جسے تم چاہو لین دین کر سکتے ہو۔

4597 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »لاَ رِبًا إِلاَّ فِي النَّسِيئَةِ.«

4598 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحٍ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قُلْتُ لاِبْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ هَذَا الَّذِي تَقُولُ أَشَيْئًا وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ شَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ مَا وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلاَ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَلَكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ.«

ترجمہ: حضرت ابو صالح بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابوسعید خدری ؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے ابن عباس ؓ سے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے یہ جو تم کہتے ہو کیا اس کے بارے میں تم نے اللہ کی کتاب میں کوئی حکم پایا ہے یا اس بارے میں تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی بات سنی ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے جواب دیا میں نے اللہ کی کتاب میں اس بارے میں کوئی حکم نہیں پایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کبھی یہ بات نہیں سنی البتہ حضرت اسامہ بن زید ؓ نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ سود صرف ادھار لین دین میں ہوتا ہے۔

4599 أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ إِنِّي أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ قَالَ »لاَ بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَىْءٌ.«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں میں بقیع میں اونٹ فروخت کیا کرتا تھا میں دینار کے عوض میں اسے فروخت کرتا تھا اور درہم وصول کرلیا کرتا تھا ایک مرتبہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ میں بقیع میں اونٹ فروخت کرتا ہوں اور درہم وصول کرلیتا ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلم نے ارشاد فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تم اس دن کے نرخ کے مطابق وصول کرتے ہو جب تک تم دونوں جدا نہیں ہوجاتے اور تمہارے درمیان کوئی اور چیزیں متعین مدت تک سودا ختم کرنے کی شرط نہ ہو۔

توضیح: یہاں یہ بات جان لینی چاہئے کہ ثمن یعنی سونے چاندی یعنی دینار و درہم کے باہم تبادلہ کا نام بیع صرف ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ہم جنس کے ساتھ تبادلہ ہو یعنی سونے کا سونے سے چاندی کا چاندی سے تبادلہ ہو تو برابری بھی ضروری ہے اور دست بدست ہونا بھی ضروری ہے اور اگر خلاف جنس سے تبادلہ ہو یعنی سونے کا چاندی سے یا چاندی کا سونے سے تبادلہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے مگر دست بدست ہونا ضروری ہے معلوم ہوا کہ سونے سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے یا اسی طرح ہم جنس غلہ جیسے جو جو کے بدلے اگر نقداً خرید و فروخت ہو اور اس میں اگر کمی بیشی ہو تو سود نہیں ہے سود تو اسی وقت ہے جب معاملہ ادھار کا ہو امام نوویؒ اور ان کے علاوہ دیگر علماء کہتے ہیں کہ اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل نہیں ہے کچھ لوگ اسے منسوخ کرتے ہیں اور کچھ لوگ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اجناس مختلفہ میں سود صرف ادھار کی صورت میں ہے پچھلی حدیثوں میں تو صراحت ہے کہ سود تفاضل میں ہے اس لئے کہ حدیث کو منسوخ ماننا ضروری ہے یا اسامہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہم اختلاف جنس کی خرید و فروخت کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، واللہ اعلم۔

باب أَخْذِ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ وَالذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ سونے کی جگہ چاندی وصول کرنا چاندی کی جگہ سونا وصول

کرنا۔اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کے ناقل میں لفظی اختلاف کا ذکر ہے

4600أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيعُ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ أَوِ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ »إِذَا بَايَعْتَ صَاحِبَكَ فَلاَ تُفَارِقْهُ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ.«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں چاندی کے عوض میں سونا یا سونے کے عوض میں چاندی فروخت کردیا کرتا تھا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ؐ کو اس بارے میں بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے ساتھی کے ساتھ سودا کرو تو اس سے اس وقت تک جدا نہ ہو جب تک تم دونوں کے درمیان لین دین واضح نہیں ہو جاتا ہے، تم دونوں کے درمیان کوئی التباس نہ رہے۔

4601أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ أَنْبَأَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْخُذَ الدَّنَانِيرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيرِ.

ترجمہ: سعید بن جبیر کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ درہم کی جگہ دینار وصول کرنے یا دینار کی جگہ درہم وصول کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

4602أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ أَنْبَأَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لاَ يَرَى بَأْسًا - يَعْنِي - فِي قَبْضِ الدَّرَاهِمِ مِنَ الدَّنَانِيرِ وَالدَّنَانِيرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ.

ترجمہ: سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے یعنی دینار کی جگہ درہم وصول کرنے یا درہم کی جگہ دینار وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

4603أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ أَبِي الْهُذَيْلِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي قَبْضِ الدَّنَانِيرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُهَا إِذَا كَانَ مِنْ قَرْضٍ.

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعیؒ کے بارے میں یہ بات منقول ہے درہم کی جگہ دینار وصول کرنے کو انہوں نے اسے اس وقت تک مکروہ قرار دیا ہے جب یہ قرض کے طور پر ہو یعنی نقد لین دین نہ ہو۔

4604أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى أَبِي شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ لاَ يَرَى بَأْسًا وَإِنْ كَانَ مِنْ قَرْضٍ.

ترجمہ: سعید بن جبیر کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے خواہ قرض کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

4605أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِمِثْلِهِ.قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَذَا وَجَدْتُهُ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ.

ترجمہ: یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے امام نسائیؒ بیان کرتے ہیں میں نے ایک جگہ ایسا ہی پایا ہے۔

باب أَخْذِ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ

یہ باب ہے سونے کی جگہ چاندی وصول کرنے کے بیان میں

4606أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقُلْتُ رُوَيْدَكَ أَسْأَلُكَ إِنِّي أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ. قَالَ »لاَ بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَ بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا رکیئے گا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا

چاہتاہوں کہ میں بقیع میں دینار کے عوض میں اونٹ فروخت کردیتاہوں پھر درہم وصول کرلیتاہوں تو اس کا کیاحکم ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگرتم اس دن کے نرخ کے مطابق وصول کرتے ہو بشرطیکہ تم دونوں کے جدا ہونے سے پہلے تمہارے درمیان کوئی چیز باقی نہ رہے یعنی مکمل ادائیگی کی جاچکی ہو۔

توضیح: اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ اگر چاندی کی چاندی سے یاسونے کی سونے سے بیع ہوئی یعنی دونوں طرف ایک ہی جنس ہے تو شرط ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اوراسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو یعنی ہرایک دوسرے کی چیز اپنے فعل سے قبضہ میں لائے اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ فرض کروعقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھ دی اوراس کی چیز لے کر چلاآیا یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع جائز نہ ہوگی بلکہ سود ہوا اور دوسرے مواقع میں قبضہ قرار پاتا ہے۔عالمگیری

بَابُ الزِّيَادَةِ فِي الْوَزْنِ

یہ باب ہے وزن کو زیادہ کرنا

4607أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- الْمَدِينَةَ دَعَا بِمِيزَانٍ فَوَزَنَ لِي وَزَادَنِي.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترازو منگوایا اور آپؐ نے میرے لئے وزن کردیا اور مجھے زیادہ ادائیگی کی۔

4608أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَانِي رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَزَادَنِي.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ادائیگی کی اور زیادہ ادائیگی کی۔

توضیح: ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ اگر بغیر شرط کے خریداری یا قرض دار اپنی

طرف سے قیمت میں زیادہ کرے تو اس کو علماء نے مستحب قرار دیا ہے اور اس کو خفیہ صدقہ سے تعبیر کیا ہے۔

بَاب الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ

یہ باب ہے وزن میں اضافہ کرنا

4609 أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَنَحْنُ بِمِنًى وَوَزَّانٌ يَزِنُ بِالأَجْرِ فَاشْتَرَى مِنَّا سَرَاوِيلَ فَقَالَ لِلْوَزَّانِ »زِنْ وَأَرْجِحْ.«

ترجمہ: سوید بن قیس بیان کرتے ہیں کہ مخرفہ عبدی ہجر سے تعلق رکھنے والا کپڑا لے کر آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت منی میں موجود تھے وزن کرنے والا شخص کسی چیز کی قیمت کا وزن کر رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک شلوار خریدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے سے کہا کہ وزن کرو اور زیادہ دینا۔

4610 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَفْوَانَ قَالَ بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- سَرَاوِيلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ فَأَرْجَحَ لِي.

ترجمہ: حضرت ابوصفوان بیان کرتے ہیں میں نے ہجرت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شلوار فروخت کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سے زیادہ ادائیگی کی تھی۔

4611 أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْمُلاَئِيِّ عَنْ سُفْيَانَ ح وَأَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »الْمِكْيَالُ عَلَى مِكْيَالِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْوَزْنُ عَلَى وَزْنِ أَهْلِ مَكَّةَ .« وَاللَّفْظُ لإِسْحَاقَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات

ارشاد فرمائی ناپنے کے پیمانے میں اہل مدینہ کے مخصوص پیمانے کا اعتبار کیا جائے گا اور وزن کرنے کے پیمانے میں اہل مکہ کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا روایت کے الفاظ اسحاق کے ہیں۔

توضیح: ان احادیث سے مراد یہ ہے کہ خریدار کو سامان بالکل برابر تولنے کے جھکتا ہوا تولا کرو تا کہ اس کے پاس کم سامان نہ جائے اگر برابر تولو گے تو اندیشہ ہے کہ اس کے پاس کم سامان نہ چلا جائے۔

باب بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى

یہ باب ہے اناج کو پورا ناپنے سے پہلے آگے فروخت کرنا

4612 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلاَ يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے اسے آگے اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک پورا ناپ نہیں لیتا۔

4613 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلاَ يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ.«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے وہ اسے اس وقت تک آگے فروخت نہ کرے جب تک اسے اپنے قبضے میں نہ لے۔

4614 أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلاَ يَبِيعُهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ.«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے وہ اسے اس وقت تک آگے فروخت نہ کرے جب تک اسے ناپ نہ لے۔

4615 أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- بِمِثْلِهِ وَالَّذِي قَبْلَهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ.

ترجمہ: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں جب تک وہ اس پر قبضہ نہیں کر لیتا۔

4616 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُسْتَوْفَى الطَّعَامُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے اناج کو ناپ لینے سے پہلے آگے فروخت کیا جائے۔

4617 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلاَ يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ . «قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَحْسَبُ أَنَّ كُلَّ شَىْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے وہ اسے اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک وہ اسے اپنے قبضے میں نہیں لے لیتا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر چیز کا حکم اناج کی مانند ہے۔

4618 أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- » لاَ تَبِعْ طَعَامًا حَتَّى تَشْتَرِيَهُ وَتَسْتَوْفِيَهُ. «

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزامؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اناج کو اس وقت تک آگے فروخت نہ کرو جب تک تم اسے خرید لینے کے

بعد ناپ نہیں لیتے۔

4619أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ ذَلِكَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِصْمَةَ الْجُشَمِيِّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم-.

ترجمہ: یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت حکیم بن حزام کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

4620أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ حِزَامِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ قَالَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ ابْتَعْتُ طَعَامًا مِنْ طَعَامِ الصَّدَقَةِ فَرَبِحْتُ فِيهِ قَبْلَ أَنْ أَقْبِضَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ »لاَ تَبِعْهُ حَتَّى تَقْبِضَهُ.«

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں میں نے صدقے کے اناج میں کچھ اناج خریدا تو میں نے اسے قبضے میں لینے سے پہلے ہی آگے فروخت کر کے اس پر منافع حاصل کر لیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا تم اسے اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک تم اسے اپنے قبضے میں نہیں لیتے۔

توضیح: ان تمام روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ خرید و فروخت میں شریعت اسلامیہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ خریدی ہوئی چیز کو خریدار جب تک بیچنے والے سے مکمل طور پر اپنی تحویل میں یعنی کہ قبضہ میں نہ لے لے دوسرے سے نہ بیچے اور یہ تحویل و تملیک اور قبضہ ہر چیز پر اسی چیز کے حساب سے ہوگا نیز اس سلسلے میں ہر علاقہ کے رسم و رواج کا اعتبار بھی ہوگا کہ وہاں کس چیز پر کیسے قبضہ مانا جاتا ہے البتہ منقولہ چیزوں کے سلسلہ میں شریعت نے ایک اصول برائے مکمل قبضہ بتایا ہے کہ اس چیز کو بیچنے والے کی جگہ سے خریدار اپنی جگہ میں منتقل کر لے یا ناپنے والی چیز کو تول اور اندازہ والی چیز کی جگہ بدل دے۔

اس سلسلہ میں علماء نے کئی حکمتیں بیان کی ہیں:

(۱) قبضہ سے پہلے دھوکہ کا امکان ہوتا ہے، کیوں کہ ممکن ہے کہ بیع بائع کے پاس ہلاک ہو جائے۔

(۲) جب خریدار مبیعہ پر قبضہ کر لے گا تو پھر اس میں بائع کے تصرف کرنے کا امکان ختم ہو جائے گا ورنہ ہو سکتا ہے کہ فروخت کرنے کے بقدر بائع کو کوئی زیادہ قیمت دینے والا گاہک مل جائے تو وہ خریدار

کو بیع پر قبضہ نہ کرنے دے بلکہ فسخ کردے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا اشْتُرِيَ مِنَ الطَّعَامِ بِكَيْلٍ حَتَّى يُسْتَوْفَى

یہ باب ہے کہ آدمی نے جو اناج ناپ کر خریدا ہوا اسے پوری طرح ناپنے سے پہلے آگے فروخت کرنے کی ممانعت

4621 أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی نے جو اناج خریدا ہوا سے پورا ناپنے سے پہلے آگے فروخت کرے۔

توضیح: ائمہ کرام اس امر پر متفق ہیں کہ کسی چیز کے بیع کر لینے کے بعد اور اس پر قبضہ کر لینے سے پہلے اسے فروخت کرنا جائز نہیں بشرطیکہ اس کا تعلق ناپ و وزن اور گنتی سے ہو اسی طرح جو چیزیں اس کے علاوہ ہیں ان کا بھی صحیح اور راجح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ مزید تشریح ان شاء اللہ آگے احادیث میں ہم ذکر کریں گے۔

بَابُ بَيْعِ مَا يُشْتَرَى مِنَ الطَّعَامِ جُزَافًا قَبْلَ أَنْ يُنْقَلَ مِنْ مَكَانِهِ

یہ باب ہے کہ جو اناج اندازے کے تحت خریدا گیا ہوا سے اس کی جگہ

سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے فروخت کرنا

4622 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَا فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم اناج کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے تو آپؐ ہماری طرف کسی شخص کو بھیج دیتے تھے جو ہمیں یہ ہدایت کرتا تھا کہ ہم نے جس جگہ سے وہ اناج خریدا ہے اسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کردیں جو پہلی جگہ کے علاوہ ہو یعنی ہم اسے آگے فروخت کرنے سے پہلے ایسا کریں۔

4623 أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْتَاعُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي أَعْلَى السُّوقِ جُزَافًا فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بازار کے بالائی حصہ میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے جو اندازے کے تحت ہوتی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا وہ اس اناج کی مخصوص جگہ سے اسی جگہ منتقل کرنے سے پہلے اسے آگے فروخت کریں۔

4624 أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مِنَ الرُّكْبَانِ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَبِيعُوا فِي مَكَانِهِمُ الَّذِي ابْتَاعُوا فِيهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ إِلَى سُوقِ الطَّعَامِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

میں سواروں سے اناج کا لین دین کیا کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع کیا جو اناج کے بازار تک منتقل کرنے سے پہلے اسے فروخت کریں۔

4625أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- إِذَا اشْتَرَوُا الطَّعَامَ جُزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُئْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

ترجمہ: سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میں نے دیکھا کی لوگوں کی اس بات پر پٹائی کی جاتی تھی کہ جب انہوں نے اندازے کے تحت کوئی اناج خریدا ہو تو اسے اپنی مخصوص جگہ پر منتقل کرنے سے پہلے آگے فروخت کر دیا ہے۔

توضیح: جیسا کہ ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں کہ ائمہ کرام اس امر پر متفق ہیں کہ کسی چیز کی بیع کر لینے کے بعد اور اس پر قبضہ کر لینے سے پہلے اسے فروخت کرنا جائز نہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے اناج خریدا وہ اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک اس کا وزن کر کے اسے پورا حاصل نہ کرلے۔ایک روایت میں ہے حتی یقبضه یہاں تک اسے اپنے قبضہ میں کرلے ایک روایت میں ہے حتی تکتاله یہاں تک کہ اس کو کیل نہ کرلے۔

ابوداؤد نے یوں روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ میں جہاں سے سامان خریدا ہے وہیں پر سامان بیچنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ تاجر اپنا سودا اپنے اپنے گھروں میں اٹھا کر لے جائیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خریدی ہوئی چیز کو قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنے کی نہی کی وجہ غالباً یہ معلوم ہوتی ہے کہ مشتری اس چیز کو قبضے میں لینے سے عاجز اور بے بس ہے ہوسکتا ہے بائع فروخت شدہ چیز کو اس کے حوالے کرے اور ہوسکتا ہے کہ نہ کرے خاص طور پر جب وہ دیکھ رہا ہو کہ خریدار کو خوب نفع حاصل ہو رہا ہے تو بائع بیع کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا خواہ انکار کرے یا بیع فسخ کے لئے کوئی حیلہ کرے اس کی تائید اس مسئلہ سے بھی ہوتی ہے کہ آدمی جس چیز کے نقصان کا ذمہ دار نہ ہو اس کا نفع بھی نہیں لے سکتا۔ چناں چہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس امر کی پابندی کرے جب وہ کوئی چیز خریدے تو اس وقت تک اسے فروخت نہ کرے جب تک مکمل طور پر اس پر قبضہ حاصل نہ کرے بہت سے تاجر حضرات اس معاملہ میں سستی کر جاتے ہیں یا

انہیں اس مسئلہ کا علم نہیں ہوتا کہ عموماً لوگ سامان خریدتے ہیں اور اس کا مکمل قبضہ لئے بغیر آگے فروخت کر دیتے ہیں مثلاً جہاں سامان خریدا وہیں بوریوں پیکٹوں یا ڈبوں کی گنتی کر لی پھر گئے اور کسی کے یہاں اسے فروخت کر دیا حالاں کہ اس کا صحیح طریقہ پر قبضہ ہوا ہی نہیں تھا جس کی وجہ سے مشتری کے لئے اسے فروخت کرنا جائز نہ تھا۔ اگر آپ کہیں کہ صحیح قبضہ لینے کی وہ کون سی صورت ہے جس میں مشتری کے لئے خریدی ہوئی اشیاء میں تصرف کرنا جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کے قبضہ کی صورت اس کے نوعیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے لہٰذا قبضہ کے لئے مناسب صورت کو اختیار کیا جائے اگر وہ چیز گنتی والی ہے تو اس پر قبضہ گنتی سے ہوگا اگر وہ ناپ و پیمائش والی ہے تو اس پر قبضہ ناپ و پیمائش سے ہوگا علاوہ ازیں مشتری اسے اپنی جگہ میں منتقل اور محفوظ بھی کرے گا اگر وہ کپڑے جانور یا گاڑیاں ہیں تو مشتری انہیں اپنے ہاں منتقل کرے گا اگر فروخت شدہ چیز ہاتھ میں پکڑی جاسکتی ہے مثلاً کتابیں وغیرہ اسے جب ہاتھ میں لے گا تو صحیح قبضہ ہوگا اگر فروخت شدہ چیز دوسری جگہ منتقل نہ ہوسکے جیسے مکانات زمین وغیرہ تو اس کا قبضہ ایسے ہوگا کہ مشتری کے زمین پر کنٹرول سنبھالنے اور مالک کی طرح تصرف کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اسی طرح مکان ہو تو اس کی چابی حاصل کرنے اور اس کا دروازہ کھولنے سے قبضہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۴۶۲۳ میں ایک لفظ جزافاً ہے اس کے معنی ہیں کہ جس کا کیل یا وزن متعین نہ ہو اس کو جزافا کہا جاتا ہے لوگ اس کو ویسے ہی ایک ڈھیر کا سودا کر لیا کرتے تھے اور پھر اسے ویسے ہی تولے بغیر اور قبضہ میں لئے بغیر ڈھیری کی شکل میں فروخت کر دیا کرتے تھے اس کو بعض افراد نے تو جائز قرار دیا ہے لیکن حدیث کے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ غلہ ناپ تول کر لیا جائے ڈھیری کی شکل میں اسے قبضے میں لئے بغیر ناپ تول کے بغیر بیچنا جائز نہیں اور ڈھیر کا قبضہ یہی ہے کہ اس کو دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَشْتَرِي الطَّعَامَ إِلَى أَجَلٍ وَيَسْتَرْهِنُ الْبَائِعَ مِنْهُ بِالثَّمَنِ رَهْنًا

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص ایک متعین مدت کے بعد ادائیگی کی شرط

پر کوئی اناج خریدتا ہے اور فروخت کرنے والا قیمت کی جگہ کوئی چیز رہن کے طور پر اسے لے کر رکھ لیتا ہے

4626أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

ترجمہ: سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مخصوص مدت کے بعد ادائیگی کی شرط پر ایک یہودی سے اناج خریدا تھا اور آپؐ نے اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھوادی تھی۔

تشریح: آگے والی حدیث میں آ رہی ہے۔

بابُ الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ

حضر کے دوران رہن رکھنا

4627أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ مَشَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ. قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ دِرْعًا لَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِالْمَدِينَةِ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لأَهْلِهِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ جو کی روٹی اور ایسی چربی لے کر آئے جس کی بو تبدیل ہو چکی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھوائی ہوئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنے اہل خانہ کے لئے جو ادھار لئے تھے۔

توضیح: رھن کے لغوی معنی: ہیں گروی رکھنا اس کی جمع رھان آتی ہے۔

رھن کے اصطلاحی معنی: اصطلاح شرح میں اس کا معنی ہے دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کل یا جزء وصول کرنا ممکن ہو رہن میں رکھی ہوئی چیز کو مرھون رہن رکھنے والے کو راہن اور جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی جائے اس کو مرتہن کہتے ہیں

عقد رہن بالا جماع جائز ہے۔

لغت میں رہن کا معنی ہے کسی چیز کو روک لینا اللہ نے فرمایا **کل نفس بما کسبت رھینة** ہر شخص اپنے اعمال سے وابستہ ہے اصطلاح شریعت میں رہن ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کو کوئی شخص اپنے حق کے عوض جائز طور پر روک لے تا کہ اس سے اپنا حق وصول کر سکے چوں کہ روک لینا لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں لغوی معنی ملحوظ رہتے ہیں اس لئے عقد رہن ایک عقد لازم ہے گروی کرنے والا جب تک گروی رکھنے والے کے ایک درہم کا بھی قرض دار رہے گا اپنی چیز واپس لینے کا مستحق نہیں ہوگا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ گروی رہن کا شرعی حکم یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے کسی قرض کے مقابلے میں رہن لینا دینا درست ہے لیکن رہن میں رکھی جانے والی چیز کی حیثیت محض ضمانت کی ہوتی ہے اور رہن رکھی ہوئی چیز اس کے اصل مالک ہی کی ملکیت میں رہتی ہے اور مرتہن جس کے پاس چیز گروی رکھی ہو اس کے لئے شرعاً اس کے استعمال اور اس سے نفع کمانے کی اجازت نہیں ہوگی اگر رہن میں رکھی ہوئی چیز کو مرتہن نے استعمال کر لیا یا زیادہ قیمت میں فروخت کیا تو اس چیز سے نفع حاصل کرنا سود کے زمرے میں آئے گا کیوں کہ رہن قرض کے بدلے ہوتا ہے اور قرض دے کر مقروض سے نفع حاصل کرنا سود ہے لہٰذا صورت مسئلہ میں پہلی صورت میں اگر مقروض نے بروقت قرض ادا نہیں کیا اور گروی رکھی ہوئی چیز اس قرض کے بدلے بیچنا پڑا تو اگر وہ اس قرض کے مقدار سے زیادہ میں بک گیا تو مرتہن جس کے پاس چیز گروی رکھی ہو اس کے لئے اسے صرف اپنے قرض کے بعد رقم لینا جائز ہے باقی قرض سے زیادہ رقم اصل مالک کی ہوگی قرض سے زائد لینا مرتہن کے لئے جائز نہیں ہے اسی طرح گروی رکھی ہوئی چیز اس کے مالک پر زیادہ قیمت میں فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (شامی)

رھن کے ارکان: رہن کے تین ارکان ہیں:

(۱) فریقین یعنی راہن اور مرتہن شئی مرہونہ کے مالک یا رہن کرنے والے کو راہن کہتے ہیں اور مرتہن جو رہن رکھ کر قرض دے۔

(۲) اشیاء معاملہ اس میں دو چیزیں شامل ہیں ایک تو شی مرہونہ رہن رکھی ہوئی چیز اور دوسرے وہ رقم قرض جو رہن کے مقابلہ میں دی گئی الفاظ معاملہ جو لین دین کے لئے استعمال کئے جائیں۔

(۳) معاملہ رہن کے درست ہونے کی اہم ترین شرط یہ ہے کہ راہن اور مرتہن دونوں معاملہ بیع کی اہلیت رکھتے ہوں یعنی کوئی مجنون و دیوانہ یا بے شعور یا نابالغ لڑکا نہ ہو انکا معاملہ رہن درست نہیں۔

حافظ ابن کثیر شافعیؒ لکھتے ہیں کہ یعنی بحالت سفر اگر ادھار کا لین دین ہو اور کوئی لکھنے والا نہ ملے

یا ملے مگر قلم دوات یا کاغذ نہ ہو تو رہن رکھ لیا کرو اور جس چیز کو رہن رکھنا ہو اسے حقدار کے قبضے میں دیدو مقبوضہ یعنی قرآن کی آیت البقرۃ: ۲۸۳ میں جو مقبوضہ ہے اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ رہن جب تک قبضہ میں نہ آ جائے لازم نہیں ہوتا جیسا کہ امام شافعی اور جمہور کا مذہب ہے اور دوسری جماعت نے استدلال کیا ہے کہ رہن کا مرتہن کے ہاتھ میں مقبوض ہونا ضروری ہے امام احمد اور دوسری جماعت میں یہی منقول ہے ایک اور جماعت کا قول ہے کہ رہن صرف میں ہی مشروع ہے جیسے حضرت مجاہد وغیرہ لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت فوت ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ مدینے کے ایک یہودی کے پاس تیس وسق جو کے بدلے گروی تھی جو آپؐ نے اپنے گھر والوں کے کھانے کیلئے لئے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایجاب وقبول سے رہن منعقد ہو جاتی ہے اور یہ قبضہ سے مکمل ہو جاتی ہے جب کہ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ رہن کا رکن صرف ایجاب ہے کیوں کہ یہ احسان کا عقد ہے پس یہ احسان سے مکمل ہو جائے گا جس طرح صدقہ اور ہبہ میں ہوتا ہے جب کہ قبضہ لازم ہونے کی شرط ہے۔

حضرت امام مالکؒ نے کہا ہے کہ رہن محض عقد کرنے سے لازم ہو جاتا ہے کیوں کہ دونوں جانب سے مال کو خاص کرنا ہے پس یہ بیع کی طرح ہو جائے گا اور یہ بھی دلیل ہے کہ اس کی وجہ سے عقد میں مضبوطی کا ہونا ہے تو یہ کفالہ کے مشابہ ہو جائے گا۔

عقد رہن ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً مدیون نے کہا کہ تمہارا جو کچھ میرے ذمہ ہے اس کے مقابلے میں یہ چیز تمہارے پاس رہن رکھی یا یہ کہے کہ اس چیز کو رہن رکھ لو دوسرا کہے میں نے قبول کیا بغیر ایجاب وقبول کے الفاظ بولنے کے بعد بھی بطور تعاطی سے ہو جاتی ہے۔ (فتاوی شامی)

بَاب بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَ الْبَائِعِ

یہ باب ہے کہ جو چیز فروخت کنندہ کے پاس نہ ہو اسے فروخت کرنا

4628 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »لاَ يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ وَلاَ شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَلاَ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ .«

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو

بن العاص ؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشادفرمائی ہے سلف اور سودا جائز نہیں ہے ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنا جائز نہیں ہے جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

4629أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ - قَالَ عُثْمَانُ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَيْفٍ - عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- «لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ بَيْعٌ فِيمَا لاَ يَمْلِكُ

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشادفرمائی ہے آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اسے فروخت کرنا آدمی کے لئے جائز نہیں ہے۔

4630- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي أَبِيعُهُ مِنْهُ ثُمَّ أَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ. قَالَ «لاَ تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام ؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کسی ایسی چیز کو فروخت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے تو کیا میں اس کو وہ چیز فروخت کروں جو ہمارے نبی ؐ نے فرمایا جو چیز تمہارے پاس نہ ہو فروخت نہ کرو۔

توضیح: ان احادیثوں کی فقہاء کرام نے چند تفسیریں کی ہیں۔

پہلی تفسیر: قاضی شوکانی نیل الاوطارص: ۱۶۴ ج:۵ میں مالیس عندك کا معنی بیان کرتے ہیں یعنی اس چیز کی بیع جو تیری ملکیت میں نہ ہو جیسا کہ بھگوڑے غلام کی بیع جس کا ٹھکانہ معلوم نہ ہو یا وہ ایسے آدمی کے قبضہ میں ہو جس سے لے کر مشتری کے حوالے کرنے کی بائع کی ہمت نہ ہو اسی طرح بھاگا ہوا پرندہ جس کے لوٹ آنے کا احتمال نہ ہو اس کی بیع کرنا وغیرہ۔

دوسری تفسیر: جو کہ ترمذی میں بھی ہے حضرت حکیم بن حزام کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کہ میرے پاس کوئی آدمی آتا ہے اور ایسی چیز کا سودا کرتا ہے جو میرے پاس نہیں تو کیا میں بازار سے وہ چیز اس کو لا کر دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مت بیچو ایسی چیز جو تمہارے پاس نہ ہو۔ امیر یمانی سبل السلام ج:۳، ص:۱۰ میں فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ کسی چیز کا مالک بننے سے پہلے اس چیز کی بیع درست نہیں۔

تحفۃ الاحوذی ص:۲۳۷، ج:۲ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ترمذی ص:۶۶۴ میں ہے کہ جس چیز پر ابھی تک مشتری نے قبضہ نہیں کیا تو اگر اس کو بیچے گا تو وہ بھی اسی طرح مالیس عند میں داخل ہے۔

بَاب السَّلَمِ فِي الطَّعَامِ

یہ باب ہے کہ اناج میں بیع سلف کرنا

4631 أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى عَنِ السَّلَفِ قَالَ كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ إِلَى قَوْمٍ لاَ أَدْرِي أَعِنْدَهُمْ أَمْ لاَ. وَابْنُ أَبْزَى قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ.

ترجمه: عبداللہ بن ابومجالد بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن اَوفیٰ سے بیع سلف کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں گندم جو اور کھجوروں کے سودے میں بیع سلف کرتے رہے ہیں اور ایسے لوگوں کے ساتھ کیا کرتے تھے جن کے بارے میں ہمیں یہ پتا ہی نہیں تھا کہ کیا ان کے پاس یہ چیزیں ہیں یا نہیں ہیں۔

سلم کے لغوی و اصطلاحی معنی

سلم کے لغوی معنی ہیں تسلیم یعنی سپرد کرنا سونپنا۔

شریعت میں سلم یہ ہے کہ قیمت فی الحال دی جائے چیز ادھار ہو یہ تجارت ساتھ آٹھ شرطوں کے ساتھ جائز ہے چوں کہ اس بیع میں قیمت فوراً سپرد کی جاتی ہے اس لئے سلم کہلاتی ہے اور اسے بیع سلف یعنی ادھار کی بیع بھی کہتے ہیں کہ مال مبیع اس میں ادھار ہوتا ہے بیع سلم کا ثبوت قرآن پاک سے بھی ہے، اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ۔

بیع سلم کی چند شرطیں جن کا لحاظ ضروری ہے:

(۱) عقد میں شرط خیار نہ ہو دونوں کے لئے نہ کہ ایک کے لئے۔

(۲) عقد میں شرط خیار کا بیان کہ روپیہ ہے یا نوٹ۔

(۳) اس کی نوع کا بیان یعنی مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپے ہوں تو بیان کرنا ہوگا کی کس قسم کے روپئے ہیں۔

(۴) بیان وصف اگر کھرے کھوٹے کئی طرح کے ہوں تو اسے بھی بیان کرنا ہوگا۔

(۵) راس المال کی مقدار کا بیان یعنی اگر تعلق عقد اس کے مقدار کے ساتھ ہو تو مقدار کا بیان کرنا ضروری ہے فقط اشارہ کرکے بتانا کافی نہیں کہ ان روپیوں کے بدلے میں سلم کرتا ہوں بتانا بھی پڑے گا کہ یہ سو ہیں۔

اور اگر عقد کا تعلق اس کے مقدار سے نہ ہو مثلاً راس المال کپڑے کا تھان یا عددی متفاوت ہو تو اس کی گنتی بتانے کی ضرورت نہیں اشارہ کرکے معین کر دینا کافی ہے اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور راس المال مکیل یا موزون ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کرکے ظاہر کرنا ہوگا اور مکیل موزون نہ ہو تو تفصیل کی حاجت نہیں اور اگر راس المال دو مختلف چیزیں ہوں مثلاً کچھ روپئے ہیں کچھ نوٹ ہیں تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضروری ہے ایک کی بیان کردی ایک کی نہیں تو دونوں میں سلم صحیح نہیں۔

رب السلم: بیع سلم میں خریدار کو رب السلم کہتے ہیں۔

مسلم الیہ: بیع سلم میں چیز بیچنے والے کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔

مسلم فیہ: جس چیز پر عقد سلم ہو اس کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔

مبیع: بیچی جانے والی چیز۔

رأس المال: بیع سلم میں ثمن کو راس المال کہتے ہیں (ماخوذ الدر المختار ج:۷، ص:۴۷۹)

مسلم فیہ سے متعلق دس شرطیں ہیں:

(۱) جنس کو بیان کرنا مثلاً یہ واضح کر دینا کہ مسلم فیہ گیہوں ہے یا جو ہے یا چنا ہے۔

(۲) نوع کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ گیہوں فلاں قسم کے ہیں فلاں جگہ کے ہیں۔

(۳) صفت کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ گیہوں اچھے ہیں یا خراب۔

(۴) مسلم کی مقدار کو بیان کرنا کہ ایک من ہیں یا دو من۔

(۵) مسلم فیہ کا وزنی یا کیلی یا ذرعی یا عددی ہونا کہ من کا اندازہ ہو سکے۔

(۶) مدت کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ یہ چیز اتنی مدت کے بعد مثلاً ایک مہینہ یا دو مہینہ یا چار

مہینہ میں لیں گے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ کم سے کم مدت ایک مہینہ ہونی چاہئے۔

(۷) مسلم فیہ کا موقوف و معدوم نہ ہونا یعنی یہ ضروری ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت سے ادائیگی کے وقت بازار میں برابر مل سکے تاکہ معدوم کی بیع لازم نہ آئے۔

(۸) بیع سلم کا معاملہ بغیر شرط خیار کے طے ہونا یعنی اس بیع میں خیار بیع کو برقرار رکھنے یا فسخ کردینے کے اختیار کی شرط نہیں ہونی چاہئے۔

(۹) اگر مسلم فیہ ایسی وزن دار چیز ہے جس کی بار برداری دینا پڑے تو اس کے دینے کی جگہ کو متعین کرنا یعنی یہ واضح کردینا کہ میں یہ چیز فلاں جگہ یا فلاں مقام پر دوں گا۔

(۱۰) مسلم فیہ کا ایسی چیز ہونا جو جنس نوع اور صفت بیان کرنے سے متعین و معلوم ہوجاتی ہو جو چیز ایسی ہو کہ جنس نوع اور صفت بیان کرنے سے معلوم و متعین نہ ہوتی ہو جیسے حیوان یا بعض قسم کے کپڑے تو اس میں بیع سلم جائز نہیں۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں وارد ہوئے دراں حالیکہ لوگ کھجوروں میں سال دوسال کے لئے قرض دیتے تھے یعنی بیع سلم کرتے تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چھوہاروں کی بیع سلم کرے اسے چاہئے کہ معلوم پیمانوں سے اور معلوم وزن سے کرے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزوں میں بیع سلم کی اجازت دی ہے۔
ایک مکیلی چیزوں میں پیمانے اور وزنی چیزوں میں وزن متعین ہونا چاہئے اور مبیع کی مقدار بھی متعین ہونا چاہئے جیسا کہ اوپر گذرا۔ (بخاری)

بَابُ السَّلَمِ فِي الزَّبِيبِ

یہ باب ہے کشمش میں بیع سلم کرنے کے بیان میں

4632 أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ - وَقَالَ مَرَّةً عَبْدُ اللهِ وَقَالَ مَرَّةً مُحَمَّدٌ - قَالَ تَمَارَى أَبُو بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ فِي السَّلَمِ فَأَرْسَلُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا نُسْلِمُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وَعَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى عَهْدِ عُمَرَ فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ إِلَى قَوْمٍ مَا نُرَى

عِنْدَهُمْ. وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزَى فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ.

ترجمہ: ابن ابومجالد بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ابوبردہ اور عبداللہ بن شداد کے درمیان بیع سلم کے بارے میں بحث ہوگئی تو ان حضرات نے مجھے حضرت عبداللہ بن ابواوفی کی خدمت میں بھیجا میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں گندم جو کشمش اور کھجوروں میں ان لوگوں کے ساتھ بیع سلم کرتے رہے ہیں جن کے بارے میں ہمیں یہ نہیں پتہ تھا کہ ان کے پاس یہ چیزیں ہوں گی۔ روای بیان کرتے ہیں میں نے ابن ابزی سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی اسی کے مانند جواب دیا۔

باب السَّلَفِ فِى الثِّمَارِ

یہ باب ہے پھلوں میں بیع سلف کرنے کا بیان

4633 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلاَثَ فَنَهَاهُمْ وَقَالَ «مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ.»

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ لوگ دو دو تین تین سال تک کھجوروں میں بیع سلف کیا کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو بیع سلف کرنی ہو وہ ناپی ہوئی متعین مقدار یا وزن کی ہوئی متعین مقدار کے عوض میں متعین مدت تک کے لئے بیع کرے۔

توضیح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے دیکھا کہ مدینہ کے باشندے جو کھیتیوں اور باغات کے مالک تھے بیع سلم کیا کرتے تھے بایں طور کہ وہ قیمت کو پہلے ہی ادا کرتے تھے اور پھلوں کی ادائیگی کو ایک سال یا دو سال یا تین سال تک مؤخر رکھتے تھے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس معاملے کی اجازت نہیں دی۔

کیوں کہ بائع اس میں ایسی چیز فروخت کرتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہوتی اور یہ صورت غرر تک لے جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کچھ احکامات کی وضاحت فرمادی جو لوگوں کو لڑائی جھگڑوں سے بچاتے ہیں جو بعض اوقات مدت کے لمبا ہونے کی وجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں آپؐ نے فرمایا جو کسی شئی میں بیع سلف کرے اسے چاہئے کہ وہ شرعی طور پر معروف کیل اور وزن کے آلات کے ذریعہ اس کی مقدار کا پوری طرح تعین کرے اور اسے ایک مقررہ مدت تک رکھے تا کہ اس کی مقدار اور مدت معلوم ہونے کی وجہ سے لڑائی جھگڑا کا احتمال نہ رہے اور خریدار اپنا حق پوری طرح وصول کرلے۔

بَابُ اسْتِسْلَافِ الْحَيَوَانِ وَاسْتِقْرَاضِهِ

یہ باب ہے جانور میں بیع سلف کرنا اسے قرض کے طور پر حاصل کرنا

4634 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ بَكْرَهُ فَقَالَ لِرَجُلٍ » انْطَلِقْ فَابْتَعْ لَهُ بَكْرًا . «فَأَتَاهُ فَقَالَ مَا أَصَبْتُ إِلاَّ بَكْرًا رَبَاعِيًا خِيَارًا. فَقَالَ »أَعْطِهِ فَإِنَّ خَيْرَ الْمُسْلِمِينَ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً .«

ترجمہ: حضرت ابورافعؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جوان اونٹ ادھار لیا وہ شخص آپ کے پاس آیا اور اپنے اونٹ کا آپؐ سے تقاضا کیا تو آپ نے اپنے پاس موجود ایک شخص سے کہا تم جاؤ اسے ایک جوان اونٹ خرید کردے دو تو وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا مجھے اس کے جوان اونٹ سے زیادہ اچھی قسم کا اونٹ مل رہا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم وہی اسے دے دو کیوں کہ مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہوتا ہے جو زیادہ بہتر طور پر قرض ادا کرتا ہے۔

4635 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ

-صلى الله عليه وسلم- سِنٌّ مِنَ الإِبِلِ فَجَاءَ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ »أَعْطُوهُ .« فَلَمْ يَجِدُوا إِلاَّ سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ قَالَ »أَعْطُوهُ .«فَقَالَ أَوْفَيْتَنِى. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم- »إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اونٹ لیتا تھا وہ آپ کے پاس آیا اور اس کا تقاضہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کچھ دے دو لوگوں کو ایک ایسا اونٹ ملا جو اس کے اونٹ سے زیادہ بہتر تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے وہی دے دو اس شخص نے کہا کہ مجھے آپؐ نے مکمل ادائیگی کی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہوتے ہیں جو قرض اچھے طریقے سے ادا کرتے ہیں۔

4636أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ هَانِئٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم- بَكْرًا فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ »أَجَلْ لاَ أَقْضِيكَهَا إِلاَّ نَجِيبَةً .«فَقَضَانِى فَأَحْسَنَ قَضَائِى وَجَاءَهُ أَعْرَابِىٌّ يَتَقَاضَاهُ سِنَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم- » أَعْطُوهُ سِنًّا .«فَأَعْطَوْهُ يَوْمَئِذٍ جَمَلاً فَقَالَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ سِنِّى. فَقَالَ » خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ قَضَاءً .«

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ فروخت کیا پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ اس کا تقاضا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے ہم تمہیں اس سے بہتر قسم کا اونٹ قرض کی واپسی کے طور پر ادا کریں گے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ ادا کر دیا اور اچھے طریقے سے ادا کیا پھر ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے اپنے اونٹ کا تقاضا کرنے لگا تو نبیؐ نے ارشاد فرمایا اسے اچھے قسم کا اونٹ دو ہم لوگوں نے اسے اس سے بھی اچھی قسم کا اونٹ دے دیا وہ شخص بولا یہ میرے اونٹ کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے تو نبیؐ نے ارشاد فرمایا تم میں بہتر لوگ وہ ہوتے ہیں جو بہتر طریقے سے قرض ادا کرتے ہیں۔

توضیح: سب سے پہلے ہم جانوروں میں بیع سلف کرنے کا مسئلہ حل کرتے ہیں کہ کیا

جانوروں میں بیع سلم جائز ہے عام طور پر ہمارے معاشرے میں خاص طور پر عیدالاضحیٰ کے موقع پر اکثر وبیشتر دیہاتوں میں خریداری ایسے ہی کرتے ہیں بیع سلم کی طرح تو کیا جانوروں میں بیع سلم جائز ہے۔تو جان لیں کہ سلم کس کو کہتے ہیں سلم کہتے ہیں مجلس عقد میں نقد رقم دے کر کوئی چیز ادھار خریدنا یعنی خریدار فروخت کرنے والے کو ابتدا میں پوری رقم دے اور ایک مدت کے بعد فروخت کرنے والا اس کو وہ چیز لاکر دے دے بیع سلم کے صحیح ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کالحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) جو چیز خرید رہا ہے اس کی جنس معلوم ہو کہ وہ کیا چیز ہے گندم ہے یا جو وغیرہ۔

(۲) نوع معلوم ہو کہ وہ کس قسم کی ہے۔

(۳) صفت معلوم ہو کہ اس کی کوالٹی کیسی ہے۔

(۴) مقدار معلوم ہو۔

(۵) قیمت معلوم و متعین ہو۔

(٦) اس چیز کی مکمل قیمت عقد بیع کی مجلس میں فروخت کرنے والے کے سپرد کی جائے۔

(۷) وہ چیز کس جگہ خریدار کے سپرد کی جائے گی وہ جگہ بھی متعین ہو۔

(۸) اس چیز کی ادائیگی کی مدت معلوم ہو کہ خریدار کو وہ چیز کب حوالے کی جائے گی۔

(۹) وہ چیز نایاب نہ ہو یعنی اس چیز کا بازار میں یا علاقہ میں پوری مدت یعنی عقد کے وقت سے حوالہ کرنے کی مدت تک کے زمانہ میں کہیں نہ کہیں دستیاب ہونا ضروری ہے۔

اگر مذکورہ شرطوں میں سے کوئی بھی شرط نہیں پائی گئی تو اس طرح کی بیع شرعاً فاسد ہوگی چوں کہ جانوروں میں ان تمام شرائط کی رعایت ممکن نہیں ہے اس لئے کہ ان میں تفاوت بہت زیادہ ہوتا ہے لہٰذا جانوروں میں بیع سلم درست نہیں ہے بقرعید کے موقع پر جانوروں کی خریداری کی یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ مال منگوارنے کا آرڈر کردیا جائے اور بیع کا وعدہ کرلیا جائے اور آرڈر کرنے میں کچھ رقم پیشگی بھی دی جاسکتی ہے اوراس کے بعد جب مال آجائے تو اس وقت باقاعدہ خریداری کا معاملہ کرلیا جائے۔(فتاوی ہندیہ ۱۸۰/۳)

جانوروں میں بیع سلم یا ادھار معاملہ کرنے کا بیان

ایک شخص نے اونٹ کے بچے میں بیع سلم کی وہ شخص اپنے نوجوان اونٹ کا تقاضہ کرتا ہوا آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہا جاؤ اس کے لئے نوجوان اونٹ خریدو اس دیہاتی نے آپ کے پاس آکر کہا مجھے تو جو ساتویں برس میں لگ چکا ہے نوجوان اونٹ کے کوئی نہیں ملا آپ ؐ نے فرمایا

اسے وہی دے دو، اس لئے کہ بہترین مسلمان وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساکین کو دینے کے لئے اونٹ قرض لئے تھے جن میں سے چھوٹا اونٹ بھی تھا پھر یہ قرضہ صدقہ والے اونٹوں سے ادا کر دیا معلوم ہوا کہ خرید وفروخت الگ چیز ہے اور قرض لینا الگ چیز ہے۔

(۲) اکثر علماء کے نزدیک صدقہ زکوٰۃ اپنے وقت سے پہلے ادا کرنا جائز ہے۔

(۳) حیوانوں کی خرید فروخت نقد ہو یا قرض دونوں طرح جائز ہے بشرطیکہ آسانی سے کوئی قرض دینے والا مل جائے اور اپنے پاس بعد میں ادا کرنے کی وسعت ہو اگر وسعت نہ ہو تو پھر جائز نہیں۔

(۴) اگر کوئی شخص کسی آدمی سے بغیر کسی شرط کے قرض لے اور بعد میں قرض ادا کرے اور اس کے ساتھ اپنی خوشی سے کچھ زیادہ تحفہ کے طور پر دے دے تو یہ جائز ہے ہاں اگر قرض لیتے وقت کوئی ایسی شرط لگائی جائے کہ میں تم کو بڑھا کر دوں گا تو یہ ربو ہے جو حرام ہے۔

اوران احادیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب قرض کی ادائیگی کا وقت آ جائے تو قرض خواہ واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر ضرورت مندوں محتاجوں کے لئے قرض لیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی اور اطاعت کے امور میں تعاون کی خاطر قرض اٹھانا جائز ہے۔

باب بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً

یہ باب ہے حیوان کی بیع حیوان کے ساتھ ادھار

4637 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالُوا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

ترجمہ: حضرت سمرہؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کے عوض میں جانور کو ادھار فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: حنفیہ کے نزدیک حیوان کی بیع سلم جائز نہیں ہے کیوں کہ اس کے افراد بہت زیادہ متفاوت ہوتے ہیں۔

اور امام شافعیؒ کے نزدیک حیوان کی بیع سلم بھی جائز ہے کیوں کہ ان کے نزدیک حیوان کی حیوان کے ساتھ بیع میں ایک عوض ادھار ہوسکتا ہے اور بیع سلم میں بھی ایک عوض ادھار ہوتا ہے پس یہ بیع جائز ہے۔ مگر حضرت نے یہ بات پیش نظر نہیں رکھی کہ حیوان کی پوری طرح تعین ممکن نہیں۔ پس بوقت تسلیم جھگڑا ہوسکتا ہے۔ بقیہ تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔

باب بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ يَدًا بِيَدٍ مُتَفَاضِلاً

یہ باب ہے کہ جانور کے عوض میں جانور کو سودا کرتے وقت نقد ادائیگی کرنا جب کہ دونوں طرف میں سے ایک طرف اضافی ادائیگی ہو

4638 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَلَى الْهِجْرَةِ وَلاَ يَشْعُرُ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- »بِعْنِيهِ«. فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام آیا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ہجرت کرنے کی بیعت کرلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں پتا تھا کہ وہ غلام ہے یا اس کا آقا اسے تلاش کرتے ہوئے آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے مجھے فروخت کردو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں اسے خرید لیا اس کے بعد آپؐ جب بھی کسی سے بیعت لیتے تھے تو اس سے پوچھ لیتے تھے کہ کیا وہ غلام ہے۔

توضیح: حیوان کو حیوان کے بدلے خواہ ہم جنس ہوں یا خلاف جنس کمی بیشی کے ساتھ بیچنا

بالاجماع جائز ہے البتہ ادھار بیچنا جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور تفاضل کے ساتھ بیع اس لئے جائز ہے کہ حیوان اموال ربویہ میں سے نہیں اموال ربویہ صرف وہ چیزیں ہیں جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتی ہیں مثلاً گندم تیل وغیرہ اور جو چیزیں گن کر فروخت کی جاتی ہیں جیسے کہ کیلے انڈے وغیرہ ربوی نہیں ان میں کمی بیشی جائز ہے البتہ جہاں کیلے تول کر فروخت ہوں وہاں وہ ربوی اجناس میں شمار ہوں گے اور ہم جنس کے ساتھ بیع کی صورت میں کمی بیشی جائز نہ ہوگی اور جانور چوں کہ گن کر بیچے جاتے ہیں اس لئے ان میں کمی بیشی جائز ہے ایک بکرا دو بکروں کے عوض بیچنا جائز ہے یہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعض جانور تول کر بیچا جاتا ہے جیسے مرغیاں تول کر فروخت ہوتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تولنا تقدیر ثمن کے لئے ہوتا ہے حقیقتاً تولنا مقصود نہیں ہوتا ایک ساتھ سینکڑوں مرغیوں کا سودا ہوتا ہے پس ہر مرغی کا الگ الگ ثمن طے کرنا مشکل امر ہے اس لئے تول کر مالیت کا اندازہ کرتے ہیں لیکن اگر کسی جگہ حقیقتاً تولنا ہی مقصود ہو تو تقدیر ثمن مقصود نہ ہو تو پھر انکا شمار بھی ربوی اجناس میں ہوگا اور ہم جنس کے ساتھ کی صورت میں تفاضل جائز نہ ہوگا بلکہ وہ حیوانات جن کے بارے میں پتہ چل جائے کہ وہ تول رہے ہیں اپنے آپ کو ہلکا بھاری کر سکتے ہیں ان کو تول کر بیچنا ہی جائز نہیں البتہ اگر جانوروں کو پتہ ہی نہ چلے کہ وہ تول رہے ہیں یا وہ اپنے کو ہلکا بھاری نہ کر سکتے ہوں تو ان کو تول کر فروخت کر سکتے ہیں۔

غرض عام طور پر حیوانات گن کر بیچے جاتے ہیں اس لئے وہ اموال ربویہ نہیں ہیں اور ان میں تفاضل جائز ہے اور ادھار میں اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک دونوں عوض دست بدست ہونا ضروری ہیں اور یہ امام احمدؒ کے نزدیک بھی ہے ایک عوض بھی اگر ادھار ہوگا تو بیع فاسد ہوگی۔

امام شافعیؒ کے نزدیک ایک عوض ادھار ہو سکتا ہے اگر دونوں عوض ادھار ہوں تو بیع جائز نہیں غرض یہاں تین مسئلے ہیں دو اتفاقی اور ایک اختلافی۔

(۱) دونوں عوض نقد ہوں تو بالاجماع درست ہے۔

(۲) دونو عوض ادھار ہو تو بالاجماع بیع فاسد ہے۔

(۳) اگر ایک عوض نقد اور ایک ادھار ہو تو امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بیع صحیح ہے اور امام اعظمؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک بیع فاسد ہے۔ (ترمذی کتاب البیوع۔ مکمل تفصیل کے لئے تحفۃ الالمعی ج: ۴، ص: ۱۴۷ دیکھیں)

زندہ جانور کو تول کر اس کی بیع کا حکم

جانور کی بیع میں یہ مسئلہ لوگوں کے درمیان مختلف فیہ رہتا ہے کہ زندہ جانور کو تول کر اس کی بیع

کرنا اس لئے درست نہیں کہ جانور کے تولنے میں خون کی بیع بھی ہو جاتی ہے جو کہ حرام ہے۔
جواب یہ ہے کہ اس اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں کیوں کہ زندہ جانور مثلاً قربانی کا جانور بغیر تولے بیچا جائے تب بھی مبیع (جانور) میں خون موجود ہوتا ہے۔ جب بغیر تولے زندہ جانور کی بیع مع خون جائز ہے تو اسے تول کر بیچنا اور خریدنا بھی جائز ہے۔
درحقیقت دونوں صورتوں میں مقصود گوشت کی خرید وفروخت ہوتی ہے خون کی بیع کا ارادہ نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

باب بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

یہ باب ہے کہ حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کا سودا کرنا

4639 أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »السَّلَفُ فِي حَبَلِ الْحَبَلَةِ رِبًا.«

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ میں حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کے بارے میں بیع سلف کرنا سود ہے۔

4640 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4641 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: حمل کی بیع کی ممانعت

زمانہ جاہلیت میں اس قسم کی بیوع عام تھی ایک آدمی کے پاس حاملہ اونٹنی ہوئی کوئی اس سے سودا کرتا کہ اس اونٹنی کے پیٹ میں جو حمل ہے وہ پیدا ہونے کے بعد پھر جوان ہونے کے بعد وہ حاملہ ہوکر بچہ جنے گی اس بچے کی اتنی قیمت میں تجھے دیتا ہوں وہ بچہ میرا ہوگا یہ ہے حمل کے حمل کی بیع ناجائز ہے کیوں کہ یہ معلوم نہیں موجودہ حمل مؤنث ہی ہے وہ صحیح پیدا ہوگا یا عیب دار وہ اپنے حمل تک زندہ رہے گا یا مرجائے گا اور حاملہ ہونے کے بعد بچہ جنے گی یا نہیں، جب ان میں سے کوئی بات بھی معلوم نہیں تو سودا کس چیز کا اسے دھوکہ اور غرر کی بیع بھی کہتے ہیں، اس بیع کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ کوئی چیز فروخت کی جائے اور قیمت کی ادائیگی کے لئے حمل کے حمل کی پیدائش کو وقت مقرر کرلیا جائے یا رقم پہلے دے دی جائے اور چیز فروخت کی جائے قیمت حمل کے حمل کی پیدائش کو قرار دیا جائے یہ سب صورتیں منع ہیں کیوں کہ یہ مجہول مدت ہے پتہ نہیں آئے گی یا نہیں ادائیگی کی مدت کی تاریخ مہینہ یا سال گندم یا گندم کی کٹائی وغیرہ اسی طرح دودھ کی بیع تھنوں میں دھوکہ کے سبب سے جائز نہیں ہے کیوں کہ ممکن ہے کہ محض پھول گئے ہوں کیوں کہ مشتری دودھ دوہتے وقت بائع سے جھگڑا کرے گا اور کبھی دودھ بڑھتا رہتا ہے۔ (ہدایہ)

بَابُ تَفْسِيرِ ذَلِكَ

یہ باب اس کی وضاحت

4642 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ جَزُورًا إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے یہ وہ سودا ہے جو زمانہ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے کوئی ایک شخص ایک اونٹ خرید لیتا تھا اس شرط پر کہ جب فلاں اونٹنی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کے بچہ پیدا ہو تو اس کو ادا کیا جائے گا یا اس وقت اونٹ کی قیمت ادا کی جائے گی۔

توضیح: حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کے حمل کی بیع یعنی جانور کا حمل بیچنے سے منع فرمایا ہے حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ یہ بیع زمانہ جاہلیت میں بہت زیادہ رائج تھی جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص اس وعدے پر اونٹنی خریدتا تھا جب تک کہ اس کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو اور پھر اس بچے کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو یعنی وہ اس وعدے پر اونٹنی خریدتا تھا کہ جب اس اونٹنی کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوگا تب اس کی قیمت ادا کروں گا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک معدوم چیز کی بیع ہے کس کو معلوم بچہ ہوگا یا نہیں، حاصل یہ ہے کہ جب کسی جانور کے حمل ہی کو بیچنا جائز نہیں ہے تو اس بچہ کی بیع کیسے جائز ہوسکتی ہے جو اس حمل کے حمل سے پیدا ہوگا عبارت میں بھی اس کی وضاحت ہے۔

باب بَیْعِ السِّنِینَ

یہ باب ہے کہ کئی غیر متعین سالوں کے بعد ادائیگی کی شرط پر سودا کرنا

4643 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سالوں کے بعد ادائیگی کی شرط پر سودا کرنے سے منع کیا ہے جبکہ وہ سال غیر متعین ہوں۔

4644 أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ ابْنُ عَتِيقٍ - عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سالوں کے بعد سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: باغ کے پھل کئی سال کے لئے بیچنا یہ بھی بیع غرر کی ایک قسم ہے یہ بات جان لینا چاہئے کہ خرید وفروخت میں خریدی ہوئی چیز کا اور بیچنے والے پیسوں کا مستقل طور پر مالک ہوجاتا ہے صرف عارضی طور پر مالک نہیں ہوتا۔ اس لئے باغ یا زمین یا مع زمین دو سال کے لئے یا تین سال کے لئے جو خرید وفروخت ہوتی ہے اس میں دراصل آنے والے پھلوں کی خرید وفروخت ہوتی ہے درختوں یا زمین کی خرید وفروخت نہیں ہوتی اور دو سال یا تین سال کی بیع میں جن پھلوں کی خرید و

فروخت ہوتی ہے وہ موجود نہیں ہوتے بلکہ معدوم ہوتے ہیں اور شریعت میں معدوم کی خرید وفروخت درست نہیں اس لئے سال یا دو سال یا چند سال کے لئے درختوں پر آنے والے پھلوں کی خرید وفروخت شرعاً درست نہیں خواہ اسے باغ مع زمین کی خرید وفروخت سے تعبیر کی جائے یا باغ بلا زمین کی خرید وفروخت سے اور جائز بیع کی صورت یہ ہے کہ باغ کا مالک اپنے ملازم کے ذریعہ باغ کی دیکھ ریکھ اور رکھوالی کرے اور جب پھل آ جائیں تو انہیں کچے ہونے کی حالت میں یا پکنے کے بعد توڑوا کر مارکیٹ میں فروخت کر دے اس صورت میں پھلوں کی خرید وفروخت بلا شبہ درست ہوگی اسی طرح ایک روایت ابواسحاق سے بھی ہے کہ ایک آدمی نے کسی سے کھجور کے درخت میں بیع سلف کی اتفاق سے کچھ بھی پھل درخت میں نہیں آیا دونوں میں جھگڑا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بائع سے کہا کہ کس چیز کے عوض میں اس کا مال حلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کا مال اسے واپس لوٹا دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور میں جب تک پھل نہ ظاہر ہوں بیع سلف مت کیا کرو۔ (کتاب البیوع ابوداؤد)

بَابُ الْبَيْعِ إِلَى الأَجَلِ الْمَعْلُومِ

یہ باب ہے متعین مدت کے بعد ادائیگی کی شرط پر سودا کرنا

4645 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ أَنْبَأَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بُرْدَيْنِ قِطْرِيَّيْنِ وَكَانَ إِذَا جَلَسَ فَعَرِقَ فِيهِمَا ثَقُلاَ عَلَيْهِ وَقَدِمَ لِفُلاَنٍ الْيَهُودِيِّ بَزٌّ مِنَ الشَّأْمِ فَقُلْتُ لَوْ أَرْسَلْتَ إِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيدُ مُحَمَّدٌ إِنَّمَا يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَالِي أَوْ يَذْهَبَ بِهِمَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « كَذَبَ قَدْ عَلِمَ أَنِّي مِنْ أَتْقَاهُمْ لِلَّهِ وَآدَاهُمْ لِلأَمَانَةِ. »

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قطری چادریں پہنا کرتے تھے جب آپ بیٹھتے تو آپ کو ان میں پسینہ آ جاتا تھا جس کی وجہ سے آپ کو ان میں الجھن محسوس ہوتی تھی ایک مرتبہ فلاں یہودی کا شام سے کپڑا آیا تو میں نے عرض کیا کہ اگر آپ فلاں یہودی کو پیغام بھجوا کر اسے میسرہ (کپڑے کی مخصوص

قسم) کے دو کپڑے خرید لیں تو یہ مناسب ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو پیغام بھجوایا تو وہ بولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارادے ہیں میں ان سے واقف ہوں وہ میرا یہ مال (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میری یہ چادر ہمیں ہتھیانا چاہتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ عیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے جھوٹ کہا ہے وہ یہ بات جانتا ہے کہ میں ان میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور ان سب سے زیادہ امانت کو ادا کرنے والا ہوں۔

توضیح: ادھار خریدنا بالاتفاق جائز ہے اور ادھار کی وجہ سے قیمت بڑھانا بھی بالاجماع جائز ہے البتہ ادھار میں ثمن کی ادائیگی کا وقت مقرر کرنا ضروری ہے اور اس مقررہ وقت سے پہلے بائع ثمن طلب نہیں کرسکتا اسی طرح جو چیز قسطوں پر خریدی جاتی ہے وہ بھی ادھار ہے اس میں بھی مقررہ وقت پر مقررہ قسط ہی کا بائع مطالبہ کرسکتا ہے اس سے پہلے اور اس سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا اسی طرح اگر کسی نے دو ماہ کے وعدہ پر قرض لیا تو قرض دینے والا ہر وقت قرض کی واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے کیوں کہ قرض میں ادھار نہیں ہوتا اور جو دو ماہ کی مدت مقرر کی گئی ہے وہ محض وعدہ اور احسان ہے اس کی وجہ سے قرض ادھار نہیں ہوجاتا البتہ دو ماہ یا اس سے زیادہ مدت تک قرض دینے والا چشم پوشی کرے اور قرض طلب نہ کرے تو یہ اس کا احسان ہے لیکن اس کو ہر وقت ثمن طلب کرنے کا حق ہے۔

مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا تذکرہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے سوتی کپڑا خریدنے کا ارادہ فرمایا اور قیمت کے آسانی ہونے پر یعنی انتظام ہونے پر ادا کرنے کا وعدہ کیا یہ نقد بیع ہے ادھار خریدنا نہیں، اب اس حدیث میں وسعت ہونے پر قیمت ادا کرنے کی جو بات کہی گئی ہے وہ نقد خریدنا ہے پس یہ حدیث باب سے غیر متعلق ہے اور اگر یہ توجیہ کریں کہ حضرت عائشہؓ مشورہ دیتے وقت لفظ میسرہ استعمال کیا تھا مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے معاملہ کیا تو ادائے ثمن کے لئے کوئی وقت متعین کیا ہوگا پس یہ ادھار خریدنا ہے تو اسی صورت میں حدیث کا باب سے تعلق قائم ہوجائے گا۔ (تحفۃ الالمعی جلد ۴، کتاب البیوع)

بَاب سَلَفٍ وَبَيْعٍ وَهُوَ أَنْ يَبِيعَ السِّلْعَةَ عَلَى أَنْ يُسْلِفَهُ سَلَفًا

باب سلف اور بیع کرنا

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنا سامان اس شرط پر فروخت کرے کہ دوسرا شخص اس کے ساتھ بیع سلف کرلے گا۔

4646أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم-نَهَى عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ وَشَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ وَرِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ۔

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی سودے میں سلف اور بیع کرنے سے منع کیا ہے اور ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنے سے منع کیا ہے اور آدمی جس چیز کا تاوان ادا کرنے کا پابند نہ ہو اسکا نفع حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: نہی عن سلفٍ وبیعٍ حضرت گنگوہیؒ الکوکب الدری ص:۳۶۰ میں اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی سے کوئی چیز اس شرط پر خریدتا ہے کہ بائع اس کو قرضہ دے اور اسی طرح اس کے عکس صورت کہ بائع مشتری سے کہتا ہے کہ میں تجھ پر یہ بیچتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے قرضہ دے اس کے علاوہ دیگر علماء اس کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی سے صرف ادھار کرنے کی وجہ سے مہنگا سودا خریدتا ہے اور پھر اس خیال سے کہ یہ تو درست نہیں کہ صرف ادھار کی وجہ سے ثمن میں زیادتی کی جائے تو یہ حیلہ کرتا ہے کہ بائع سے رقم قرض لے کر اس کو ثمن کی جگہ دے دیتا ہے تو یہ صورت سلف و بیع کی ہے۔ مبارکپوریؒ تحفۃ الاحوذی ص:۲۳۷، ج:۲ میں فرماتے ہیں کہ اس صورت میں چوں کہ قرض کی وجہ سے قرض دینے والا نفع حاصل کر رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس قرض کی وجہ سے قرض دینے والا نفع حاصل کرے تو وہ نفع حرام ہے تو اس وجہ سے یہ بیع حلال نہیں ہے۔

جمہور ائمہ فرماتے ہیں کہ شرطان یعنی دو شرطوں کی جو قید ہے وہ اتفاقی ہے اس لئے کہ اگر بیع میں ایک بھی شرط ایسی ہو جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا تو وہ شرط فاسد ہے اور اس کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی۔ فتح القدیر میں حضرت امام شافعیؒ کا یہ قول ہے کہ مسلم فیہ اگر ادائیگی کے وقت موجود ہے تو اب بیع سلف جائز ہے کیوں کہ اب وہ مسلم فیہ کی ادائیگی کے سبب سپرد کرنے کی طاقت پائی جارہی ہے اور امام مالکؒ امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا مذہب بھی یہی ہے اس مسئلہ میں ہماری دلیل ہدایہ کے متن میں بھی مذکور ہے۔

باب شَرْطَانِ فِی بَيْعٍ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ هَذِهِ السِّلْعَةَ إِلَى شَهْرٍ بِكَذَا وَإِلَى شَهْرَيْنِ بِكَذَا

باب ایک ہی سودے میں دوشرطیں عائد کرنا

اس کی صورت یہ ہے کہ میں یہ سامان ایک مہینہ کے بعد اتنی قیمت کے عوض میں اور دو مہینے کے بعد اتنی قیمت کے عوض میں فروخت کررہا ہوں۔

4647 أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ حَتَّى ذَكَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »لاَ يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ وَلاَ شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَلاَ رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ .«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے سلف اور عام سودا کرنا جائز نہیں ہے اور ایک ہی سودے میں دوشرطیں عائد کرنا جائز نہیں ہے اور جس کے تاوان کا آدمی پابند نہ ہو اس کا منافع حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

4648 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ وَعَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ وَاحِدٍ وَعَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

ترجمہ: عمر بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اور اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلف اور عام سودا کرنے ایک ہی سودے میں دوشرطیں عائد کرنے اور جو چیز آدمی کے پاس موجود نہ ہو اسے فروخت کرنے اور جس چیز کے تاوان کا آدمی پابند نہ ہو اس کا منافع حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعَتَيْنِ فِی بَيْعَةٍ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ

هَذِهِ السِّلْعَةَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ نَقْدًا وَبِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ نَسِيئَةً

باب ایک ہی سودے میں دوسودے کرنا

اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی یہ کہے کہ میں تمہیں یہ سامان نقد ایک سو درہم کے عوض میں فروخت کرتا ہوں

4649 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دوسودے کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: مذکورہ احادیث کے کچھ ٹکڑوں کی وضاحت پیچھے گذر چکی ہے۔

قولہ ولا شرطان فی بیع

جمہور ائمہ فرماتے ہیں کہ شرطان کی قید اتفاقی ہے اس لئے کہ اگر بیع میں ایک بھی شرط ایسی ہو جس کا عقد تقاضہ نہیں کرتا تو وہ شرط فاسد ہے اور اس کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر دو شرطیں ہوں تو بیع فاسد ہے اور اگر ایک شرط ہو تو بیع درست ہوگی جیسا کہ کوئی آدمی کسی سے کہتا ہے کہ میں تجھ سے یہ کپڑا خریدتا ہوں وبشرطیکہ تو اس کو رنگ بھی دے اور کپڑے مجھ کو سل کر بھی دے تو دو شرطوں کی وجہ سے یہ بیع ناجائز ہے اور اگر ایک شرط ہو جیسا کہ کہنا کہ میں تجھ سے یہ کپڑا خریدتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے یہ کپڑا رنگ کر دے یا یہ کہتا ہے کہ مجھے سی کر دے تو جمہور فقہا کے نزدیک یہ شرط بھی فاسد ہے اور اس کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی اور امام احمدؒ کے نزدیک صرف ایک شرط ہونے کی وجہ سے یہ بیع درست ہوگی۔

امام احمد کے دلائل اور ان کے جوابات

امام احمد کی دلیل ترمذی شریف کی ایک روایت ہے جس میں ولا شرطان فی بیع کے الفاظ ہیں

اس کا جواب جمہور کی جانب سے یہ ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے اور جمہور کی جانب سے یہ بھی جواب ہے جس میں نہی عن شرط و بیع کے الفاظ ہیں اور تیسرا جواب حضرت عائشہؓ کی روایت ہے جس میں حضرت بریرہ کے خریدنے کا ذکر ہے۔ اور حضرت بریرہ کے مالکوں نے ولا کی شرط لگا دی تھی کہ ولاء ہماری ہوگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جس کی اللہ اور اس کا رسول اجازت نہیں دیتا اور اس میں ان لوگوں نے صرف ایک ہی شرط لگائی تھی اور یہ روایت ابوداؤد ص:۱۹۲ ج:۲ میں ہے۔

حضرت امام احمدؒ کی طرف سے یہ بھی دلیل پیش کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ سے اونٹ خریدا اور انہوں نے مدینہ پہنچنے تک اس پر سواری کی شرط لگائی اگر ایک شرط لگانا بھی جائز نہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابن دقیق فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ شرط صلب عقد میں نہ تھی بلکہ بیع مکمل ہو جانے کے بعد یہ سواری کی اجازت عاریتاً تھی یہ جواب امام طحاوی نے ج:۲ ص:۱۷۹ میں دیا ہے اور اس کا قرینہ بخاری ج ۱، ص:۳۷۵ کے روایت کے الفاظ میں افقار کا معنی اعادہ ہے یعنی حضرت جابر نے فرمایا کہ میں نے یہ اونٹ مدینہ تک سواری کے لئے آپ سے عاریتاً لیا ہے۔

اور تیسرا جواب یہ ہے کہ صورۃً بیع تھی اور حقیقتاً ہبہ تھا اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ اور ثمن دونوں چیزیں حضرت جابرؓ کو دے دی تھیں اور چوتھا جواب یہ ہے کہ بیع میں پہلے شرط لگانے کی گنجائش تھی بعد میں منسوخ ہوگئی تھی عن بیع و شرط اس کے لئے ناسخ ہے اور مذکورہ حدیث میں ایک ٹکڑا الاربح مالم یضمن ہے۔ امیر یمانی سبل السلام میں اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اور اس چیز کے ذریعہ سے اگر اس نے نفع حاصل کیا تو وہ نفع اس کے لئے جائز نہیں مثلاً کسی کا غلام غصب کیا اور اس غلام سے کام لیا اور اس کے ذریعہ سے نفع حاصل کیا پھر مالک کو وہ غلام واپس کر دیا تو غصب کی مدت میں اس غلام کے ذریعے سے جو نفع اس نے حاصل کیا ہے یہی ربح مالم یضمن ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔

اور دوسرا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ مالم یضمن ای مالکم یقبض یعنی جس پر قبضہ نہیں کیا اس کا نفع لینا درست نہیں اس لئے جب مشتری نے قبضہ نہیں کیا اس وقت تک وہ چیز بائع کے ضمان میں ہے اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو بائع کا مال ضائع ہوگا اور نفع کا حقدار وہی ہوتا ہے جس پر ضمان ہو۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثُّنْيَا حَتّٰى تُعْلَمَ

یہ باب ہے متعین کرنے سے پہلے استثناء کا سودا کرنے کی ممانعت

4650أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا إِلاَّ أَنْ تُعْلَمَ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ مزابنہ مخابرہ اور تعین کے بغیر استثناء کا سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

4651أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ وَأَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَنْبَأَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَالثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ مخابرہ، معاونہ استثناء والا سودا کرنے سے منع کیا ہے تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی ہے۔

توضیح: بیع ملامسہ مزابنہ وغیرہ کی کچھ تفصیلات پیچھے گذر چکی ہیں مگر پھر بھی ہم ذکر کرتے ہیں۔

بیع ملامسہ: یہ ہے کہ عاقدین میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے کپڑے کو بغیر غور وفکر کے مس کرے تاکہ مس کرنے والے کی بیع اس کے خیار رویت کے بغیر لازم ہو جائے اور یہ اس طرح ممکن ہوسکتا ہے مثلاً وہ اندھیرے میں ہو یا کپڑا لپیٹا ہو دکھائی دے رہا ہو اور وہ دونوں اس پر متفق ہوں کہ جب اس نے اسے چھولیا تو اسے اس نے بیچ دیا تو گویا کہ بیع ثابت ہوگئی اور خیار مجلس ساقط ہو جائے گا۔

بیع منابذۃ: یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکے اور ان میں سے ہر ایک اس پھینکنے کو بیع قرار دیتے ہوئے اپنے ساتھی کے کپڑے کی طرف نہ دیکھے اور یہ وہ بیوع ہیں جو زمانہ جاہلیت میں لوگ کرتے تھے۔

احناف کے نزدیک بیع ملامسہ کی تعریف یہ ہے کہ فروخت کرنے والا کہے کہ میں تم کو یہ چیز اتنی

رقم کے عوض فروخت کرتا ہوں جب تم اس چیز کو چھولو گے تو بیع واجب ہوجائے گی یا مشتری اس طرح کہے۔ (عمدۃ القاری ۲۲ / ۲۶۶)

اور منابذہ کی تعریف یہ ہے کہ بائع اور مشتری کسی چیز کی قیمت پر راضی ہوجائیں یا بائع یہ کہے کہ جب میں یہ چیز تمہارے پاس پھینک دوں گا تو بیع لازم ہوجائے گی اور تمہیں اس کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر ج:۶،ص:۵۵)

اوران دونوں قسم کی خرید وفروخت کے ناجائز ہونے کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ غائب چیز کی بیع جائز ہے اوراس میں مشتری کو دیکھنے کے بعد اس کو مسترد کرنے کا اختیار ہے خواہ وہ بیان کردہ اوصاف کے مطابق ہو یا نہ ہو چناں چہ علامہ بدرالدین عینیؒ نے لکھا ہے کہ اس کے باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب مشتری سودے کو نہیں دیکھے گا تو اس بیع میں دھوکہ ہوگا اور یہ قمار یعنی جوئے کے مترادف ہے (عمدۃ القاری ۱۱ / ۷ فتح الباری ۱۰ / ۶۱۳)

مسلم میں ایک روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ محاقلہ مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کو سوفرق گیہوں کے بدلے میں بیچ دے اور مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں کو سوفرق رکھی ہوئی کھجوروں کے بدلے میں بیچ دے اور مخابرہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کو ایک معین حصہ جیسے تہائی یا چوتھائی پر کاشت کے لئے دے دے۔

مذکورہ حدیث میں ایک لفظ ہے معاومت اس کے معنی ہیں کہ درختوں کے پھلوں کو نمودار ہونے سے پہلے ایک سال یا دوسال یا تین سال یا زیادہ مدت کے لئے فروخت کیا جائے۔

اور ثنیا کا مطلب یہ ہے کہ درختوں پر موجود پھلوں کو بیچا جائے لیکن ان میں سے ایک غیر معین مقدار مستثنی کرلی جائے یعنی اسے بیچا نہ جائے۔

بیع مخابرہ ومزابنہ کا مفہوم وحکم کا بیان

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محاقلہ مخابرہ ملامسہ منابذہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے مخابرہ کے علاوہ ہر ایک کا بیان پیچھے گذر چکا ہے۔ مخابرہ کے معنی ہیں پکنے سے پہلے ہی فصل کو کھیت میں بیچنا ہے اور یہ ناجائز ہے محاقلہ کا مفہوم بھی یہی ہے۔ (بخاری)

بَاب النَّخْلِ يُبَاعُ أَصْلُهَا وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي ثَمَرَهَا

یہ باب ہے کہ جب کھجور کے درخت کو بیچ دیا جائے اور خریدار اس کے پھل کا استثناء کرلے

4652 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »أَيُّمَا امْرِءٍ أَبَّرَ نَخْلاً ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلاَّ أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ جو شخص کھجور کے درخت کی پیوند کاری کرتا ہے پھر درخت کو فروخت کر دیتا ہے تو اس کے کھجور کے درخت کا پھل پیوند کاری کرنے والے کو ملے گا البتہ اگر خریدار اس کی شرط عائد کردے تو حکم مختلف ہے۔

توضیح: اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی چیز بیچتے وقت یہ کہے کہ میں نے یہ چیز تمہارے ہاتھ بیچی مگر اس میں سے کچھ حصہ میں نے نہیں بیچا پس مبیع میں سے کچھ حصہ کا استثناء کرنا ثنیا کہلاتا ہے شارح نے اس سے منع فرمایا ہے کیوں کہ اس میں مقدار معین نہیں ہوتی ہاں اگر مبیع کوئی مقدار معین کر کے مستثنی کی جائے مثلاً بیچنے والا اس طرح کہے کہ میں نے تمہیں یہ چیز فروخت کی مگر اس کی اتنی مقدار جیسے چوتھائی یا تہائی یا اتنے سیر میں نے اپنے لئے الگ کرلیا ہے جو فروخت نہیں کر رہا ہوں تو یہ جائز ہے۔

بَابُ الْعَبْدِ يُبَاعُ وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي مَالَهُ

جب کسی غلام کو فروخت کیا جائے اور خریدار اسکے مال کا استثناء کرے

4653 أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »مَنِ ابْتَاعَ نَخْلاً بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلاَّ أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلاَّ أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.«

ترجمہ: حضرت سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص پیوند کاری کرنے کے بعد کھجور کے

درخت کو فروخت کردے تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کی ملکیت ہوگا البتہ اگر خریدار اس کی شرط عائد کردے تو حکم مختلف ہوگا جو شخص غلام فروخت کردے اور اس غلام کے پاس مال موجود ہو تو اس کا مال فروخت کرنے والی کی ملکیت ہوگا البتہ اگر خریدار اس کی شرط عائد کردے تو حکم مختلف ہوگا۔

توضیح: یعنی جو شخص اپنے ایسے غلام کو فروخت کرے جس کے لئے مال ہو تو وہ مال مالک یعنی بائع کا ہوگا مشتری کے لئے نہ ہوگا الا یہ کہ مشتری شرط لگا لے اس مال کی بھی ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے لیکن یہاں سوال ہوتا ہے کہ کیا عبد بھی کسی کا مالک ہوسکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عبد کے اندر مالک بننے کی صلاحیت نہیں لہٰذا حدیث میں مال کی اضافت عبد کی طرف مجازاً ہے یعنی اس کے پاس جو مال ہے گویا اس کا نہیں اس میں امام مالک کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر آقا اپنے غلام کو کسی مال کا مالک بنادے تو وہ مالک ہوجاتا ہے اور یہی اہل ظاہر کا قول ہے اگر کسی شخص نے اپنے کھجور کے درخت کو تابیر کے بعد فروخت کیا ہے تو اس صورت میں پھل درختوں کے تابع نہ ہوگا بلکہ بائع کے لئے ہوگا الا یہ کہ مشتری صراحتاً شرط لگالے تو پھر مشتری ہی کے لئے ہوگا یعنی بیع میں داخل ہوجائے گا جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ نے مؤبرا کی قید کا اعتبار کرتے ہوئے یہی کہا ہے کہ یہ حکم نخل مؤبر کا ہے اگر نخل غیر مؤبر ہو تو اس صورت میں پھل بائع کے لئے نہ ہوگا بلکہ درختوں کے تابع ہو کر مشتری کے لئے ہوگا حنفیہ کے نزدیک یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ان کے نزدیک قبل التابیر اور بعد التابیر دونوں صورتوں میں پھل بائع کے لئے ہوگا۔ (ابوداؤد، بیوع، والاجارات)

بابُ الْبَيْعِ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَالشَّرْطُ

ایسا سودا جس میں شرط موجود ہو اور سودا اور شرط درست ہوں

4654 أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فِي سَفَرٍ فَأَعْيَا جَمَلِي فَأَرَدْتُ أَنْ أُسَيِّبَهُ فَلَحِقَنِي رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَدَعَا لَهُ فَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ فَقَالَ »بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ«. قُلْتُ لاَ. قَالَ »بِعْنِيهِ«. فَبِعْتُهُ بِوُقِيَّةٍ وَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلاَنَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا

بَلَغْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَابْتَغَيْتُ ثَمَنَهُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَرْسَلَ إِلَىَّ فَقَالَ »أَتُرَانِي إِنَّمَا مَاكَسْتُكَ لآخُذَ جَمَلَكَ خُذْ جَمَلَكَ وَدَرَاهِمَكَ .«

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا میرا اونٹ تھک گیا میں نے اسے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے آپؐ نے اس اونٹ کے لئے دعا کی آپؐ نے اسے مارا بھی تو وہ اس طرح چلنے لگا کہ اس کی طرح اور کوئی اونٹ نہیں چل سکتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ایک اوقیہ کے عوض میں یہ مجھے فروخت کردو میں نے عرض کیا جی نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے یہ فروخت کر دیا اور اس بات کا استثناء کرلیا میں مدینہ منورہ تک اس پر سوار ہو کر جاؤں گا جب ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اس کی قیمت حاصل کی پھر میں واپس آنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام دے کر بلوایا اور فرمایا کیا تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں نے اونٹ کی قیمت اس لئے کم لگائی ہے تاکہ میں تمہارے اونٹ کو حاصل کرسکوں تم اپنا اونٹ بھی لو اور اپنے درہم بھی لو۔

4655 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- عَلَى نَاضِحٍ لَنَا ثُمَّ ذَكَرْتُ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ ثُمَّ ذَكَرَ كَلاَمًا مَعْنَاهُ فَأُزْحِفَ الْجَمَلُ فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- فَانْتَشَطَ حَتَّى كَانَ أَمَامَ الْجَيْشِ فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- »يَا جَابِرُ مَا أَرَى جَمَلَكَ إِلاَّ قَدِ انْتَشَطَ .« قُلْتُ بِبَرَكَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ » بِعْنِيهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتَّى تَقْدَمَ .« فَبِعْتُهُ وَكَانَتْ لِي إِلَيْهِ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَلَمَّا قَضَيْنَا غَزَاتَنَا وَدَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُهُ بِالتَّعْجِيلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ.

قَالَ »أَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا .« قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو أُصِيبَ وَتَرَكَ جَوَارِيَ أَبْكَارًا فَكَرِهْتُ أَنْ آتِيَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ فَأَذِنَ لِي وَقَالَ لِي »ائْتِ أَهْلَكَ عِشَاءً .« فَلَمَّا قَدِمْتُ أَخْبَرْتُ خَالِي بِبَيْعِيَ الْجَمَلَ فَلاَمَنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله

علیہ وسلم- غَدَوْتُ بِالْجَمَلِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَ الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمًا مَعَ النَّاسِ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوے میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر شریک ہوا، راوی بیان کرتے ہیں اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے جس میں انہوں نے یہ ذکر کی ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) تو وہ اونٹ تھک گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کو جھڑکا تو وہ چست و چالاک ہو کر لشکر کے آگے چلنے لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے اونٹ کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا اونٹ چالاک ہو گیا ہے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ آپ کی برکت کی وجہ سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ مجھے فروخت کر دو اور تم اس پر سواری کرنا جب تک تم مدینہ منورہ واپس نہیں پہنچ جاتے تو میں نے وہ اونٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فروخت کر دیا حالاں کہ اس وقت مجھے اس کی شدید ضرورت تھی لیکن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کرتے ہوئے معذرت نہیں کی جب ہماری وہ جنگ ختم ہوگئی اور ہم (مدینہ منورہ کے) قریب پہنچے تو میں نے آپؐ سے اجازت لی کہ میں جلدی اپنے گھر چلا جاؤں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میری نئی شادی ہوئی ہے اس لئے میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا تم نے کسی کنواری کے ساتھ شادی کی ہے (یا بیوہ طلاق یافتہ کے ساتھ) میں نے عرض کیا نہیں بلکہ ثیبہ (یعنی بیوہ یا طلاق یافتہ کے ساتھ کی ہے) یارسول اللہ حضرت عبداللہ بن عمر یعنی میرے والد شہید ہو گئے تو انہوں نے کنواری بیٹیاں چھوڑی ہیں مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں ان کے پاس انہیں کے مانند (جوان لڑکی لے آؤں) اس لئے میں نے ثیبہ عورت کے ساتھ شادی کی ہے جوان کی تعلیم و تربیت کرے گی اور انہیں آداب سکھائے گی۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دی آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم اپنی بیوی کے پاس شام کے وقت جانا (حضرت جابرؓ کہتے ہیں) جب میں اپنے گھر آیا تو میں نے اپنے ماموں کو اپنا اونٹ فروخت کرنے کے بارے میں بتایا تو انہوں نے مجھے ملامت کی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے تو اگلے دن میں اونٹ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے مجھے اس

اونٹ کی قیمت بھی دیا اور اونٹ بھی عطا کر دیا اور لوگوں کے ساتھ (مال غنیمت) میں سے حصہ بھی عطا کیا۔

4656حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي سَفَرٍ وَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ فَقَالَ »مَا لَكَ فِي آخِرِ النَّاسِ .« قُلْتُ أَعْيَا بَعِيرِي فَأَخَذَ بِذَنَبِهِ ثُمَّ زَجَرَهُ فَإِنْ كُنْتُ إِنَّمَا أَنَا فِي أَوَّلِ النَّاسِ يُهِمُّنِي رَأْسُهُ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ »مَا فَعَلَ الْجَمَلُ بِعْنِيهِ .« قُلْتُ لاَ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ »لاَ بَلْ بِعْنِيهِ .« قُلْتُ لاَ بَلْ هُوَ لَكَ. قَالَ »لاَ بَلْ بِعْنِيهِ قَدْ أَخَذْتُهُ بِوُقِيَّةٍ ارْكَبْهُ فَإِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ فَأْتِنَا بِهِ .« فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ جِئْتُهُ بِهِ فَقَالَ لِبِلاَلٍ »يَا بِلاَلُ زِنْ لَهُ أُوقِيَّةً وَزِدْهُ قِيرَاطًا .« قُلْتُ هَذَا شَىْءٌ زَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَلَمْ يُفَارِقْنِي فَجَعَلْتُهُ فِي كِيسٍ فَلَمْ يَزَلْ عِنْدِي حَتَّى جَاءَ أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَأَخَذُوا مِنَّا مَا أَخَذُوا.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں ایک سفر کر رہا تھا میں اونٹ پر سوار تھا نبیؐ نے دریافت کیا کیا وجہ ہے تم سب سے پیچھے چل رہے ہو میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ تھک گیا ہے تو نبی کریمؐ نے اس اونٹ کی دم پکڑی پھر اسے جھڑکا تو میں لوگوں سے آگے نکل گیا میں بڑی مشکل سے اسے زیادہ تیز چلنے سے روک رہا تھا جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو نبیؐ نے دریافت کیا تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے تم اسے فروخت کر دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپؐ ہی کا ہے نبی کریم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تم اسے فروخت کر دو میں نے عرض کیا یہ ویسے ہی آپ کا ہے نبی کریم نے فرمایا نہیں بلکہ تم مجھے فروخت کرو میں اسے ایک اوقیہ کے عوض میں خریدوں گا تم اس پر سوار ہو جاؤ جب تم مدینہ منورہ آؤ تو اسے لے کر میرے پاس آنا حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں) جب میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے اونٹ لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا نبیؐ نے حضرت بلال سے فرمایا اے بلال اسے ایک اوقیہ وزن کے دے اور اس میں ایک قیراط زیادہ دینا (حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں) نبیؐ نے مجھے جو اضافی ادائیگی کی تھی وہ ہمیشہ میرے پاس رہی

میں نے اسے ایک تھیلی میں محفوظ کر کے رکھ لیا تھا وہ ہمیشہ میرے پاس رہی یہاں تک کہ واقعہ حرہ کے موقع پر اہل شام آئے تو انہوں نے ہم سے سب کچھ چھین لیا

4657أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَدْرَكَنِي رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَكُنْتُ عَلَى نَاضِحٍ لَنَا سَوْءٍ فَقُلْتُ لاَ يَزَالُ لَنَا نَاضِحُ سَوْءٍ يَا لَهْفَاهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- »تَبِيعُنِيهِ يَا جَابِرُ .«قُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ » اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ قَدْ أَخَذْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا وَقَدْ أَعَرْتُكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ .«فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ هَيَّأْتُهُ فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ فَقَالَ »يَا بِلاَلُ أَعْطِهِ ثَمَنَهُ .«فَلَمَّا أَدْبَرْتُ دَعَانِي فَخِفْتُ أَنْ يَرُدَّهُ فَقَالَ »هُوَ لَكَ.«

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میں اس وقت اپنے برے حال والے اونٹ پر سوار تھا میں نے کہا ہائے افسوس ہمارے پاس ہمیشہ برے حال والا اونٹ ہوتا ہے نبی کریمؐ نے فرمایا تم مجھے اسے فروخت کرو گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ ویسے ہی آپ کا ہے نبیؐ نے فرمایا اے اللہ تو اس کی مغفرت کر دے اے اللہ تو اس پر رحم کر دے میں یہ اونٹ اتنی قیمت کے عوض میں خریدتا ہوں اور میں مدینہ منورہ تک یہ تمہیں عاریت کے طور پر سواری کرنے کے لئے دیتا ہوں راوی کہتے ہیں جب میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے اس اونٹ کو تیار کیا اور اس کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا نبیؐ نے فرمایا اے بلال تم اسے اس کی قیمت دے دو جب میں وہاں سے واپس آیا تو نبیؐ نے مجھے بلوایا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپؐ واپس وہ اونٹ مجھے واپس کر دیں گے آپؐ نے فرمایا یہ اونٹ بھی تمہارا ہے۔

4658أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ .«قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ »أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ .«قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ. قَالَ »أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ .«قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ.

قَالَ أَبُو نَضْرَةَ وَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُولُهَا الْمُسْلِمُونَ افْعَلْ كَذَا وَ كَذَا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَكَ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے میں اپنے اونٹ پر سوار تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا تم مجھے یہ اونٹ اتنی قیمت کے عوض میں فروخت کرو گے اللہ تمہاری مغفرت کرے میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے نبی یہ ویسے ہی آپ کا ہے نبیؐ نے فرمایا کیا تم مجھے اسے اتنی اور اتنی قیمت کے بدلے فروخت کرو گے اللہ تمہاری مغفرت کرے میں نے عرض کیا جی یا رسول اللہ یہ ویسے ہی آپ کا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے کیا یہ تم مجھے اتنی اور اتنی قیمت میں فروخت کرو گے میں نے عرض کیا جی ہاں یہ آپؐ کا ہی ہے۔

شیخ ابونصرہ کہتے ہیں یہ وہ کلمہ ہے جو مسلمانوں کے یہاں رائج ہے تم اس طرح کر دو اللہ تمہاری مغفرت کرے۔

توضیح: مذکورہ بالا حدیثوں میں حضرت جابرؓ کے اونٹوں کا ذکر ہے تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیؐ کے ہاتھ اپنا اونٹ فروخت کیا اور میں نے آپؐ سے فروخت کرتے وقت گھر تک اس پر سوار ہونے کی شرط لگائی یہ شرط جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل گذر چکی کہ امام احمد کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک مختصر سی مسافت کی شرط لگانا تو جائز ہے ان کے نزدیک لمبی مسافت کی شرط لگانا جائز نہیں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی کی طرف سے اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس قصہ کی روایت کے الفاظ مختلف ہیں ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے یہ اونٹ بطور عاریت کے مدینہ تک پہنچنے کے لئے مجھے دے دیا تھا اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں صلب عقد میں کوئی شرط نہیں بلکہ سرے سے شرط ہی نہ تھی آپؐ نے اونٹ عاریتاً دیا تھا۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی نے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ کیا تیرا خیال میرے بارے میں یہ ہے کہ میں نے تجھ سے اونٹ خریدتے وقت ثمن میں کمی اس لئے کرائی تھی تا کہ کم قیمت میں تیرا اونٹ لے لوں نہیں ایسا نہیں تھا، بلکہ اپنا اونٹ بھی لیجا اور ثمن بھی دونوں ہی ہم نے تجھ کو دے۔

حدیث نمبر ۴۶۵۵ میں حضرت جابرؓ سے رسول اللہ کی ہمدردی اس واقعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کریمانہ اخلاق کی کتنی دلکش تصویر نظر آئی ہے نبی نے اپنے صحابہ کے ساتھ کس قدر شفقت

اور رحمت کا سلوک فرماتے تھے آپؐ کی بات چیت میں کس قدر پاکیزگی کتنی بے تکلفی اور کیسی بے مثل خوش طبعی جلوہ فرما تھی آپ صحابہ سے بے حد محبت رکھتے تھے ان کے حالات سے باخبر رہتے اور ان کی مشکلات میں مالی اور روحانی مدد کیا کرتے تھے آپؐ کو جب پتا چلا کہ جابرؓ کے پیچھے رہ جانے کا سبب ان کے اونٹ کی کمزوری ہے اور ان کے پاس تنگ دستی کی وجہ سے کوئی اور اونٹ بھی نہیں کیوں کہ ان والد محترم جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور اپنے پیچھے بیٹیاں ان کی نگرانی اور ذمہ داردی میں چھوڑ گئے تھے ان کے ہاں رزق بھی کشادہ نہ تھا اس لئے نبیؐ نے ضروری سمجھا کہ ان سے ہمدردی کی بنیاد پر تعاون کریں جس سے انہیں برکت حاصل ہوتی رہے۔ یہ سارا واقعہ غزوہ ذات الرقاع میں پیش آیا۔

حدیث ۴۶۵۶ حضرت جابرؓ کے اس عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی اپنے کسی بزرگ کے عطیہ کو یا اس کی کسی حقیقی یادگار کو تاریخی طور پر اپنے پاس محفوظ رکھے تو کوئی گناہ نہیں۔

حدیث ۴۶۵۷۔۴۶۵۸ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان کی ادنی تکلیف کو بھی دیکھنا گوارہ نہیں فرماتے تھے آپؐ نے حضرت جابر کو جب دیکھا کہ وہ اس سست اونٹ کی وجہ سے تکلیف محسوس کر رہے ہیں تو آپؐ کو خود اس کا احساس ہوا اور آپؐ نے اللہ کا نام لے کر اونٹ پر چھڑی ماری اس سے وہ اونٹ تیز رفتار ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ راستہ میں اگر کوئی مسافر پریشان ہے تو حسب استطاعت مدد کرنی چاہئے حضرت جابرؓ کی مزید دل کو خوش کرنے کے لئے نبی نے خرید لیا اور مدینہ تک اس پر سواری کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی شخص اگر اپنا سامان نہ بیچنا چاہے تو بھی اس سے بیچنے کے لئے کہا جا سکتا ہے۔

چناں چہ معلوم ہوا کہ درحقیقت یہ بیع نہیں تھی بلکہ حضرت جابرؓ کے ساتھ تعاون کرنے اور ان کی مدد کرنے کا ایک معاملہ تھا احناف کہتے ہیں کہ یہ شرط صلب عقد میں نہ تھی بلکہ بعد میں احسان کے طور پر تھی۔

بَابُ الْبَيْعِ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ الْفَاسِدُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَيَبْطُلُ الشَّرْطُ

یہ باب ہے کہ ایسا سودا جس میں کوئی فاسد شرط رکھی گئی ہو تو سودا درست

ہوگا اور شرط باطل ہوگی

4659أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلاَءَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ »أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلاَءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ .«قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا - قَالَتْ - فَدَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے بریرہ کو خرید لیا اس کے مالکان نے اس کی ولاء کی شرط عائد کی میں نے اس بات کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے فرمایا تم اسے آزاد کردو کیوں کہ ولاء کا حق اسے حاصل ہوتا ہے جو چاندی (یعنی غلام یا کنیز کی قیمت) ادا کرتا ہے حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں میں نے بریرہ کو آزاد کردیا حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلوایا اور اس کے شوہر کے بارے میں بریرہ کو اختیار دیا تو بریرہ نے علیحدگی کو اختیار کیا حالاں کہ اس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

4660أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ وَأَنَّهُمُ اشْتَرَطُوا وَلاَءَهَا فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلاَءَ لِمَنْ أَعْتَقَ .«وَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِلَحْمٍ فَقِيلَ هَذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ »هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ .«وَخُيِّرَتْ.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں انہوں نے آزاد کرنے کے لئے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو اس کے مالک نے اس کے ولاء کی شرط عائد کردی سیدہ عائشہؓ نے اس بات کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا تم اسے خرید کر آزاد کردو کیوں کہ ولاء کا حق آزاد کرنے والوں کو حاصل ہوتا ہے حضرت عائشہ!

بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا آپؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس کے لئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں اپنے شوہر سے علیحدگی کے بارے میں بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا۔

4661 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِىَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ الْوَلاَءَ لَنَا. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ «لاَ يَمْنَعُكِ ذَلِكَ فَإِنَّ الْوَلاَءَ لِمَنْ أَعْتَقَ.»

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں حضرت عائشہؓ نے کنیز خرید کر اسے آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے مالکان نے یہ کہا کہ اسے اس شرط پر فروخت کریں گے کہ اس کی ولاء کا حق ہمیں ہوگا حضرت عائشہؓ نے اس بات کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ چیز تمہارے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی کیوں کہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

توضیح: بریرہ کی آزادی کی وجہ ہم آگے ذکر کریں گے سب سے پہلے ہم فقہاء اور ائمہ ثلاثہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں چناں چہ علامہ کشمیری فرماتے ہیں کہ اس بات میں اتفاق ہے کہ حق ولاء کو (بیع) یا ہبہ کے ساتھ کسی دوسرے کی طرف منتقل کرنا درست نہیں۔ (العرف شذی ص:۳۹۶) یعنی ولاء اس کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہے اور یہ حق دوسرے کی طرف منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حضرت بریرہ انصار میں سے کسی کی مکاتبہ تھیں بعض نے کہا بنی ہلال قبیلہ کے کسی شخص کی مکاتبہ تھیں اور یہ آزاد ہونے سے پہلے حضرت عائشہؓ کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ (تحفۃ الاحوذی)، ص:۲۴۸، ج:۲)

حضرت بریرہ کے مالک نے نو اوقیہ پر ان کو مکاتبہ کر دیا اور کہا ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا جب انہوں نے چار اوقیہ ادا کر دئے تو آگے پانچویں قسط ادا کرنے سے عاجز آ گئیں انہوں نے حضرت عائشہ سے ذکر کیا اور مدد چاہی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں ایک مشت ساری رقم ادا کر دیتی ہوں جب ان کے مالک کو معلوم ہوا تو وہ کہنے لگا کہ ولاء ہماری ہوگی تب ہم بیچتے ہیں حضرت عائشہؓ کے ایک مشت ادا کرنے کو خریدنا بھی کہا جا سکتا ہے اور اس کو بدل کتابت کی ادائیگی سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اب اس روایت میں دو بحثیں ہیں ایک یہ ہے کہ مکاتب کا بیچنا درست ہے یا نہیں اور دوسری

بحث یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا واشترطی لھم تو بھی شرط لگالے حالاں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی عن بیع وشرط سے یعنی ایسی بیع سے منع فرمایا ہے جس میں شرط لگائی گئی ہو تو حضرت عائشہؓ سے کیوں فرمایا کہ تو بھی شرط دے۔

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مکاتب کی بیع درست نہیں ہے مگر اس وقت جب کہ مکاتب بدل کتابت سے عاجز آجائے اگر بدل کتابت سے عاجز آجائے تو کتابت کو فسخ قرار دیں گے اور پھر اس کی بیع جائز ہوگی۔ (العرف الشذی ص: ۳۹۶) اور اسی طرح کی ایک روایت امام شافعیؒ سے بھی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا نظریہ

امام مالک امام احمد امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مکاتب بیشک بدل کتابت کی ادائیگی پر قادر ہو تب بھی اس کی بیع درست ہے جب کہ وہ خود راضی ہو اور بعض حضرات نے کہا کہ مکاتب کی بیع مطلقاً درست ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو کہ ابوداؤد ج: ۲، ص: ۱۹۱ پر ہے یعنی اگر مکاتب کے ذمہ ایک درہم بھی باقی ہے تو وہ غلام ہی ہے جب وہ غلام ہے تو اس کی بیع جائز ہے۔

احناف کے دلائل

مکاتب کی بیع سے متعلق صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ جب کتابت جائز ہے تو اس کا لحاظ رکھتے ہوئے مالک کا قبضہ رہا مگر اس کی ملکیت باقی رہتی ہے اور مکاتب بیع وشراء اور سفر وغیرہ تصرفات میں خود مختار ہوگا۔ ہدایہ ص: ۲۶۵، ج: ۳) اور قاعدہ یہ ہے کہ اس چیز کی بیع درست ہوتی ہے جس کی ملکیت اور قبضہ دونوں ثابت ہوں اور جب قبضہ نہیں تو اس کی بیع بھی درست نہ ہوگی حضرت بریرہؓ والی روایت میں مکاتبہ کی بیع نہیں ہے بلکہ اس کے ذمہ بدل کتابت کی صورت میں جو قرض تھا اس کی ادائیگی ہے یا پھر اس روایت کی توضیح ہوگی کہ وہ بدل کتابت سے عاجز آگئی تھیں اسی لئے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے درخواست کی تھی اور کتابت کو فسخ کرنے کے بعد ان کی بیع ہوئی تھی جیسا کہ امام ابوداؤد نے ج: ۲، ص: ۱۹۲ میں تفصیل سے بحث کی ہے۔

حضرت بریرہؓ جو کہ ایک باندی تھیں اور ان کے شوہر مغیث غلام تھے اپنے مالکوں سے انہوں نے یہ معاملہ کرلیا کہ اتنی رقم دے کر آزاد ہوجائیں گے اس رقم کی ادائیگی میں مدد حاصل کرنے کے لئے وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے بخاری میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ بریرہ میرے پاس آئی کہ میں نے اپنے مالکلوں سے نو اوقیہ چاندی (سونہ ایک اوقیہ) پر مکاتبت کرلی ہے

آپ میری مدد کریں۔

حضرت مغیث کو بریرہ سے بے حد محبت تھی لیکن بریرہ کو ان سے اتنی ہی بددلی تھی شرعی طور پر آزادی کے بعد بریرہ کو یہ حق حاصل تھا کہ اپنے نکاح کو قائم رکھیں یا توڑ دیں چناں چہ انہوں نے اپنے حق کو استعمال کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کرلی اور اس واقعہ سے حضرت مغیث کو بے حد صدمہ پہنچا وہ خدمت نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے آپؐ سے سفارش کی درخواست کی آپؐ نے بریرہ سے بات کی تو انہوں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ آپ کا حکم ہے، آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ سفارش ہے یہ سنکر انہوں نے رجوع کرنے سے انکار کردیا ان کے اس طرز پر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کچھ برا بھلا نہیں کہا۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہ کے بارے میں یعنی ان کی آزادی کے سلسلہ میں کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) لونڈی جب آزاد ہوجائے تو اسے اختیار حاصل ہوتا ہے کہ اپنے سابقہ خاوند کے ساتھ رہے یا جدا ہوجائے بشرطیکہ لونڈی کی آزادی کے بعد خاوند اس کی مرضی سے اس کے ساتھ جماع نہ کیا ہو۔

(۲) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آزاد شدہ لونڈی کو اس وقت تک اختیار رہتا ہے جب تک اس کا سابق خاوند اسے چھو نہ لے۔

(۳) اگر کوئی فقیر مسکین صدقہ یا زکوۃ کے مال کا مالک ہوجائے اور پھر وہ اس میں کسی امیر کو تحفہ دے تو یہ مال اس امیر کے لئے حلال ہوجاتا ہے۔

(۴) مالدار اور ہٹے کٹے کمانے والے شخص کے لئے صدقہ وخیرات وزکوۃ حلال نہیں حرام ہے۔

(۵) اگر کوئی چیز کسی خاص علت کی وجہ سے حرام ہو اور پھر وہ علت ختم ہوجائے تو وہ چیز حرام نہیں رہتی۔

(۶) فقراء ومساکین کو صدقات دینا اہل ایمان کا طریقہ ہے۔

چناں چہ حضرت بریرہ والی روایت میں بعض راوی کہتے ہیں کہ حضرت بریرہ کی بیع ہوئی تھی مگر امام طحاوی نے ج:۲،ص:۱۸۱ میں امام زہری سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ وہ بیع نہیں تھی بلکہ بدل کتابت کی ادائیگی تھی۔

بَاب بَيْعِ الْمَغَانِمِ قَبْلَ أَنْ تُقْسَمَ

مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے فروخت کرنا

4662أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقْسَمَ وَعَنِ الْحَبَالَى أَنْ يُوطَأْنَ حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ وَعَنْ لَحْمِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے یا اس کے کسی حصے کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے آپؐ نے (کسی دوسرے شخص سے حاملہ ہونے والی) حاملہ عورتوں کے پیٹ میں موجود بچے کے جنم دینے سے پہلے ان کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کیا ہے اور آپؐ نے نوکیلے دانت والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

توضیح: مال غنیمت کی تقسیم کا جاہلیت میں رواج تھا کہ جنگ میں حصہ لینے والا کسی دوسرے شخص سے کہتا کہ مجھے مال غنیمت میں سے جو حصہ ملے گا میں تجھے اتنے میں فروخت کرتا ہوں۔ حالاں کہ نہ وہ ابھی تک اپنے حصہ کا مالک بنا ہوتا تھا اور نہ یہ علم ہی ہوتا تھا کہ اس کے حصہ میں کیا آئے گا، ظاہر ہے کہ شریعت مجہول اور غیر مملوک چیز کی فروخت کی قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ (حاشیہ نسائی)

حاملہ لونڈی یعنی لونڈی کو اس کے سابقہ خاوند یا مالک سے حمل ٹھہر جائے وہ جنگ میں کسی کے ہاتھ لگ جائے یا کوئی شخص اسے خرید لے تو جب تک بچہ پیدا نہیں ہو جاتا نئے مالک کے لئے اس سے جماع کرنا حرام ہے کیوں کہ وہ حمل کسی اور شخص کا ہے اس کو اس میں دخل اندازی کا حق نہیں۔

درندے کو حرام قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ درندے کا گوشت کھانے سے انسان میں بھی درندگی پیدا ہونے کا امکان ہے پھر یہ درندے جانور کو مار کر اس کا خون بھی پی لیتے ہیں جو کہ حرام ہے معلوم ہوا ان کی اصل غذا حرام ہے اس وجہ سے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا۔

باب بَيْعِ الْمُشَاعِ

یہ باب ہے مشترکہ چیز کو فروخت کرنے میں

4663 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- » الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لاَ يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ. «

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر مشترک چیز میں شفعہ ہوگا گھر ہو یا باغ ہو اس کے مالک کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے شراکت دار کی اجازت سے پہلے اسے فروخت کرے اگر وہ مالک فروخت کر دیتا ہے تو اس کا ساتھی اس کا زیادہ حق دار ہوگا لیکن اگر وہ اسے فروخت کرنے کی اجازت دے دیتا ہے تو اس کا ساتھی اس کا زیادہ حق دار ہوگا لیکن اگر وہ اسے فروخت کرنے کی اجازت دے دیتا ہے تو (حکم مختلف ہوگا)

توضیح: شفعہ کے لغوی معنی ملانے کے ہیں، شفعہ کو شفعہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ خریدی ہوئی زمین کو شفیع کی زمین کے ساتھ ملائی جاتی ہے۔ شفیع تین ہیں:

(۱) نفس مبیع میں شریک (۲) شریک فی الحقوق (۳) محض پڑوسی۔

(۱) نفس مبیع میں شریک خواہ مبیع قابل تقسیم ہو یا قابل تقسیم نہ ہو۔

(۲) شریک فی الحقوق: مبیع کے کچھ حقوق ہوتے ہیں جیسے دو بھائی ہیں ان کی زمین الگ الگ ہے مگر کنواں مشترک ہے دونوں اسی سے اپنی زمین سیراب کرتے ہیں پس یہ شریک فی الحقوق ہیں اسی طرح مکان کا راستہ ایک ہے گندے پانی کی نالی ایک ہے تو یہ بھی شریک فی الحقوق ہیں اسی طرح مکانوں کا راستہ ایک ہے تو یہ بھی شریک فی الحقوق ہے۔

(۳) محض پڑوسی جو کسی بات میں شریک نہیں نہ مبیع میں نہ حقوق میں بلکہ محض پڑوسی ہے۔

حنفیہ کے نزدیک یہ تینوں ترتیب وار شفیع ہیں سب سے پہلے شفعہ کا حق شریک فی نفس المبیع کا ہے چاہے مبیع قابل تقسیم ہو یا نہ ہو۔ اور اگر یہ شفیع نہیں ہے یا وہ شفعہ نہیں لینا چاہتا تو دوسرے نمبر پر شریک فی الحقوق ہے اور اگر وہ بھی نہیں ہے یا شفعہ لینا نہیں چاہتا ہے تو پھر جار محض کو شفعہ ملے گا۔

قولہ: الشفعة فی کل شرك: ائمہ ثلاثہ نے اس حدیث کا بھی منطوق اور مفہوم لیا ہے منطوق یہ ہے کہ شریک کے لئے شفعہ ہے اور مفہوم مخالف یہ ہے کہ غیر شریک کے لئے شفعہ نہیں اور احناف نے صرف منطوق لیا ہے کہ شریک کے لئے خواہ نفس مبیع میں شریک ہو یا حقوق میں شفعہ ہے اور مفہوم مخالف

ان کے نزدیک معتبر نہیں کیوں کہ دیگر روایت سے غیر شریک کے لئے بھی شفعہ ثابت ہے۔

قوله:حتی یعرض علی شریکه الخ: کوئی شخص اپنی جائداد بیچنا چاہتا ہے اور اس کا کوئی شفیع ہے تو اس کو چپکے سے جائداد اجنبی کو فروخت نہیں کرنی چاہئے کیوں کہ یہ بات چھپی نہیں رہے گی کسی دن ظاہر ہوگی تو شفیع دعوی کر کے جائیداد لے لے گا پھر چھپانے سے کیا فائدہ ہوا البتہ زندگی بھر کے لئے شفیع کا دل دکھی رہے گا بلکہ اسلامی طریقہ یہ ہے کہ پہلے شفیع کے سامنے پیش کرے اگر شفیع انکار کر دے تو جس کو چاہے بیچے۔

مسئلہ: شفیع کے انکار کے بعد اگر جائداد اجنبی کو بیچی تو اب شفیع شفعہ کا دعوی کر سکتا ہے یا نہیں، حکم بن عتیبہؒ جو بڑے تابعی ہیں کہتے ہیں۔ اگر شفیع بیع سے پہلے حق شفعہ سے دست بردار ہو جائے تو اب بیع کے بعد شفعہ کا دعوی نہیں کر سکتا اور امام شعبیؒ جو بڑے تابعی ہیں فرماتے ہیں اگر مجلس عقد میں شفیع موجود تھا اور اس نے اعتراض نہیں کیا خاموش رہا تو اب بیع کے بعد شفعہ کا دعوی نہیں کر سکتا، اس کی خاموشی دلیل ہے کہ وہ شفعہ نہیں لینا چاہتا۔

اور حنفیہ کہتے ہیں کہ وہ دعویٰ کر سکتا ہے کیوں کہ جس وقت اس نے شفعہ چھوڑا تھا اس وقت تک حق شفعہ ثابت نہیں ہوا تھا جیسے بیٹیاں باپ کے سامنے بیٹوں کے حق میں جائیدار میں اپنے حق میثاق سے دستبردار ہو جائیں پھر باپ مرجائے تو اب بہنوں کو اپنا حق مانگنے کا حق ہے کیوں کہ جب وہ اپنے حق سے دستبردار ہوئی تھیں اس وقت تک ان کا حق میراث ثابت ہی نہیں ہوا تھا ہاں یہ بات الگ ہے کہ باپ اپنی زندگی میں مکان یا زمین تقسیم کر کے بیٹوں کو قبضہ دے دے تو اب بیٹیاں دعوی نہیں کر سکتیں۔ (ایضاح المسلم ص: ۲۸۴)

بَابُ التَّسْهِيلِ فِي تَرْكِ الإِشْهَادِ عَلَى الْبَيْعِ

یہ باب ہے کہ سودے کے بارے میں گواہ نہ بنانے کی سہولت دینا

4664 أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ أَنَّ الزُّهْرِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ - وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- - أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ

وَاسْتَتْبَعَهُ لِيَقْبِضَ ثَمَنَ فَرَسِهِ فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- وَأَبْطَأَ الأَعْرَابِيُّ وَطَفِقَ الرِّجَالُ يَتَعَرَّضُونَ لِلأَعْرَابِيِّ فَيَسُومُونَهُ بِالْفَرَسِ وَهُمْ لاَ يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- ابْتَاعَهُ حَتَّى زَادَ بَعْضُهُمْ فِي السَّوْمِ عَلَى مَا ابْتَاعَهُ بِهِ مِنْهُ فَنَادَى الأَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسَ وَإِلاَّ بِعْتُهُ. فَقَامَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ سَمِعَ نِدَاءَهُ فَقَالَ »أَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ .«قَالَ لاَ وَاللَّهِ مَا بِعْتُكَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ .فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوذُونَ بِالنَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- وَبِالأَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ وَطَفِقَ الأَعْرَابِيُّ يَقُولُ هَلُمَّ شَاهِدًا يَشْهَدُ أَنِّي قَدْ بِعْتُكَهُ. قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بِعْتَهُ. قَالَ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ »لِمَ تَشْهَدُ. «قَالَ بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ.

ترجمہ: عمارہ بن خزیمہ اپنے چچا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں ان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے ایک گھوڑا خریدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کو بلوایا تا کہ اس کے گھوڑے کی قیمت اس کے حوالے کردیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے (اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے) اور دیہاتی نے آنے میں دیر کردی اسی دوران کچھ لوگ اس دیہاتی کے پاس آئے اور اس کے گھوڑے کے بارے میں اس کے ساتھ بھاؤ تاؤ کرنے لگے وہ لوگ یہ بات نہیں جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ گھوڑا خرید چکے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قیمت پر اسے خریدا تھا ان لوگوں میں سے ایک شخص نے اس سے زیادہ قیمت لگادی تو دیہاتی نے بلند آواز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور بولا اگر تو آپؐ نے اس گھوڑے کو خرید لیا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے کسی دوسرے شخص کو فروخت کردیتا ہوں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سنی تو آپؐ کھڑے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ میں نے تم سے خرید نہیں لیا تو وہ دیہاتی بولا جی نہیں اللہ کی قسم میں نے آپؐ کو یہ فروخت نہیں کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم

سے یہ خرید چکا ہوں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس دیہاتی کے گرد اکٹھے ہو گئے اور ان دونوں کی گفتگو چل رہی تھی اس دیہاتی نے کہا آپ کوئی گواہ لے کر آئیں جو اس بات کی گواہی دے کہ میں نے یہ آپ کو فروخت کیا ہے۔
تو حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید لیا ہے، راوی کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو حضرت خزیمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی تصدیق کرتے ہوئے راوی کہتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

توضیح: معلوم ہوا کہ تمام خرید وفروخت قرض وغیرہ کے معاملات لکھنا شرعاً مطلوب ہے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا مستحب اس کی مشروعیت میں یہ حکمت ہے کہ لوگوں کو اس کی سخت ضرورت ہے اور نہ لکھنے کی صورت میں غلطی جھوٹ بھول اختلاف اور جھگڑا کا اندیشہ ہے قرآن میں ہے ولیکتب بینکم کاتب العدل۔
جہاں تک مسئلہ ہے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو آدمیوں کے گواہی کے برابر کا تو یہ خصوصیت صرف حضرت خزیمہ کو ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

بَابُ اخْتِلَافِ الْمُتَبَايِعَيْنِ فِي الثَّمَنِ

یہ باب ہے کہ قیمت کے بارے میں دونوں فریقوں میں ہونے والے اختلاف کا حکم

4665أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ »إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتْرُكَا.«

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد

فرماتے ہوئے سنا جب سودا کرنے والے دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف ہوجائے اوران کے پاس کوئی ثبوت بھی نہ ہوتو یاتو فروخت کرنے والے کی بات مانی جائے گی یا پھر دونوں اس سودے کوترک کردیں گے۔

4666 أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ - وَاللَّفْظُ لإِبْرَاهِيمَ - قَالُوا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ حَضَرْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَتَاهُ رَجُلاَنِ تَبَايَعَا سِلْعَةً فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَخَذْتُهَا بِكَذَا وَبِكَذَا. وَقَالَ هَذَا بِعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا. فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ أُتِيَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِي مِثْلِ هَذَا فَقَالَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بِمِثْلِ هَذَا فَأَمَرَ الْبَائِعَ أَنْ يَسْتَحْلِفَ ثُمَّ يُخَيَّرُ الْمُبْتَاعُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ.

ترجمہ: عبدالملک بن عبید بیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صاحبزادے ابوعبیدہ کے پاس موجود تھے ان کے پاس دوصاحبان آئے جنہوں نے ایک چیز کے بارے میں سودا کیا تھا ان میں سے ایک نے کہا میں نے یہ چیز اتنی رقم کے عوض میں حاصل کی ہے جب کہ دوسرے نے کہا میں نے یہ اتنی رقم کے عوض میں فروخت کی ہے یعنی قیمت کے بارے میں دونوں میں اختلاف تھا تو حضرت عبیدہ نے بتایا حضرت عبداللہ بن مسعود کے سامنے اس طرح کی صورت حال پیش آئی تھی تو انہوں نے یہ بات بتائی تھی کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا تو اس طرح کا معاملہ آپؐ کے سامنے پیش ہوا تو آپؐ نے فروخت کرنے والے کو یہ حکم دیا وہ قسم اٹھائے پھر خریدار کو یہ اختیار دیا وہ چاہے تو فروخت کرنے والے کی بیان کی ہوئی قیمت کے مطابق اسے حاصل کرلے اور اگر چاہے اسے ترک کردے۔

توضیح: بائع اور مشتری کے اختلاف کی صورت میں کیا ہونا چاہئے، تو اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں اگر بائع اور مشتری کے درمیان اختلاف اگر مقدار مبیعہ یا مقدار ثمن کے بارے میں ہوتو ایک دوسرے سے قسم لینے کا معاملہ ہوگا اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً اجل یا شرط خیار وغیرہ میں ہوتو تحالف یعنی قسم نہ ہوگی امام شافعی فرماتے ہیں کہ بائع اور مشتری کے درمیان جس نوعیت کا اختلاف بھی ہوگا اس میں تحالف ہوگا۔

قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں روایت میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ کس معاملہ میں اختلاف

ہواتواس سے یہی ظاہر ہوگا کہ یہ عام ہے خواہ اختلاف ثمن اور مبیعہ میں ہو یا کسی اور ایسے معاملہ میں ہو جو ثمن اور مبیعہ کی طرف لوٹتا ہو۔ (نیل الاوطارص:۸ ۲۳، ج:۵)

امام صاحب کی دلیل

صاحب ہدایہ امام صاحب کی جانب سے دلیل دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ اجل یا شرط خیار وغیرہ میں اختلاف نہ ہو تو معقود علیہ میں ہے اور نہ ہی معقود بہ میں اس لئے یہ اختلاف ایسے ہی ہے جیسا کہ ثمن کا کچھ حصہ معاف کردینے یا بری کردینے کا اختلاف ہے تو جیسے ان میں تحالف نہیں اسی طرح اجل وغیرہ میں بھی تحالف نہیں اور ہدایہ کے حاشیہ میں ہے کہ روایت کے یہ الفاظ ہیں **اذا اختلف المتبایعان** تو اس میں تحالف کو متبایعین کے اختلاف کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور متبایعین مشتق ہے بیع سے تو تحالف کا وجوب اس وقت ہوگا جب کہ ان کا اختلاف ایسی چیز میں ہو جس کے ساتھ بیع ثابت ہوتی ہے اور وہ مبیعہ اور ثمن ہی میں تو گویا یوں کہا گیا کہ جب بائع اور مشتری مبیعہ اور ثمن میں اختلاف کریں تو تحالف ہوگا۔

امام شافعیؒ کی دلیل:

امام شافعی کی جانب سے ہدایہ کے ہاشیہ میں دلیل دی گئی ہے کہ اجل میں اختلاف ایسے ہی ہے جیسا کہ ثمن کی مالیت میں اختلاف اس لئے ثمن مؤجل ثمن مالی سے کم درجہ ہوتا ہے تو اجل میں اختلاف وصف ثمن میں اختلاف ہوا لہذا اس میں تحالف ہوگا۔

اس کا جواب اجل ثمن وصف نہیں بنایا جاسکتا اس لئے کہ ثمن بائع کا حق رہتا ہے جب کہ اجل مشتری کا حق بنتا ہے اگر اجل ثمن کا وصف ہوتا تو اپنے اصل کے تابع ہوتا اور اس کا فائدہ بائع کو پہنچتا حالاں کہ اس کا فائدہ مشتری کو پہنچتا ہے اس لئے اجل کو ثمن کا وصف قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (ہدایہ ص:۲:۱۷، ج:۳ حاشیہ ۲،۱)

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک متبایعان کے درمیان اختلاف کی صورت میں صرف بائع کا قول معتبر ہوگا اور ان کے درمیان تحالف نہ ہوگا اور یہ نظریہ ہے۔

حضرت ابن مسعود امام شعبیؒ اور امام احمد اور ان کی دلیل حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت اشعث بن قیس کے درمیان جھگڑے والی روایت ہے جس میں ہے کہ جب بائع اور مشتری کے درمیان اختلاف ہو تو بائع کا قول معتبر ہوگا یا وہ دونوں بیع کو چھوڑ دیں۔ اس میں تحالف یعنی ایک دوسرے سے

قسم کا کوئی ذکر نہیں ہے اور یہ روایت ابوداؤد ج:۲، ص:۱۴۰ میں بھی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب تفصیلی روایت میں تحالف کا ذکر موجود ہے تو ان کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری کے درمیان مقدار مبیعہ یا ثمن میں اختلاف ہو اور مبیعہ موجود ہو تو اس اختلاف کے حل کی صاحب ہدایہ نے چار صورتیں بیان کی ہیں۔

اور یہ چاروں صورتیں ہدایہ ص:۱۷۱، ۱۷۲ ج:۳ میں مذکور ہے ہم بھی یہاں ذکر کرتے ہیں۔

(۱) اگر اختلاف ثمن میں ہو کہ بائع کہتا ہے کہ ثمن زیادہ مقرر ہوا تھا اور مشتری کہتا ہے کہ ثمن اس سے کم مقرر ہوا تھا یا بائع کہتا ہے کہ مبیعہ اتنی مقدار میں متعین ہوا تھا اور مشتری اس سے زائد کا دعوی کرتا ہو تو ان میں سے جس نے بھی اپنے دعوی پر بینہ قائم کر دیا اس کے حق میں فیصلہ ہوگا اس لئے کہ ہر ایک دعویدار ہے اور جس نے بھی اپنا دعوی بینہ کے ساتھ مبرہن کر دیا اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) اگر اختلاف ثمن یا مقدار مبیعہ میں ہو اور بائع اور مشتری میں سے ہر ایک نے بینہ قائم کر دیا تو جس کا بینہ زیادتی کو ثابت کرے گا وہ معتبر ہوگا مثلاً مقدار ثمن میں بائع زیادتی کا دعویدار ہے تو اس کا بینہ معتبر ہوگا اور مقدار مبیعہ میں مشتری زیادتی کا دعویدار ہے تو اس کا بینہ معتبر ہوگا۔

(۳) اگر دونوں میں سے کسی کے پاس بینہ نہ ہو تو مشتری سے کہا جائے گا کہ بائع کے بتائے ہوئے ثمن پر راضی ہو ورنہ بیع کو فسخ کر دیا جائے گا اور بائع سے کہا جائے گا کہ مشتری کے بتائے ہوئے مقدار مبیعہ پر راضی ہو جا ورنہ بیع کو فسخ کر دیا جائے گا اس لئے کہ مقصود جھگڑے کو ختم کرنا ہے اگر یہ آپس میں راضی ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ حاکم ان دونوں میں سے ہر ایک سے دوسرے کے دعوی کے خلاف قسم لے گا اگر دونوں نے قسم اٹھالی تو قاضی ان کے درمیان بیع کو فسخ کر دے گا اور اگر ان دونوں میں سے کوئی قسم اٹھانے سے انکار کر دے تو دوسرے کے قول کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اور تحالف اس صورت میں جب کہ مشتری نے مبیعہ پر قبضہ نہ کیا ہو تو یہ قیاس کے موافق ہے۔

اس لئے کہ بائع ثمن میں زیادتی کا دعویدار ہے اور مشتری اس سے انکاری ہے اسی طرح مشتری مقدار مبیعہ جو اس کے ذمہ واجب تھی اس کو بائع کے حوالے کر دینے کا دعویدار ہے اور بائع اس کا منکر ہے کہ جتنی مقدار ذمہ میں تھی وہ پوری مجھے نہیں ملی تو ان میں سے ہر ایک منکر ہے اس لئے ہر ایک سے قسم لی جائے گی اور جب مشتری نے مبیعہ پر قبضہ کر لیا ہو اور پھر مقدار ثمن میں اختلاف ہو تو اس

صورت میں تحالف خلاف القیاس ہے اس لئے کہ اس صورت میں مشتری کسی چیز کا دعویدار نہیں اس لئے کہ اس نے مبیعہ لے لیا ہوا ہے اور بائع کا ثمن میں زیادتی کا دعوی باقی ہے اور مشتری اس سے انکاری ہے تو قیاس کے مطابق صرف مشتری سے قسم لینی چاہئے مگر چوں کہ روایت میں دونوں سے قسم لینے کا ذکر ہے اس لئے قیاس کو ترک کر دیا گیا۔

(۴) اگر اختلاف مقدار مبیعہ اور مقدار ثمن دونوں میں ہو مثلاً بائع کہتا ہے کہ ثمن دس روپیہ مقرر ہوا تھا اور مشتری کہتا ہے آٹھ روپیہ مقرر ہوا تھا اور اسی معاملہ میں مشتری کہتا ہے کہ مبیعہ ڈیڑھ کلو مقرر ہوا تھا اور بائع کہتا ہے کہ ایک کلو مقرر ہوا تھا اور دونوں نے اپنے اپنے دعوی پر بینہ قائم کر دیا تو ثمن کے معاملہ میں بائع اور مبیعہ کے معاملہ میں مشتری کا بینہ معتبر ہوگا۔ واللہ اعلم۔
مزید تفصیل کے لئے خزائن السنن ج: ۲، دیکھیں۔

بَابُ مُبَايَعَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ

یہ باب ہے اہل کتاب کے ساتھ لین دین کرنا

4667أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيئَةٍ وَأَعْطَاهُ دِرْعًا لَهُ رَهْنًا.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار اناج لیا تھا آپؐ نے رہن کے طور پر اپنی زرہ اسے عطا کی تھی۔

4668أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلاَثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ لأَهْلِهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس جَو کے تیس صاع کے عوض میں رہن رکھی ہوئی تھی جو آپؐ نے اپنے گھر والوں کی خوراک کے لئے حاصل کئے تھے۔

توضیح: یہ باب چوں کہ اہل کتاب کے ساتھ لین دین سے متعلق ہے تو آیئے ہم سب سے پہلے جانتے ہیں اہل کتاب کس کو کہتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ جن پیغمبروں پر اللہ نے آسمانی کتابیں نازل

فرمائی ہیں ان کے ماننے والوں اوران کی نازل کردہ کتابوں کے ماننے والے کواہل کتاب کہتے ہیں مگر آج کل کے یہود دہریہ ہوتے ہیں نہ ان سب نبیوں کو مانتے ہیں جن پرآسمانی کتابیں آئی ہیں نہ ہی ان کتابوں کو مانتے اورعمل کرتے ہیں اس لئے آج کل کے اہل کتاب کا ذبیحہ بھی درست نہیں اوران کی لڑکیوں سے نکاح بھی درست نہیں ہے۔اس باب میں دوحدیثیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی حدیث یہ ہے کہ آپؐ نے ایک یہودی سے اناج لیا تھااور آپؐ نے اپنی زرہ رہن کے طور پراس کوعطا کی تھی، دوسری حدیث ہے کہ آپؐ کے انتقال کے بعدآپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس جوکہ تیس صاع کے عوض میں رہن رکھی ہوئی تھی جو آپؐ نے اپنے گھر والوں کی خوراک کے لئے حاصل کئے تھے۔

رہن کی تعریف

رہن کہتے ہیں گروی رکھنے کویعنی کوئی چیزکسی کے پاس بطورضمانت اس کے پاس رکھ کراسے قرض لینا گروی رکھنے والے کوراہن اورگروی رکھ کرقرض دینے والے کومرتہن کہتے ہیں اور جو چیز گروی رکھی جائے اس کورہن یامرہون کہتے ہیں۔

تفصیل احکام رہن

ہمارے یہاں شئ مرہون مضمون ہوتی ہے یعنی اگرشئ مرہون مرتہن کے پاس اس کی تعدی کے بغیر ہلاک ہوجائے تواس کا تاوان دینا ہوگالیکن تاوان اقل قیمت دین کا ہوگا یعنی دین اور قیمت مرہون میں سے جوکمتر ہواس کا ضمان آئے گا پس اگرمرہون کی قیمت دین کے برابر ہوتو معاملہ برابر سرابر ہوگیااوراگرمرہون کی قیمت دین سے زیادہ ہوتوجس قدرزائد ہے وہ امانت ہے کہ اگراس کے پاس ہلاک ہوجائے تواس کا ضمان نہ ہوگااوراگرمرتہن تعدی سے ہلاک ہوتوضمان ہوگااوراگرمرہون کی قیمت دین سے کم ہوتوبقدر قیمت دین ساقط ہوجائے گااور باقی دین مرتہن سے لے لے گا یہ کل تفصیل ہمارے یہاں ہے۔

حضرت امام شافعی کے یہاں شئ مرہون مرتہن کے پاس امانت ہوتی ہے توان کے یہاں مرہون کے ہلاک ہوجانے سے تاوان نہ آئے گا۔ان کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ مرہون شئ مضمون بالدین نہیں ہوتی ہماری دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب مرہون شئ ہلاک ہوجانے کے بعداس کی قیمت

مشتبہ ہوجائے اور راہن مرتہن میں سے ہر ایک یہ کہے مجھے معلوم نہیں کہ اسکی کتنی قیمت تھی تو مرتہن اس قدر دین کا تاوان دے جتنے میں وہ شی رہن تھی نیز حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے کسی کے پاس گھوڑا رہن رکھا اور وہ اس کے پاس ہلاک ہوگیا تو آپؐ نے مرتہن سے ارشاد فرمایا **ذھب حقك** پھر رہن کے مضمون ہونے پر صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی ہے گو کیفیت ضمان میں اختلاف ہے۔

چناں چہ حضرت ابوبکرؓ سے مضمون بالقیمۃ ہونا مروی ہے اور حضرت ابن عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ حضرت علی سے مضمون بالاقل ہونا مروی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مضمون بالدین ہونا مروی ہے ہ (معدن الحقائق، ج:۲، ص:۳۱۳، ۳۱۴) اب دونوں حدیثوں کا مطلب ملاحظہ فرمائیں۔

ہمارے اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ ایک صاع قریب ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے اسی حساب سے ۳۰ صاع جو قریب ڈھائی من کے ہوئے، حدیث کا مقصد منشا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات مبارکہ کے بالکل آخری ایام میں بھی آپ کے گھر کا گذارہ کا حال یہ تھا کہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی قیمتی ذرہ رہن رکھ کر آپؐ نے صرف ۳۰ صاع جو وفات سے کچھ ہی پہلے قرض لئے تھے مسلمانوں کو چھوڑ کر کسی یہودی سے قرض لینے کی مصلحت مدینہ کے مسلمانوں میں بھی ایسے متعدد افراد ہونے کے باوجود جن سے ایسے چھوٹے چھوٹے قرضے غالباً ہر وقت لئے جاسکتے تھے کسی یہودی سے قرض لینے کی چند مصلحتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ آپ نہیں چاہتے ہیں کہ اپنے اہل محبت اور نیازمندوں میں سے کسی کو اس حالت اور اس قسم کی ضرورت کا علم ہو کیوں کہ پھر وہ بجائے قرض کے ہدیہ وغیرہ کے ذریعہ آپ کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور اس سے ان پر بار پڑتا ہے نیز اس صورت میں ان سے قرض منگوانے میں ایک قسم کی طلب اور تحریک ہوجاتی اور غالباً دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ اس شبہ اور شائبہ سے بھی بچنا چاہتے تھے کہ آپ کے ذریعہ اہل ایمان کو دین کی جو دولت ملی اس کے عوض آپ کوئی حقیر سے حقیر بھی دنیوی فائدہ اس سے اٹھائیں اس لئے مجبوری اور ضرورت کے موقع پر آپ قرض بھی غیر مسلموں سے لینا چاہتے تھے اور تیسری مصلحت یہ بھی تھی کہ اپنے علاوہ دوسروں سے تعلقات ان کے پاس آمد و رفت ملنے جلنے کے مواقع پیدا ہوتے تھے اور اس سے آپ کی سیرت و اخلاق کے جاننے کا ایک بہترین راستہ کھلتا تھا وغیرہ۔

الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہت سادی تھی بعض اوقات معیشت تنگ ہوجاتی تھی مگر آپؐ کبھی اپنی تنگی صحابہ کے سامنے بیان نہیں فرماتے تھے نیز اس حدیث میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپؐ نقد خریدے ہوں اور ثمن کا انتظام ہونے پر قیمت ادا کرنے کا وعدہ کیا ہو اور بائع کے اطمینان کے لئے ذرہ گروی رکھی ہو غرض یہ حدیث مجمل ہے ادھار خریدنے کے بارے میں صریح نہیں (جیسا کہ

تحفۃ الالمعی ج:۴،ص:۱۱۴میں ہے)

باب بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

یہ باب ہے مدبر غلام کوفروحت کرنے میں

4669أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ »أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ .«قَالَ لاَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم- »مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي .«فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ-صلى الله عليه وسلم- فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ »ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَىْءٌ فَلأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ مِنْ أَهْلِكَ شَىْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ مِنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَىْءٌ فَهَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا .«يَقُولُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں بنوعذرہ سے تعلق رکھنے ولے ایک صاحب نے اپنے غلام کومدبر کےطور پرآزادکردیااس بات کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوملی تو آپؐ نے دریافت کیاکیاتمہارے پاس اس غلام کےعلاوہ کوئی اور مال بھی ہےتو اس نےعرض کیاجی نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایااس غلام کومجھ سےکون خریدے گاتوحضرت نعیم بن عبداللہ عدویؓ نے آٹھ سودرہم ے کےعوض میں اسےخریدلیاوہ یہ رقم لےکرنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضرہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رقم غلام کے مالک کودیتے ہوئے یہ ارشادفرمایاسب سے پہلے اسےاپنے اوپر خرچ کرواگرکچھ بچ جائےتواسےاپنے بیوی بچوں پرخرچ کرواگربیوی بچوں میں سے بھی بچ جائےتوقریبی رشتہ داروں پرخرچ کرنے کےبعدکچھ بچ جائےتواس طرح اس طرح خرچ کرونبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنےاپنے دائیں اوربائیں طرف اشارہ کرتے ہوےفرمایایعنی اس کوصدقہ خیرات کرو۔

4670أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلاَمًا

لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ «مَنْ يَشْتَرِيهِ». فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَقَالَ «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ فَإِنْ كَانَ فَضْلاً فَعَلَى عِيَالِهِ فَإِنْ كَانَ فَضْلاً فَعَلَى قَرَابَتِهِ أَوْ عَلَى ذِي رَحِمِهِ فَإِنْ كَانَ فَضْلاً فَهَا هُنَا وَهَا هُنَا».

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں ایک انصاری جن کا نام ابومذکور تھا انہوں نے اپنے غلام کو مدبر کے طور پر آزاد کردیا اس غلام کا نام یعقوب تھا ابومذکور کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو بلوایا اور فرمایا مجھ سے اسے کون خریدے گا تو نعیم بن عبداللہ نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اسے خریدلیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم ابومذکور کو عطاء کرتے ہوئے فرمایا جب کوئی شخص غریب ہوتو اسے سب سے پہلے اپنے اوپر رقم خرچ کرنی چاہئے اگر مزید موجود ہوتو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا چاہئے اگر مزید موجود ہوتو اپنے قریبی رشتے داروں پر (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اپنے ذی رحم رشتے داروں پر خرچ کرنا چاہئے اگر پھر بھی بچ جائے تو یہاں اور وہاں یعنی صدقہ خیرات کے طور پر خرچ کرنا چاہئے۔

4671 أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- بَاعَ الْمُدَبَّرَ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر غلام کو فروخت کروادیا تھا۔

توضیح: مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس کا مالک اس سے یہ کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔

اسلام نے غلامی کی رسم کو ختم کرنے کے لئے غلاموں کے حق کو بھی تسلیم کیا ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھتا ہو کہ خود سے آزادی حاصل کرسکے تو اسے آزاد کرنے میں کوئی بندش یا قید نہ لگائی جائے البتہ غلاموں پر یہ شرط عائد کی جس بات پر آقا کی رضامندی ہوجائے اسے پورا کیا جائے اور آقا کو بھی چاہئے کہ اس کی آزادی کے تعلق سے جو بات طے پائے اس پر ثابت قدم رہے اس کی مختلف شکلیں تھیں ان میں سے ایک مدبر بھی ہے۔

اگر کوئی اپنے غلام سے کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو یا اسی مفہوم کو ادا کرنے والا اس نے کوئی دوسرا جملہ کہا تو اس کے انتقال کے بعد فوراً ہی غلام آزاد ہو جائے گا آقا اسے نہ تو فروخت کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو ہبہ کر سکتا ہے درمیان میں آقا اپنی بات سے پھرنا چاہتا ہے تو اس کی بات قابل قبول نہ ہوگی۔

بیع مدبر کے مسئلے میں اختلاف ہے البتہ حضرت امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک اس کی بیع مطلقاً جائز ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک مدبر مطلق کی بیع تو ناجائز ہے اور مدبر مقید کی جائز ہے، امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ اگر مدبر کا مولی تدبیر سے پہلے مدیون ہو تو پھر ایسے مدبر کی بیع جائز ہے مدبر مقید کا مطلب یہ ہے کہ مولی اپنے غلام سے یوں کہے کہ اگر میں فلاں بیماری میں مرتا ہوں یا اتنی مدت کے اندر اندر مرتا ہوں تو تو آزاد ہے ایسے مدبر کی بیع ہمارے یہاں جائز ہے حنفیہ کے نزدیک مدبر مطلق کا حکم یہ ہے کہ اس کی وجہ سے غلام حیات مولی میں تو صرف آزادی کا مستحق ہوتا ہے اسی لئے اس کی بیع جائز نہیں اور مولی کے مرنے کے بعد اس عتق کا نفاذ ہوتا ہے یعنی اس کی حقیقت پائی جاتی ہے اور مدبر مقید میں مولی کی حیات میں آزادی کا مستحق نہیں ہوتا کیوں کہ معلوم ہی نہیں کہ وہ اس مرض میں مرے گا یا نہیں لہٰذا یہ شرط محتمل الوجود والعدم ہوئی لہٰذا یہ تعلیق فی الحال سبب نہ ہوگی حریت کا ہاں اگر وہ مولی اسی مرض میں مر گیا جیسے کی قید لگائی تھی تو اب چوں کہ سبب حریت کا تحقق ہو گیا۔

اس لئے وہ مدبر آزاد ہو جائے گا لیکن ثلث مال سے آزاد ہوگا جس طرح وصیت میں ہوتا ہے اور اگر مولی اس مرض کے علاوہ کسی اور مرض میں مرا تو اس صورت میں حریت نہیں پائی جائے گی انتفاء شرط کی وجہ سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تدبیر کی وجہ سے خواہ وہ مطلق ہو یا مقید عبد کو حق حریت حاصل ہی نہیں ہوتا اسی لئے ان کے نزدیک اس کی بیع جائز ہے۔ (الدر المنضود ج:٦، ص:١٠٢)

بَاب بَيْعِ الْمُكَاتِبِ

یہ باب ہے مکاتب غلام کو فروخت کرنا

4672 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا

إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلاَؤُكِ. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »ابْتَاعِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّ الْوَلاَءَ لِمَنْ أَعْتَقَ .«ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَمَنِ اشْتَرَطَ شَيْئًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ وَشَرْطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ .«

ترجمہ: عروہ حضرت عائشہؓ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں بریرہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں اور اپنی کتابت کی رقم ادا کرنے کے لئے ان سے مدد مانگی حضرت عائشہؓ نے ان سے کہا تم اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ اگر وہ لوگ یہ پسند کریں تو میں تمہاری کتابت کی تمام رقم ایک ساتھ ادا کردیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا بریرہ نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا انہوں نے کہا اگر سیدہ عائشہؓ چاہیں تو تمہیں اپنے پاس رکھیں لیکن تمہاری ولاء کا حق ہمیں حاصل ہوگا حضرت عائشہؓ نے اس بات کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے ان سے فرمایا تم اسے خرید کر آزاد کردو کیوں کہ ولاء حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسی شرائط عائد کرلیتے ہیں جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے جو شخص کوئی ایسی شرط عائد کرے تو اسے اس بات کا حق حاصل نہیں ہوگا اگرچہ اس نے سو شرطیں رکھی ہوئی ہوں کیوں کہ اللہ کی طرف سے جائز کردہ شرط زیادہ حقدار اور زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

توضیح: غلام کو آزادی حاصل کرنے کے لئے اسلام نے ایک طریقہ مکاتبت کا تجویز کیا ہے یعنی ایک معاہدہ کے تحت غلام اپنے آقا سے کہے کہ میں اتنی رقم ادا کردوں گا اس کے عوض مجھے آزاد کردیا جائے یا اس کی آزادی کے بارے میں ایسی ہی بات آقا اپنے غلام سے کہے اگر بات طے پا جاتی ہے اور غلام متعینہ رقم ادا کردیتا ہے تو غلام آزاد ہوجائے گا۔ رقم کی ادائیگی میں زیادہ سختی بھی نہ ہونی چاہیے اس طرح غلام کی بات کو بھی آقا ماننے سے انکار نہیں کرسکتا غلام طے شدہ رقم اپنے قوت بازو سے حاصل کرے یا اس کے لئے کسی کا تعاون حاصل کرے اس سے مالک کو کوئی مطلب نہیں قرآن میں سورہ نور آیت نمبر ۳۳ میں اس حق کو بڑے ہی واضح انداز میں تسلیم کیا گیا ہے فرمایا اللہ پاک نے

تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتبت کی درخواست کریں۔ان سے مکاتبت کرلو اگر تمہیں معلوم ہو ان کے اندر بھلائی ہے اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔

اس آیت میں دو مسئلے ہیں:

مسئلہ نمبر ۱: کوئی غلام یا باندی کتابت کا معاملہ کرنا چاہے تو آقا کو چاہئے کہ معاملہ کرے اور ان علمتم فیھم خیراً کا مطلب یہ ہے کہ غلام باندی جنگی قیدی ہوتے ہیں اور جنگی قیدی مسلمانوں کے معاشرے میں آکر اکثر مسلمان ہوجاتے ہیں مگر بعض اپنے مذہب پر قائم رہتے ہیں اس لئے اگر خیال ہو کہ غیر مسلم غلام مکاتب ہوکر اور آزاد ہوکر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائے گا تو اس کو مکاتب نہ بنایا جائے اس کو غلامی میں رکھا جائے وہ جب تک غلامی میں رہے گا کہیں جا نہ سکے گا پس اس کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرنے کا موقع نہیں ملے گا اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ غلام مسلمان ہوگیا ہے آزاد ہوکر اسلام اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا بلکہ دینی کاموں میں لگ جائے گا تو اس کو مکاتب بنادو اور آزاد کردو۔

مسئلہ نمبر ۲: مکاتب کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے وہ رقمیں جمع کرکے اپنے بدل کتابت میں بھر کر آزاد ہوجائے گا۔

مکاتب بنانا واجب ہے یا مستحب

امام بخاریؒ نے ایک مسئلہ ذکر کیا ہے کہ اگر غلام کو مکاتب بنانا مفید ہو تو مکاتب بنانا واجب ہے یا مستحب ایک رائے یہ ہے کہ واجب ہے ابن جریج نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے یہ مسئلہ پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ میرا خیال یہ ہے کہ واجب ہے اور عمر بن دینار کہتے ہیں میں نے حضرت عطاء سے پوچھا آپ یہ بات کس سے نقل کرتے ہیں یا یہ آپ کی اپنی رائے ہے۔حضرت عطا نے فرمایا کہ نہیں یہ میری رائے ہے پھر ان کو ایک روایت یاد آئی محمد بن سیرین کے والد انھوں نے حضرت انس سے کہا مجھے مکاتب بنادو حضرت انسؓ نے انکار کیا۔سیرین نے حضرت عمرؓ سے اس کی شکایت کی آپؐ نے حضرت انسؓ کو بلایا اور کہا جب یہ مکاتب بننا چاہتا ہے تو بنادو حضرت انسؓ نے انکار کیا حضرت عمرؓ نے درہ اٹھایا کہا کہ بناورنہ بجاتا ہوں چناں چہ حضرت انسؓ نے سیرین کو مکاتب بنادیا حضرت عطاء نے یہ روایت اپنے قول کی دلیل میں پیش کی ہے کہ مکاتب بنانا واجب ہے حضرت عمرؓ نے انکار پر درہ اٹھایا ہے اور سزا غیر واجب پر نہیں دی جاسکتی۔

لیکن دوسری رائے یہ ہے کہ مکاتب بنانا مستحب ہے یہ جمہور کی اور ائمہ اربعہ کی رائے ہے اور

آیت کریمہ میں جو فکاتبوھم ہے وہ امر استحباب کے لئے ہے اور حضرت انس ؓ کا انکار کرنا بھی دلیل ہے کہ مکاتب بنانا واجب نہیں اور حضرت عمر نے جو حکم دیا ہے وہ ملکی مصلحت سے تھا، پھر باب میں حضرت بریرہ ؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے جو پہلے گذر چکا ہے انہوں نے اپنے آقا سے کتابت کا معاملہ کیا تھا ان کو پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال میں ادا کرنی تھی حضرت عائشہ ؓ نے ان سے کہا تو خود کتابت سے عاجز کردے اور تمہارا مولی تمہیں پانچ اوقیہ میں بیچ دے میں خرید اکر فوراً آزاد کردوں گی چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ (تحفۃ القاری ج:۵،ص:۵۵۶)

باب الْمُكَاتَبِ يُبَاعُ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْئًا

یہ باب ہے کہ جب مکاتب نے کتابت کی رقم میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو اسے فروخت کیا جا سکتا ہے

4673أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ يُونُسُ وَاللَّيْثُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ إِلَيَّ فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي. وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيهَا ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أُعْطِيَهُمْ ذَلِكَ جَمِيعًا وَيَكُونَ وَلاَؤُكِ لِي فَعَلْتُ.

فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ ذَلِكَ لَنَا. فَذَكَرَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ »لاَ يَمْنَعُكِ ذَلِكَ مِنْهَا ابْتَاعِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّ الْوَلاَءَ لِمَنْ أَعْتَقَ .«فَفَعَلَتْ وَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى ثُمَّ قَالَ »أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ النَّاسِ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ .«

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں بریرہ میرے پاس آئیں اور بولی اے حضرت عائشہؓ میں نے اپنے مالکان کے ساتھ نو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کیا ہے جس میں سے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا ہوگا آپ اس بارے میں میری مدد کیجئے (راوی کہتے ہیں بریرہ اپنی کتابت کی رقم میں سے کچھ بھی ادا نہیں کر سکتی تھیں حضرت عائشہؓ نے ان میں دل چسپی ظاہر کرتے ہوئے یہ بات کہی تم اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ اگر وہ لوگ یہ بات پسند کریں تو میں یہ ساری رقم انہیں دیدیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔

بریرہ اپنے مالک کے پاس گئیں اور ان کو یہ بات بتلائی تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا وہ بولے سیدہ عائشہؓ چاہیں تو تمہیں اپنے پاس رکھ لیں ولاء کا حق ہمیں حاصل ہوگا حضرت عائشہؓ نے اس بات کا تذکرہ آپؐ سے کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ بات تمہیں روک نہیں سکتی ہے تم اسے خرید کر آزاد کردو کیوں کہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو ہوتا ہے حضرت عائشہؓ نے ایسا ہی کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے اللہ کی حمد بیان کی پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا امابعد لوگوں کو کیا ہو گیا وہ ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے جو شخص ایسی شرط عائد کرے جس کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو وہ باطل ہوگی اگرچہ وہ سو شرطیں کیوں نہ ہوں۔ اللہ کا فیصلہ (زیادہ حق دار ہے کہ اس پر عمل کیا جائے) اور اللہ کی شرط زیادہ مضبوط ہوتی ہے ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

توضیح: کتابت میں آقا جو چاہے شرط لگا سکتا ہے البتہ کوئی شرط ایسی نہ ہو جو شریعت کے خلاف ہو اگر شریعت کے خلاف کوئی شرط لگائے گا تو معاملہ فاسد ہو جائے گا کیوں کہ کتابت بیوع میں سے ہے کتابت کو ختم کیا جا سکتا ہے اس کا اقالہ ہو سکتا ہے اس لئے شرط فاسد سے کتابت فاسدہ ہو جائے گی البتہ عتق (آزاد کرنا) ایمان سے ہے اس کا اقالہ نہیں ہو سکتا اس لئے اس میں اگر کوئی فاسد شرط لگائی جاتی ہے تو شرط فاسد ہو جائے گی اور آزاد کرنا درست ہو جائے گا۔

حضرت بریرہؓ کے واقعہ میں ان کے آقا نے عتق میں ولاء کی شرط لگوائی تھی پس بریرہ کا آزاد کرنا درست ہو گیا اور شرط ختم ہو گئی بیع میں وہ شرط نہیں تھی بیع کا ثمرہ ولاء نہیں اور بیع کے بعد آزاد کرنا ضروری بھی نہیں پس حضرت بریرہ کے مولی نے آزاد کرنے میں شرط لگائی تھی اس لئے وہ شرط

اڑ گئی۔ واللہ اعلم

بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ

یہ باب ہے ولاء کو فروخت کرنے کے بیان میں

4674 أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضى الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

4675 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

4676 أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کو فروخت کرنے اور اسے ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

توضیح: ہبہ کے لغوی معنی ہیں کسی کو نفع بخش چیز دے کر اس پر مہربانی کرنا وہ بھی بغیر عوض کے اگرچہ وہ مال نہ ہو۔

ہبہ کی اصطلاحی تعریف: یہ ہے کہ کسی کو کسی چیز کے بغیر کسی عوض کے فی الحال مفت مالک بنا دیا جائے شرعاً کسی شئی کا مفت یعنی بلا کسی عوض کے مالک بنانا ہبہ کہلاتا ہے۔

الفاظ ہبہ: الفاظ ہبہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ان الفاظ کی ہے جو صراحۃً اور وضعاً ہبہ کے معنی میں مستعمل ہوں جیسے کوئی شخص کسی سے کہے

میں نے تم کو یہ چیز ہبہ کی یا یہ کہے کہ میں نے تمکو فلاں چیز کا مالک بنادیا۔

(۲) دوسری قسم ان الفاظ کی ہے جو کنایۃً اور عرفاً ہبہ کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں مثلاً کوئی شخص کسی سے کہے میں نے تم کو یہ کپڑا پہنا دیا میں نے تم کو یہ گھر عمر بھر کے لئے دے دیا اس طرح کے دیگر الفاظ عرفاً اور کنایۃً ہبہ کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔

(۳) تیسری قسم ان الفاظ کی ہے جو ہبہ اور عاریت دونوں کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی سے کہا میں نے تمکو اس جانور پر سوار کیا تو اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جانور سے نفع اٹھائے یعنی سواری کرنے کی اجازت دی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس جانور ہی کا مالک بنادیا۔ پہلی صورت میں عاریت ہے اور دوسری صورت میں ہبہ ہے۔

ارکان هبه: ہبہ میں مجموعی طور پر تین باتیں پائی جاتی ہیں:

(۱) ایجاب: یعنی معطی کی طرف کسی چیز کے دینے کی پیشکش۔

(۲) قبول (۳) قبضہ۔ یعنی یہ بھی تعریف کی ہے کہ ہبہ ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے اور قبضہ سے مکمل ہوتا ہے۔

(البحر الرائق، درمختار، کتاب الهبہ، بدائع الصنائع) یہاں پر یہ حوالہ ہے، ولاء نسب کے رشتہ کی طرح ایک رشتہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی خرید وفروخت ہبہ وغیرہ سے حاصل نہیں کیا جاسکتا اس لئے اس میں خرید وفروخت وغیرہ کے ذریعہ تصرف کرنا جائز نہیں یہ آزاد کرنے والے اور آزاد کردہ شخص کے درمیان ایک رابطہ اور تعلق ہے اس کی وجہ سے پہلا شخص دوسرے کا وارث بنتا ہے اس کی خرید وفروخت اور ہبہ سے ممانعت اس لئے ہے کہ نسب کی طرح اسے ختم کرنے سے یہ ختم نہیں ہوتا وغیرہ۔

بَابُ بَيْعِ الْمَاءِ

یہ باب ہے پانی کو فروخت کرنے کے بیان میں

4677 أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ.

ترجمه: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4678 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ عُمَرَ - وَقَالَ مَرَّةً ابْنَ عَبْدٍ - يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ - صلى الله عليه وسلم - يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ. قَالَ قُتَيْبَةُ لَمْ أَفْقَهْ عَنْهُ بَعْضَ حُرُوفِ أَبِي الْمِنْهَالِ كَمَا أَرَدْتُ.

ترجمہ: حضرت ایاسؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی فروخت کرنے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے روایت کے راوی قتیبہ بیان کرتے ہیں میں نے اس روایت کو اپنے استاذ سے سنتے وقت ابومنہال نامی راوی کے بعض الفاظ اس طرح نہیں سمجھے جس طرح میں چاہتا تھا (کہ وہ میرے سامنے واضح ہوجاتے)

توضیح: مقصد یہ ہے کہ جو پانی آدمی کی ضرورت سے زائد ہو اس کے دینے سے انکار نہیں کرنا چاہئے یہ نہی فی نفسہ عام ہے لیکن یہاں اس حدیث میں زائد پانی کی ممانعت کو ایک خاص صورت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، کہ اگر آدمی پانی دینے سے اس لئے انکار کرتا ہے کہ اس نے محنت کر کے پانی جمع کیا ہے بعض شراح نے لکھا ہے کہ ایک مری ہوئی زمین تھی جس نے اس کی مرمت کرا کر کے اس میں ایک کنواں کھودا جس کی وجہ سے اب وہ اس کنویں کا مالک ہو گیا اور صورت حال یہ ہے کہ آس پاس جو اور مری ہوئی زمینیں پڑی ہوئی ہیں جن میں اتفاق سے گھاس وغیرہ بھی اگتا ہے تو چوں کہ اس شخص نے ان زمینوں کی جو آس پاس ہے مرمت نہیں کرائی اس کا مالک بھی نہیں ہوا اس لئے اب ان زمینوں کی گھاس سے اس کو حق نہیں کہ کسی کو روکے بلکہ دوسرے لوگ اپنے جانور کو وہاں لا کر چرا سکتے ہیں لیکن جب جانور چرنے کے لئے جائیں گے تو ان کو پانی کی بھی ضرورت پڑے گی اور یہ شخص پانی مالک ان جانوروں کو پانی پینے سے روکتا ہے تا کہ لوگ اپنے جانوروں کو یہاں چرانے کے لئے لانا ہی چھوڑ دیں تو اس طور پر پانی والے کے لئے یہ گھاس محفوظ ہو جائے گی اس حدیث میں اسی سے منع کیا گیا ہے کہ اپنی ضرورت سے زائد پانی کو نہ روکا جائے تا کہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو گھاس سے روکا جائے۔

(یہ حدیث ابوداؤد میں بھی ہے مزید تفصیل کے لے الدرالمنضو دو یکھیں))

باب بَيْعِ الْخَمْرِ

یہ باب ہے شراب کو فروخت کرنے کے بیان میں

4681أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَهْدَى رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- »هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَهَا .«فَسَارَّ وَلَمْ أَفْهَمْ مَا سَارَّ كَمَا أَرَدْتُ فَسَأَلْتُ إِنْسَانًا إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- »بِمَ سَارَرْتَهُ .«قَالَ أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيعَهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- »إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا .«فَفَتَحَ الْمَزَادَتَيْنِ حَتَّى ذَهَبَ مَا فِيهِمَا.

ترجمہ:ابن وعلہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے اس مشروب کے بارے میں دریافت کیا جو انگور میں سے نچوڑ لیا جاتا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شراب کا مشکیزہ تحفہ کے طور پر پیش کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ اللہ نے اسے حرام قرار دے دیا ہے اس شخص نے (اپنے پاس موجود کسی شخص کو) سرگوشی میں کچھ کہا تو اس نے سرگوشی کی تھی مجھے اس کا پتہ نہیں چل سکا تو میں نے اس کے پہلو میں موجود شخص سے دریافت کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے دریافت کیا تم نے اسے سرگوشی میں کچھ کہا ہے اس شخص نے عرض کیا میں نے اسے یہ ہدایت کی ہے اسے فروخت کر دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جس چیز کے پینے کو حرام قرار دیا ہے اسے فروخت کرنے کو بھی حرام قررا دیا ہے راوی کہتے ہیں تو اس شخص نے مشکیزے کو کھول دیا اور اس میں جو کچھ موجود تھا وہ سب بہہ گیا۔

4682حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ الرِّبَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَلاَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں جب سود سے متعلق آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے آپ نے یہ آیت لوگوں کے سامنے تلاوت کی پھر آپؐ نے شراب کی تجارت کو بھی حرام قرار دیا۔

توضیح: زمانہ جاہلیت میں خمر وشراب اور نشہ کا دور دورہ تھا اور اس کے نتیجے میں بے شمار مفاسد وجرائم لازم آتے تھے بہت سے لوگ خمر وشراب کے خوگر ہو چکے تھے جب کہ خمر وشراب کی عادت اور لت پڑنے کے بعد اس سے بچنا اور اس عادت سے جان چھڑانا بہت مشکل ہوتا ہے جب اسلام کی آمد ہوئی تو خمر وشراب سے لوگوں کو آہستہ آہستہ حکمت کے ساتھ روکنا شروع کیا گیا یہاں تک کہ اس کے پوری طرح حرام ہونے کا فیصلہ سنا دیا گیا اور قرآن وسنت میں خمر وشراب کے دنیا اور آخرت کے نقصانات اور نتائج کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ تو آئے سب سے پہلے خمر کس کو کہتے ہیں اس کو نقل کرتے ہیں۔

خمر یہ انگور کی شراب یعنی انگور کا کچا پانی جس میں جوش آ جائے اور وہ اٹھے اور اوپر جھاگ آ جائے اور شدت پیدا ہو جائے یہ تعریف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک جھاگ آنا ضروری نہیں جب اس میں جوش آ جائے اور وہ اٹھے تو خمر بن گیا اور دیگر ائمہ کے نزدیک انگور کے کچے شیرے کی کچھ تخصیص نہیں ان کے نزدیک ہر نشہ آور مشروب خمر ہے اور حرام ہے۔

اصطلاحی تعریف

خمر شراب نشہ آور چیزیں ہیں وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے بعض لوگوں کے نزدیک صرف اس چیز کو خمر کہا جاتا ہے جو انگور یا کھجور سے بنائی گئی ہو کیوں کہ ایک روایت میں ہے کہ شراب حرام صرف وہی ہے جو ان دونوں درختوں یعنی انگور یا کھجور سے بنائی گئی ہو۔

خمر کے سلسلہ میں چار آیتیں بالترتیب نازل ہوئیں پہلی آیت سورہ النحل کی ہے: **ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا ورزقا حسنا۔**

اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے تم لوگ سکر (کھجور کی شراب) اور عمدہ کھانے کی چیزیں بناتے ہو اس آیت میں کھجور کی شراب کا تو تذکرہ کیا مگر انگور کی شراب یعنی خمر کا تذکرہ نہیں کیا پھر سکر کے ساتھ کوئی صفت نہیں لائی گئی یہ سورت مکی ہے پس یہ آیت بھی مکی ہے اگلی آیتوں میں حرمت آئے گی۔

دوسری آیت: سورہ بقرہ کی ۲۱۹ نمبر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگ آپ سے خمر اور قمار کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ بتادیں کہ دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فوائد بھی اسی وجہ سے لوگ خمر پیتے ہیں اور سٹہ کھیلتے ہیں مگر ان میں ایک بہت بڑا اضرر ہے جس کا تذکرہ چوتھی آیت میں آرہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ خمر و شراب اور جوئے میں لوگوں کے لئے کچھ نفع کی باتیں ہیں مثلاً اس سے وقتی طور پر لذت و فرحت اور سرور کی کیفیت طاری ہوتی ہے یا فروخت کر کے مال حاصل ہو جاتا ہے مگر ان میں بڑا گناہ ہے چناں چہ خمر و شراب میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ خمر و شراب کے ذریعہ عقل پر پردہ پڑجاتا ہے مگر چوں کہ اس آیت میں صراحتاً شراب سے تو منع نہیں کیا گیا تھا اس لئے لوگ پیتے رہے پھر ایک واقعہ پیش آیا حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے چند صحابہ کی دعوت کی اور دعوت میں ان کو شراب پلائی پھر مغرب کی نماز کا وقت آیا حضرت علیؓ کو امام بنایا گیا انھوں نے سورہ کافرون پڑھی اور نشہ میں سب جگہ سے لا حذف کر دیا اور بات کچھ سے کچھ ہوگئی، پس تیسری آیت نازل ہوئی تیسری آیت سورہ نساء آیت نمبر ۴۳ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو تم ایسی حالت میں نماز کے پاس مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ تم منہ سے کیا کہتے ہو۔ (ابوداؤد)

چناں چہ اب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے وقت کو تبدیل کر دیا تھا نماز سے کچھ گھنٹہ پہلے شراب کو بند کر دیتے تھے۔

چوتھی آیت سورہ مائدہ کی ہے نمبر ۹۰، ۹۱ میں اللہ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والے انگوری شراب، جوا غیر اللہ کے لئے قربانی کے تھان اور قرعہ کے تیر سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں پس ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ خمر اور جوے کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کرے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آؤ گے (ضرور ہم ان سے باز رہیں گے) ان آیات میں اللہ پاک نے پہلے تو خمر و شراب کو رجس قرار دیا اور رجس گندگی غلیظ اور پلید چیز کو کہا جاتا ہے پھر خمر و شراب کو شیطان کا عمل بتایا پھر ان سے اجتناب کرنے اور بچنے کا حکم فرمایا اور پھر خمر و شراب سے بچنے کے عمل پر مرتب ہونے والے عظیم فائدہ کا ذکر فرمایا جو کہ فلاح ہے اور فلاح و کامیابی ہے اور یہ فلاح و کامیابی دنیا کے اعتبار سے بھی ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی ہے اور اس کے برعکس خمر و شراب میں ناکامی ہے جو کہ دنیا کے اعتبار سے بھی ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی ہے جس سے معلوم ہوا کہ خمر و شراب کے ذریعہ انسان دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی نہیں پاسکتا بلکہ اس کے نتیجہ میں ناکامی کا سامنا کرتا ہے جو کہ مشاہدہ اور حقیقت کے مطابق ہے پھر اس کے بعد مذکورہ آیات میں اللہ نے واضح فرمایا کہ خمر و شراب کے ذریعہ سے شیطان تمہارے درمیان عداوت اور بغض

پیدا کرتا ہے اور یہ بات بھی مشاہدہ اور واقعہ کے مطابق ہے کہ خمر وشراب کے ذریعہ سے باہم عداوت و بغض پیدا ہوتا ہے خمر وشراب کے نشہ میں انسان دوسرے کے ساتھ بدگمانی بدزبانی گالی گلوچ اپنے دل میں موجود رازداری کا اظہار، جھگڑا اور قتل و غارت گری وغیرہ جیسی چیزوں میں مبتلا ہوجاتا ہے اور ایسی حرکات وسکنات کر بیٹھتا ہے جن کی وجہ سے دوسروں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے بغض وعدوات قائم ہوجاتی ہے پھر اس کے بعد مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان خمر وشراب کے ذریعہ سے تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے بھی روکتا ہے یہ بات بھی حقیقت ومشاہدہ کے مطابق ہے کہ خمر وشراب پینے کے نتیجے میں انسان اللہ سے غافل ہوجاتا ہے اور نماز سے بھی غفلت اختیار کرتا ہے اور اگر اس حال میں نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی طرح طرح کی کوتاہیوں کی وجہ سے گویا کہ ایک طرح سے نماز کو ضائع و برباد کردیتا ہے، اس حکم کے آنے کے بعد خمر وشراب کو بالکلیہ اور ہمہ وقت حرام کردیا گیا خواہ نماز کا وقت ہو یا کوئی اور وقت ہو یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے برتنوں اور آلات کو بھی توڑنے کا حکم دے دیا۔ اب رہی بات شراب کے کاروبار کے متعلق تو اس کا جواب یہ ہے کہ شراب مسلمانوں کے حق میں مال متقوم نہیں اس لئے مسلمان نہ شراب بیچ سکتا ہے اور نہ خرید سکتا غیر مسلموں کے حق میں شراب سرکہ کی طرح مال متقوم ہے پس غیر مسلم آپس میں شراب بیچ وخرید سکتے ہیں۔ (ایضاح المسلم ص: ۲۰۶)

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک مختلف قسم کی شرابوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل شراب جس کو قرآن مجید میں خمر کا نام دیا گیا ہے وہ قطعاً حرام ہے جس کا منکر اسلام سے خارج ہے اور اس کی تھوڑی اور زیادہ مقدار بہر حال ناجائز ہے اور اس کی تھوڑی مقدار پینے پر بھی حد جاری ہوتی ہے خواہ اس کو پینے سے نشہ بھی پیدا نہ ہو اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں بلکہ فاسد ہے اور یہ سخت وغلیظ درجہ کی نجس وناپاک چیز ہے۔

پھر اس بات پر تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ انگور کے کچے رس یا شیرہ سے تیار شدہ شراب پر مذکورہ تمام احکام قطعیت کے ساتھ جاری ہوتے ہیں جس میں ابال پیدا ہوگیا ہو اور جھاگ پھینکنے لگا ہو اور اگر وہ جھاگ نہ پھینکے مگر نشہ آور ہو تو وہ بھی حرام ہے مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس شراب کا درجہ پہلی شراب سے بعض احکام میں کمزور ہے اس لئے امام صاحب کے نزدیک اس کا منکر اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

اور جو شراب کشمش یا کھجور سے بنائی گئی ہو یا انگور کا شیرہ تھوڑا سا آگ پر پکا کر رکھ دیا گیا اور اس میں ابال پیدا ہوگیا ہو اور وہ جھاگ پھینک رہی ہو وہ بھی خمر میں داخل ہے مگر شراب کی اس قسم پر خمر کا

اطلاق قطعی کے بجائے ظنی ہے اس لئے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا منکر اسلام سے خارج نہیں۔
(بدائع الصنائع، مجمع الانہر)

باب بَيْعِ الْكَلْبِ

یہ باب ہے کتے کی بیع کے بیان میں

4683حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

ترجمہ: حضرت مسعود و عقبہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت فاحشہ عورت کی آمدنی اور کاہن کی کمائی سے منع کیا ہے۔

4684أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَنْبَأَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي أَشْيَاءَ حَرَّمَهَا »وَثَمَنِ الْكَلْبِ.«

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا اوران میں انہوں نے کتے کی قیمت کا بھی تذکرہ کیا۔

باب مَا اسْتُثْنِيَ

یہ باب ہے استثناء کے بارے میں

4685أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ أَنْبَأَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ إِلاَّ كَلْبَ صَيْدٍ.
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا مُنْكَرٌ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتے اور بلی کی قیمت استعمال کرنے سے منع کیا ہے البتہ شکار والے کتے کا حکم مختلف ہے یعنی اس کی قیمت جائز ہے امام نسائی بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے۔

توضیح: اس روایت سے پہلے دونوں حدیثوں میں مطلق طور پر کتے کی قیمت کی ممانعت کا تذکرہ ہے اور اس روایت میں بلی کی قیمت سے تو منع کیا گیا ہے مگر شکاری کتے کا حکم مختلف ہے۔

ان احادیث کے متعلق حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری ایضاح المسلم میں ص:۱۹۰ پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں تین مسئلے ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک کتے کی بیع مطلقاً حرام ہے اور اس کا ثمن بھی حرام ہے خواہ کتا معلم ہو یا غیر معلم اور احناف کے نزدیک جن کتوں کا پالنا جائز ہے جیسے شکاری کتا چوکیدار کا کتا جاسوسی کا کتا ان کی خرید وفروخت جائز ہے پس ان کا ثمن بھی ہے اور حلال کٹکھنا کتا اور عام غیر معلم کتے کہ نہ بیع جائز ہے اور نہ ان کا ثمن حلال ہے امام مالکؒ کے اقوال مختلف ہیں امام شافعیؒ وغیرہ کے موافق بھی اور احناف کے موافق بھی۔

امام شافعیؒ کا استدلال مذکورہ حدیث ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے ثمن سے منع فرمایا ہے بعض احادیث میں کتے کے ثمن کو قبیح کہا گیا ہے اور احناف کی دلیل حضرت جابرؓ کی حدیث نمبر ۴۶۸۵ ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی اور کتے کے ثمن سے منع فرمایا ہے مگر شکاری کتے کا استثناء فرمایا ہے اور یہ حدیث امام نسائی نے کتاب الصید میں بیان کی ہے اور اس کو غیر صحیح قرار دیا مگر اس کی وجہ بیان نہیں کی مگر جب کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں فتح الباری ج:۴، ص:۳۵۳ میں اس کا اعتراف کیا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اس باب کی حدیث کا متعدد جواب دیا ہے ایک جواب یہ دیا ہے کہ اس کی ممانعت کا تعلق ابتدائے اسلام سے ہے جب کتوں کو مار ڈالنے کا حکم تھا مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ ممانعت کراہت تنزیہی پر محمول ہے جیسے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوانے کی اجرت کو خبیث کہا ہے جب کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے والے کو اجرت دی ہے اور چاروں ائمہ کے نزدیک یہ اجرت حلال ہے مگر یہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کچھ پیشے اور خرید وفروخت اگر چہ فی نفسہ جائز ہوتے ہیں مگر شریعت اسکو پسند نہیں کرتی ہے۔ مثلاً بیت الخلاء صاف کرنے کا پیشہ جائز تو ہے مگر پسندیدہ نہیں کیوں کہ اس میں نجاست سے قرب ہے اسی طرح کتے اور بلی کی خرید وفروخت اگر چہ فی نفسہ جائز ہے مگر چوں کہ یہ کاروبار پسندیدہ نہیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

صاحب ہدایہ کے نزدیک ہر کتے کی بیع جائز ہے اور جب کتے کی بیع جائز ہے تو ثمن حلال

ہے اور علامہ سرخسی کے نزدیک جو کہ صاحب ہدایہ کے استاد الاساتذہ ہیں صرف معلم کتے کی بیع جائز ہے یعنی وہ کتا جس کو کوئی فن سکھایا گیا ہو اس کی بیع جائز ہے اور غیر معلم کتے کی بیع ناجائز ہے علامہ کشمیری نے اس رائے کو پسند کیا ہے۔

اسی طرح روایت میں ایک لفظ ہے البغیٌ کے معنی ہیں بدکار زنا کار عورت اور مہر سے زنا کی اجرت مراد ہے تشبیہاً اس کو مہر کہا گیا ہے عقد کا اجارہ میں منفعت کا مباح ہونا ضروری ہے اگر منفعت مباح نہیں تو اس کا اجارہ باطل ہے چناں چہ فقہی ضابطہ ہے کہ جو کام شرعاً ناجائز ہے اس پر اجارہ جائز نہیں زمانۂ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ آقا اپنی باندی کو زنا کرنے پر مجبور کرتا تھا اور اس کی آمدنی کھاتا تھا اس حدیث میں اس سے کہا گیا ہے کہ یہ رقم تیرے لئے حرام ہے اور جب آقا کے لئے حرام ہے تب خود رنڈی کے لئے حرام ہے اور یہ بات سورہ نور آیت ۳۳ میں صراحت کے ساتھ آئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور مت کرو اگر وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہیں تاکہ تم دنیا کی زندگی کا اسباب چاہو یعنی اس ذریعہ سے پیسے کماؤ۔

کاہن کا نذرانہ بھی حرام ہے

کاہن وہ شخص کہلاتا ہے جو غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے اور آئندہ کے احوال کی خبریں دیتا ہے اس کو اس عمل کے معاوضہ میں کچھ دیا جاتا ہے اس کو حلوان (مٹھائی شیرینی) کہا جاتا ہے شریعت مطہرہ نے کہانت کو جڑ بنیاد سے ختم کیا ہے اور کاہن کے پاس جانے کو اور اس سے غیب کی باتیں پوچھنے کو حرام قرار دیا ہے پس اس کا نذرانہ بھی حرام ہوگا اس لئے کہ جو کام شرعاً جائز نہیں اس کی اجرت حرام ہے۔ (ایضاح المسلم، کتاب المساقاۃ)

گانے بجانے والی لونڈیوں کی بیع کے متعلق امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ گانے بجانے والی عورتیں یا نوحہ کرنے والی عورتوں کا ان افعال پر اجرت لینا حرام ہے اس پر اجماع ہے اور مسلم شریف کے علاوہ حدیث کی بعض کتابوں میں جو یہ روایت ہے کہ نہی عن کسب الاماء کہ آپ نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا تو اس سے بھی زنا اور اس کے مشابہ کسب مراد ہے مطلقاً اس کی کمائی مراد نہیں ہے اس لئے کہ اس کے سوت کاتنے یا کپڑے بننے وغیرہ کی اجرت بالاتفاق جائز ہے۔ (نووی شرح مسلم ج:۲)

بَاب بَيْعِ الْخِنْزِيرِ

یہ باب خنزیر کی بیع کے بیان میں

4686أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ «إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ». فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ. فَقَالَ «لاَ هُوَ حَرَامٌ». وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عِنْدَ ذَلِكَ «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا جَمَّلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالی اور اس کے رسول نے شراب مردار خنزیر اور بتوں کو فروخت کرنے سے منع کر دیا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ مردار کی چربی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کیوں کہ کشتیوں کے اوپر لگایا جاتا ہے اور اس کا تیل بنا کر چمڑوں پر لگایا جاتا ہے لوگ اس سے چراغ جلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں تو نبیؐ نے ارشاد فرمایا جی نہیں وہ بھی حرام ہے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اللہ پاک یہودیوں کو برباد کرے اللہ تعالیٰ نے چربی کو ان پر حرام کیا تو انہوں نے اس چربی کو پگھلا کر فروخت کر دیا اور اس کی قیمت استعمال کرنا شروع کر دی۔

توضیح: اس عظیم اسلامی شریعت میں انسان کے خیر وفلاح سے متعلق تمام امور کو سمیٹ دیا گیا ہے اور ہر اس امر پر تنبیہ کر دی گئی جس میں لوگوں کے لئے ضرر ہو چناں چہ تمام پاکیزہ چیزوں کو مباح کر دیا گیا اور ہر قسم کی خبیث چیزوں کو حرام قرار دے دیا گیا اور انہی حرام وگندی چیزوں میں سے چار چیزیں اس میں شمار کرائی گئی ہیں۔ چناں چہ جابرؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں ان اشیاء کی خرید وفروخت سے منع فرماتے ہوئے سنا، کہ شراب، مردار، سور اور بتوں کی خرید وفروخت حرام ہے اور ان کی قیمت کا کھانا بھی حرام ہے کیوں کہ یہی بگاڑ وفساد اور ضرر رساں اثرات عام کرنے کے لئے کافی ہیں پھر جابرؓ نے کہا کہ بعض صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ

کے رسول مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے اسے کشتیوں پر ملا جاتا ہے تاکہ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے سوراخوں کو اس چربی کے ذریعہ بند کیا جائے کہ کشتیاں غرق نہ ہونے پائیں کھالوں میں بطور تیل استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ جلد نرم ہو ملائم ہو اس سے لوگ اپنے چراغ کو بھی جلاتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سب چیزیں حرام ہیں پھر آپؐ نے اس موقع پر لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ پاک نے جن چیزوں کو حرام قرار دے دیا اس کو حلال کرنے کا حیلہ اختیار کرنا گویا کہ اللہ کے غضب اور یہود پر اللہ کی لعنت فرمانے کی طرح ہے کہ جب اللہ نے ان پر مردار کی چربی کو حرام کیا تو انھوں نے اس کو پگھلا کر فروخت کیا اور اس کے حرام ہونے کے باوجود اس کی قیمت بھی کھائی۔

حالاں کہ اللہ پاک نے سورہ انعام کے اندر فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ جو وحی میری طرف آئی ہے اس میں کوئی ایسی چیزیں نہیں پاتا جو کھانے والے پر حرام کی گئی ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیوں کہ یہ ناپاک ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ نے صرف گوشت کا ذکر اس لئے کیا کہ اصل مقصود گوشت ہی ہوتا ہے اور باقی اشیاء اس کے تابع ہوتے ہیں اس لئے اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ خنزیر نر ہو یا مادہ زندہ ہو یا مردہ اپنے تمام اجزاء گوشت پوست ہڈی چربی بال ناخون وغیرہ سمیت حرام ہے اور اس سے نفع اٹھانا اور کسی کام میں لانا حرام ہے اور خنزیر کا حرام اور نجس العین ہونا احادیث سے بھی ثابت ہے جیسا کہ ابھی روایت میں گزرا۔

خلاصہ: یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی معصیت کا سبب بنے تو اگر اس کا کوئی جائز استعمال نہ ہو تو اس کو بیچنا جائز نہیں اور جس کا کوئی جائز استعمال بھی ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے جیسے مورتیاں مجسمے وغیرہ ان چیزوں کا استعمال ناجائز ہی ہوتا ہے اور جس چیز کا کوئی جائز استعمال بھی ہو جیسے ریڈیو کیمرہ وغیرہ بیچنا جائز ہے البتہ اگر خریدنے والا مسلمان ہو اور یہ علم ہو کہ وہ اس کو ناجائز کام میں استعمال کرے گا تو اس کے ہاتھ ایسی چیز بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔ فقہی ضوابط جلد نمبر ۲، ص: ۶۸۔

مردار کے چمڑے اور بتوں کی خرید و فروخت کا حکم

اصنام یہ صنم کی جمع ہے جس کا معنی ہے بت شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ حرام چیز جب تک اپنی حالت پر رہے اس وقت تک اس سے نفع اٹھانا درست نہیں ہے اور اگر اس میں تبدیلی آجائے تو اس کا استعمال ممنوع ہے مگر دباغت کے بعد درست ہے۔ (تقریر ترمذی المدنی ص: ۶۹۸)

اسی طرح جب اصنام اپنی حالت پر ہوں تو ان کی بیع درست نہیں اگر انکا حلیہ بگاڑ کر لکڑی

یا تانبے وغیرہ کی حیثیت سے بیچا جائے تو درست ہے جیسا کہ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اصنام کی بیع کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کوئی جائز منفعت نہیں ہے تو اس بنا پر جب ان کو رتوڑ پھوڑ دیا جائے اور ان کے اسکریپ سے فائدہ اٹھایا جائے تو شوافع اور ان کے علاوہ بعض علماء کے نزدیک ان کی بیع جائز ہے اور اکثر حضرات انہی کو اپنے ظاہر پر رکھتے ہوئے منع ہی کرتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ ان کی بیع کی ممانعت ان سے نفرت دلانے میں مبالغہ کے لئے ہے اور ان کے ساتھ ان صلیبیوں کا بھی وہی حکم ہوگا جن کی عیسائی تعظیم کرتے ہیں اور حضرت گنگوہیؒ بھی فرماتے ہیں کہ جب تک وہ اصنام ہیں ان کا بیچنا حرام ہے اور جب ان کو لکڑی کی حیثیت سے بیچا جائے تو جائز ہے نیز فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردار کی چربی کے بارے میں اس لئے پوچھا تھا کہ مردار کے بعض اجزاء مثلاً دباغت کے بعد چمڑے اور اس کی ہڈیوں کا استعمال جائز ہے تو انہوں نے سمجھا کہ شاید چربی کا حکم بھی اسی طرح ہے جب کہ وہ بہت سی ضروریات میں اس کی طرف محتاج تھے اور پھر یہ بات بھی ہے کہ شریعت نے بعض نجاسات کو جلانے کی اجازت دی ہے جیسا کہ گوبر جلایا جاتا ہے اور اسی طرح اس تیل سے چراغ جلانا جائز ہے جس میں نجاست گر جائے اس لئے ان کو پوچھنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ نجس چیز سے انتفاع کا مدار اس پر ہے کہ اس میں سے نجس رطوبات ختم ہو جائیں اور چربی سے نجس رطوبتیں چوں کہ زائل نہیں ہوتیں اس لئے ان سے نفع درست نہیں ہے۔ (الکوکب الدری ج:۱،ص:۸۷ ۳ وص:۹۷ ۳)

مردار کی چربی کا حکم

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مردار کی چربی کھانے کے سوا باقی معاملات میں استعمال کرنا جائز ہے جیسا کہ دباغت دیا ہوا چمڑا۔ (نوویؒ شرح مسلم ج:۲،ص:۲۳)

اور علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ جانور کے جن اعضاء میں حیات نہیں ہوتی وہ چیزیں اس جانور کے مرنے کے بعد بھی ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ بال اور اون اور یہی قول ہے اکثر مالکیہ اور حنفیہ کا اور بعض نے کہا کہ ہڈی اور دانت اور سینگ اور کھر بھی پاک ہے۔ (فتح الباری ج:۵،ص:۳۳۱)

نجاست ملے ہوئے تیل کا حکم

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اگر پاک تیل میں کوئی نجاست گر جائے تو کھانے کے علاوہ باقی ضروریات میں اس کا استعمال درست ہے یا نہیں احناف وشوافع کے نزدیک درست ہے اور احناف اور

امام لیث وغیرہ کے نزدیک اس کا بیچنا بھی جائز ہے بشرطیکہ مشتری کو بتادے کہ اس میں نجاست گری ہوئی ہے اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کا استعمال کسی طور پر بھی درست نہیں ہے۔ (نووی شرح مسلم ج:۲،ص:۲۳)

تو خلاصہ یہ ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مردار کی چربی کا استعمال درست نہیں ہے اس لئے کہ وہ نجس العین ہے اور پگھلانے سے اس کا مادہ تبدیل نہیں ہوتا اور پاک تیل جس میں نجاست گر جائے اس کا استعمال کھانے کے علاوہ درست ہے اس لئے کہ وہ نجس عین نہیں ہے۔

اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا استعمال کھانے کے علاوہ جائز ہے اس لئے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا اور شوافع کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا استعمال درست ہے اور امیر یمانی فرماتے ہیں **وجواز جميع ذلك مذهب الشافعي**۔ (سبل السلام ج:۳،ص:۷۱)

اور امام احمدؒ کے نزدیک نہ مردار کی چربی کا استعمال درست ہے اور نہ ہی نجاست گرے ہوئے تیل کا استعمال درست ہے۔

اشکال اور اس کا جواب

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ ہی میں تھے تو میں نے ان سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے الی آخر الحدیث۔

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خمر وغیرہ کی حرمت کا اعلان آپ نے فتح مکہ کے موقع پر کیا جو کہ ۸ھ میں ہوا حالاں کہ یہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کی حرمت اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

اس اشکال کا جواب مبارکپوریؒ دیتے ہیں کہ ان اشیاء کی حرمت تو پہلے ہی ہو چکی تھی تو ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اس کا اعادہ فرمایا ہوتا کہ وہ لوگ بھی سن لیں جنہوں نے پہلے نہ سنا تھا۔ (تحفۃ الاحوذی ج:۲،ص:۲۶۴)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے پوچھا کہ آپ کا مردار چربی کے بارے میں کیا خیال ہے اس لئے کہ وہ تو کشتیوں کو ملی جاتی ہے۔

اشکال اور اس کا جواب

ابوداؤد ج:۲،ص:۱۳۷ کی روایت میں یُطلی بہا السفن کے الفاظ ہیں اس پر کوئی اشکال

نہیں۔اور ترمذی شریف میں یطلی بہ کے الفاظ ہیں اس پر اشکال ہے کہ بہ میں ضمیر کا مرجع کیا ہے۔

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں کہ شحوم میں جو شحم مفہوم ہے وہ اس کا مرجع ہے اور علامہ عینی نے فرمایا کہ یہ علی تاویل المذکور ہے یعنی جو ذکر کیا گیا ہے اس کو کشتیوں پر ملا جاتا ہے۔(تحفۃ الاحوذی ج:۲ ص:۲۶۴)

اور یہ سوال کرنے کی ضرورت ان کو کیوں پیش آئی اس کے بارے میں حضرت گنگوہی کے بارے میں بحث ہو چکی ہے۔

قولہ لا ہو حرام

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کو نہ بیچو اس لئے کہ یہ حرام ہے تو وہ ضمیر انتفاع کی طرف نہیں بلکہ بیع کی طرف لوٹتی ہے اس لئے کہ شوافع کے نزدیک اس سے انتفاع درست ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ ضمیر کا مرجع انتفاع ہے اس لئے ان کے نزدیک اس سے انتفاع درست نہیں ہے۔

مبارک پوریؒ صاحب امام خطابی سے نقل کرتے ہیں کہ جیسے مردار کا گوشت اپنے کتے کو کھلانا درست ہے اسی طرح مرادار کی چربی کا استعمال کشتیوں کے ملنے وغیرہ کے لئے جائز ہے۔

(تحفۃ الاحوذی ج:۲،ص:۲۶۵) مگر امام خطابی کا یہ استدلال درست نہیں ہے اس لئے کہ کتا مکلف نہیں ہے اور انسان مکلف ہے اور مکلف کے زیر استعمال پر چیز کے لئے انتفاع اس کا انتفاع سمجھا جائے گا اور نجس العین سے انتفاع درست نہیں ہے۔

بَاب بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ

یہ باب ہے اونٹ کو جفتی کے لئے فروخت کرنے میں

4687أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَبَيْعِ الأَرْضِ لِلْحَرْثِ يَبِيعُ الرَّجُلُ أَرْضَهُ وَمَاءَهُ فَعَنْ ذَلِكَ نَهَى النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم-.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو جفتی کے

لئے فروخت کرنے پانی کوفروخت کرنے اور کھیتی باڑی کے لئے زمین کوفروخت کرنے سے منع کیا ہے اسی طرح کہ آدمی اپنی زمین اور اپنے پانی کوفروخت کرے اس چیز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔

4688أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ح وَأَنْبَأَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر جانور کوجفتی کے لئے کرائے پر دینے کے لئے منع کیا ہے۔

4689أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الصَّعْقِ أَحَدِ بَنِي كِلاَبٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَسَأَلَهُ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ فَنَهَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّا نُكْرَمُ عَلَى ذَلِكَ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں بنوصعق جن کاتعلق بنوکلاب سے ہے ان کاایک فرد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے نر جانور کوجفتی کے لئے کرائے پر دئے جانے کے بارے میں دریافت کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کردیا اور فرمایا ہم اس سے معزز ہیں (یعنی باقاعدہ طے شدہ معاوضے کے بجائے ویسے ہی کوئی چیز دے دیتے ہیں۔

4690حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ وَعَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے والے کی کمائی کتے کی قیمت اور نر جانور کوکرائے پر دینے کے معاوضے سے منع کیا ہے۔

4691أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو جفتی کے لئے کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

4692 أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ {عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ} قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور نر جانور کو جفتی کے لئے کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

توضیح: ان احادیث کا جواب تحفۃ الالمعی ج: ۴، ص: ۲۰۳ میں مذکور ہے وہ یہ کہ صاحب ہدایہ کے نزدیک ہر کتے کی بیع جائز ہے اور جب کتے کی بیع جائز ہے تو ثمن حلال ہے اور علامہ سرخسی کے نزدیک جو صاحب ہدایہ کے استاذ الاساتذہ ہیں صرف معلم کتے کی بیع جائز ہے یعنی وہ کتا جس کو کوئی فن سکھایا گیا ہو اس کی بیع جائز ہے اور غیر معلم کتے کی بیع ناجائز ہے۔

علامہ کشمیریؒ نے اس رائے کو پسند کیا ہے۔ دوسری بات امام شافعیؒ کے نزدیک کتا نجس العین ہے پس اس کے بیع اور ثمن کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر کتے کی نجس العین ہونے کی دلیل ہمارے علم میں نہیں ہے بلکہ امام مالکؒ کے نزدیک تو کتے کا جھوٹا پاک ہے اور ایک غیر صحیح روایت اس کی حلت کی بھی ہے پس اس کی بیع اور ثمن دونوں حلال ہوں گے۔

حضرت امام شافعیؒ نے کتے کے بیع کو عدم جواز پر یہ دلیل دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا مگر جب ان سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بلی کی قیمت سے بھی منع فرمایا ہے حالاں کہ وہ آپ کے نزدیک جائز ہے پس انہوں نے جواب دیا کہ یہ ممانعت اس لئے کہ بلی لہ بارے میں شریعت چاہتی ہے کہ مباح الاصل رہے لیکن اگر کسی کو بلی کی ضرورت ہو اور مفت نہ ملے تو خرید سکتا ہے پس یہی جواب کتے کی ممانعت کا بھی دیا جا سکتا ہے یعنی شریعت کتے کو بھی مباح الاصل کرنا چاہتی ہے لیکن اگر مجبوری ہو تو کتے کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس کا ثمن حلال ہے مگر کتوں کا کاروبار کوئی پسندیدہ کاروبار نہیں۔ بہ الفاظ دیگر کچھ پیشے اور خرید وفروخت اگرچہ فی نفسہ جائز ہوتی ہے مگر شریعت اس کو پسند نہیں کرتی جیسے بیت الخلاء صاف کرنے کا پیشہ وغیرہ۔

تو معلوم ہوا کہ کچھ بیوع ہیں جیسے کتے بلی کی خرید وفروخت اگرچہ فی نفسہ جائز ہے مگر چوں کہ

یہ کاروبار پسندیدہ نہیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اسی طرح روایت میں عسب الفحل ہے فحل کے معنی ہیں سانڈ بجار وہ نر جو نسل کشی کے لئے ہوتا ہے اور عسب کے معنی ہیں اجرت مگر یہ لفظ بجار کی اجرت کے لئے خاص ہے بجار کی اجرت ناجائز ہے کیوں کہ مادہ پر جفتی کرنے سے حمل ٹھہرا یا نہیں یہ بات معلوم نہیں پس منفعت مجہول ہے اس لئے اجارہ فاسد ہے البتہ نذرانہ جائز ہے یعنی اگر کوئی شخص بجار کے گھاس دانہ وغیرہ کے لئے پیسے دے یا بجا(کے مالک کو ہدیہ دے یا اس کی عزت افزائی کرے تو یہ جائز ہے جیسے تراویح کی اجرت تو جائز نہیں مگر نذرانہ جائز ہے یعنی کمیٹی کے حضرات مسجد کے فنڈ سے یا چندہ کر کے کچھ دیں تو یہ جائز نہیں اگر کوئی مصلی اپنی طرف سے امام صاحب کی خدمت کرے اور ہدیہ دے تو یہ جائز ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَبْتَاعُ الْبَيْعَ فَيُفْلِسُ وَيُوجَدُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز خرید لے پھر وہ شخص مفلس ہوجائے اور وہ چیز بعینہ اس کے پاس مل جائے

۴۶۹۰ - 4693 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »أَيُّمَا امْرِءٍ أَفْلَسَ ثُمَّ وَجَدَ رَجُلٌ عِنْدَهُ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ أَوْلَى بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.«

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کوئی شخص مفلس ہوجائے اور پھر کوئی شخص اپنے سامان کو بعینہ اس شخص کے پاس پائے تو کسی بھی دوسرے کے مقابلے میں وہ شخص اس سامان کا زیادہ حقدار ہوگا۔

4694 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الرَّجُلِ يُعْدِمُ إِذَا وُجِدَ عِنْدَهُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ وَعَرَفَهُ أَنَّهُ لِصَاحِبِهِ الَّذِي بَاعَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایسے شخص کے بارے میں بیان کرتے ہیں جو مفلس ہوجاتا ہے اگر کسی شخص کا سامان پہچان لے تو وہ سامان اس شخص کی ملکیت ہوگا جس نے اسے فروخت کیا تھا (اور اس کی قیمت وصول نہیں کی تھی)

4695 أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الأَشَجِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا وَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ .«فَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِ وَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلاَّ ذَلِكَ .«

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص کو اسکے پھلوں میں نقصان ہوگیا جو اس نے خریدے تھے اسکا قرض زیادہ ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ اسے صدقہ دو لوگوں نے اسے صدقہ دیا لیکن اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (یعنی اس کے قرض خواہوں سے فرمایا) جو تمہیں مل رہا ہے وہ لے لو تمہیں صرف یہی مل سکتا ہے۔

توضیح: انسان اس دنیا میں وقت گذارتا ہے اس کے اوپر کئی حالات آتے ہیں کبھی ایک حالت پر وہ قائم نہیں رہتا آج کچھ ہے کل کچھ یہ روزانہ کے مشاہدات کی بات ہے انسان کی اقتصادی و مالی زندگی کو ہی دیکھ لیجئے جس طرح ایک مفلس اور قلاش شخص راتوں رات رحمت خداوندی کے نتیجہ میں مال وزر کے خزانوں کا مالک بنجاتا ہے اسی طرح بڑے بڑے کاروباری دیکھتے ہی دیکھتے دیوالیہ ہوجاتے ہیں چناں چہ یہاں جو باب قائم کیا گیا ہے اسی کے تحت نقل کی جانے والی احادیث کا یہی حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص حالات کی تبدیلی کا شکار ہوجائے تو دوسرے انسانوں کا نہ صرف یہ فریضہ ہے کہ اس کے ساتھ اظہار وہمدردی کریں بلکہ اگر اس شخص پر کسی کا کوئی حق ومطالبہ ہو اور وہ مفلس ہوجانے کی وجہ سے اس کے ادائیگی سے وقتی طور پر عاجز ہو تو صاحب حق اسے اتنی مہلت دے دے کہ جب بھی اس کے حالات بہتر ہوں وہ اس کا حق ادا کردے۔

حدیث نمبر ۴۶۹۳ تا ۴۶۹۴ اس کو مثال سے سمجھیں، اشرف نے محمد سے کوئی مال خریدا

مگر اس کی قیمت ابھی ادا نہیں کر پایا تھا کہ مفلس ہوگیا اور حاکموں نے بھی اس کے مفلسیت کا فیصلہ کر دیا اب محمد یعنی بیچنے والے نے دیکھا کہ اشرف کے پاس بیچا ہوا مال موجود ہے نہ تو ظاہری طور پر برباد ہوا ہے نہ ہبہ کے وقت کے ذریعہ ختم ہوا ہے تو اس صورت میں محمد کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے درمیان جو بیع ہو چکی تھی وہ فسخ کر دے اور اشرف سے اپنا مال واپس لے لے کیوں کہ دوسرے قرض خواہوں کی بنسبت وہ مقدم ہے لہٰذ بجائے اس کے کہ وہ مال دوسرے قرض خواہ اشرف سے لیں محمد اس کے لینے کا زیادہ حقدار ہے اور اگر اشرف نے مال کی خریداری کے وقت قیمت کا کچھ حصہ ادا کر دیا ہو اور بقیہ حصہ ادا کرنے سے پہلے وہ مفلس ہوگیا تو اس صورت میں محمد اس مال کی اتنی ہی مقدار لے جو قیمت کے بقیہ حصہ کے بقدر ہو چناں چہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک کا یہی مسلک ہے ان حضرات کی طرف سے حدیث کا یہی مطلب بیان کیا جاتا ہے۔اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بیع وقرض اس حدیث کا مصداق نہیں یعنی بیع قرض میں وہ اس کا مال نہیں رہا ملکیت بدلنے سے چیز بدل گئی اگر بیچنے کے بعد بھی وہ چیز بائع کی رہے گی تو بائع اس کی دوسری بیع کر سکتا ہے جبکہ یہ بالاتفاق جائز نہیں معلوم ہوا کہ بیچنے کے بعد وہ چیز اس کی نہیں رہی قرض کا بھی یہی حکم ہے پس بیع وقرض اس حدیث کا مصداق نہیں بلکہ غصب وامانت اور عاریت اس حدیث کا مصداق ہیں کیوں کہ ملکیت نہیں بدلی۔

حدیث نمبر ۴۶۹۵ والے حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے ایک پھل دار درخت خریدا اور درخت پر لگے ہوئے پھل اس کے تصرف میں نہیں آئے تھے اللہ کی مرضی کہ اس پر آفت آپڑی اور وہ سب جھڑ گئے ادھر اس نے اس کی قیمت بھی ادا نہیں کی تھی چناں چہ جب بیچنے والے نے قیمت کا مطالبہ کیا تو اس نے لوگوں سے قرض لے کر وہ قیمت ادا کی اس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ قرض دار ہوگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی پریشان حالی دیکھی تو لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا وہ صدقہ خیرات کے ذریعہ ہی اس کی مدد کریں تاکہ وہ قرض کے بارے میں ہلکا ہو جائے لوگوں نے اس کی مدد کی مگر ان کی مدد بھی قرض کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں ہوئی۔

الحاصل: اس شخص کا افلاس بالکل ظاہر ہوگیا تھا تو اب تمہارے لئے یہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ تم اسے پریشان کرو ڈراؤ دھمکاؤ بلکہ اس صورت میں تم لوگوں پر واجب ہے کہ اسے مہلت دے دو جب دیکھو کہ اس کے پاس مال کی کثرت ہوگئی ہے تو اب مطالبہ کرو۔

بَابُ الرَّجُلِ يَبِيعُ السِّلْعَةَ فَيَسْتَحِقُّهَا مُسْتَحِقٌّ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز بیچتا ہے اور اس کا کوئی اور مستحق سامنے آجاتا ہے

4696أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرِ بْنِ سِمَاكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَضَى أَنَّهُ إِذَا وَجَدَهَا فِي يَدِ الرَّجُلِ غَيْرِ الْمُتَّهَمِ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَهَا بِمَا اشْتَرَاهَا وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ وَقَضَى بِذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

ترجمہ: حضرت اسید بن حضیر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا ہے جب کوئی شخص اپنا سامان کسی ایسے شخص کے پاس پاتا ہے جس پر تہمت نہ ہو(یعنی جس پر یہ الزام نہ ہو کہ اس نے چوری کر کے اس کا سامان حاصل کیا تھا تو وہ (پہلا شخص)اپنا سامان (اس دوسرے شخص) سے اسی قیمت پر خرید سکتا ہے(جس قیمت پر اس دوسرے شخص نے (وہ سامان (چور سے)خریدا تھا اور نہ پہلا شخص اس چور کو تلاش کرے (وہ دوسرے شخص سے اس سامان کو حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ نے بھی اسکے مطابق فیصلہ دیا تھا۔

4697أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ ذُؤَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَقَدْ أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ الأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي حَارِثَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ عَامِلاً عَلَى الْيَمَامَةِ وَأَنَّ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ أَيُّمَا رَجُلٍ سُرِقَ مِنْهُ سَرِقَةٌ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا حَيْثُ وَجَدَهَا. ثُمَّ كَتَبَ بِذَلِكَ مَرْوَانُ إِلَيَّ فَكَتَبْتُ إِلَى مَرْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَضَى بِأَنَّهُ إِذَا كَانَ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنَ الَّذِي سَرَقَهَا غَيْرُ مُتَّهَمٍ يُخَيَّرُ سَيِّدُهَا فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الَّذِي سُرِقَ مِنْهُ بِثَمَنِهَا وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ ثُمَّ قَضَى بِذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِي إِلَى مُعَاوِيَةَ وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى مَرْوَانَ إِنَّكَ لَسْتَ أَنْتَ وَلاَ أُسَيْدٌ تَقْضِيَانِ عَلَيَّ وَلَكِنِّي أَقْضِي فِيمَا وُلِّيتُ عَلَيْكُمَا فَأَنْفِذْ لِمَا أَمَرْتُكَ بِهِ. فَبَعَثَ

مَرْوَانُ بِكِتَابِ مُعَاوِيَةَ فَقُلْتُ لاَ أَقْضِي بِهِ مَا وُلِّيتُ بِمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ.

ترجمہ: عکرمہ بن خالد بیان کرتے ہیں حضرت اسید بن حضیر انصاری جن کا تعلق بنو حارثہ سے ہے یمامہ کے گورنر تھے مروان نے انہیں خط لکھا کہ حضرت معاویہ نے مروان کو یہ خط لکھا ہے جب کوئی شخص کی کوئی چیز چوری ہو جائے تو وہ شخص اس چیز کا زیادہ حقدار ہوگا خواہ وہ چیز کہیں سے بھی ملے پھر مروان نے یہ بات تحریر کر کے (مجھے حضرت اسید بن حصیر کو بھیج دی تو میں نے مروان کے جواب میں خط لکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ جس شخص نے چور سے اس چیز کو خریدار تھا اگر اس پر کوئی الزام نہ ہو (یعنی وہ چوری شدہ چیزیں خریدنے کے حوالے سے الزام یافتہ نہ ہو تو اب اس چیز کے مالک کو اختیار دیا جائے گا اگر وہ شخص چاہے گا یعنی جس کی وہ چیز چوری ہوئی تو وہ اس چیز کو اس کی قیمت کے عوض میں حاصل کر لے گا اور اگر وہ چاہے تو جا کے چور کو تلاش کرے حضرت ابوبکر حضرت عمر عثمان غنی نے بھی اس کے مطابق فیصلہ دیا ہے پھر مروان نے میرا یہ خط حضرت معاویہ کو بھجوا دیا تو حضرت معاویہ نے مروان کو خط میں لکھا تم اور اسید امیرے فیصلے کے خلاف فیصلہ نہیں دے سکتے، مجھے تم لوگوں پر جو اختیار حاصل ہے اس کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں اور میں نے تمہیں جس بات کی ہدایت کی ہے تم اسے نافذ کرو تو مروان نے حضرت معاویہ کا خط مجھے بجھوا دیا تو میں نے کہا میں اپنی حکومت میں حضرت معاویہ کے قول کے مطابق فیصلہ نہیں دوں گا۔

4698حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ السَّائِبِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »الرَّجُلُ أَحَقُّ بِعَيْنِ مَالِهِ إِذَا وَجَدَهُ وَيَتْبَعُ الْبَائِعُ مَنْ بَاعَهُ .«

ترجمہ: حضرت سمرہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی اپنے مال کا زیادہ حقدار ہوتا ہے جب وہ بعینہ اسے پالیتا ہے اور خریدار اس شخص سے مطالبہ کرے گا جس نے اسے فروخت کیا تھا۔

4699أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ

مِنْهُمَا .«

ترجمہ: حضرت سمرہؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جس عورت کے دو ولی اس کی شادی کروادیں تو ان دونوں میں سے جس نے پہلے کروائی اس کے مطابق اس کی شادی شمار ہوگی اور جب کوئی شخص دو آدمیوں کے ساتھ سودا کرلے تو اس کے ساتھ سودا درست شمار ہوگا جس کے ساتھ پہلے سودا کیا تھا۔

توضیح: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جب ایک آدمی کسی سامان کا کسی دوکاندار سے بھاؤ تاؤ کرائے تو جب تک پہلا آدمی لے کر یا نہ لے کر فارغ نہ ہوجائے بیچ میں ٹانگ نہیں لڑانی چاہئے۔ ہاں جب بات پختہ ہوجائے یا پختہ ہونے کے قریب ہو تو پھر دوسرا آدمی بیچ میں ٹانگ لڑا سکتا ہے۔

باب الِاسْتِقْرَاضِ

یہ باب قرض لینے کے بیان میں

4700حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ »بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالأَدَاءُ

ترجمہ: اسماعیل بن ابراہیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چالیس ہزار قرض لیا آپؐ کے پاس کچھ مال آیا تو وہ مال آپؐ نے میرے حوالے کردیا آپؐ نے فرمایا اللہ تمہارے اہل خانہ اور تمہارے مال میں برکت نصیب کرے بے شک ادھار کا بدلہ یہی ہے کہ تعریف کی جائے اور ادھار واپس کردیا جائے۔

توضیح: انسانی معاشرے میں اللہ پاک نے لوگوں کی ضرورتوں کو ایک دوسرے سے جوڑ رکھا ہے اسی سلسلہ میں قرض بھی انسانی ضروریات میں سے ہے اس کے احکام و آداب شریعت میں بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں قرآن کریم میں بھی بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ صدقہ دینے سے دس گنا ثواب ملتا ہے اور کسی کو قرض دینے سے

اٹھارہ گنا ثواب ملتا ہے۔(ابن ماجہ)

وجہ اس کی یہ ہے کہ صدقہ تو بغیر ضرورت کے بھی مانگ لیا جاتا ہے اور قرض حاجت مند ہی مانگتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ صدقہ دے کر بے فکری ہو جاتی ہے اور قرض دے کر اس کی طرف توجہ رہتی ہے اور دھیان لگا رہتا ہے اور دیر میں وصول ہونے سے خصوصاً جب اپنی ضرورت کے وقت وصول نہ ہو سخت تکلیف ہوتی ہے اس وجہ سے اس کا ثواب زیادہ ہے۔(فروع الایمان ص:۸۰)

قرض سے متعلق چند احکام

(۱) بلا ضرورت قرض نہ لیا جائے یعنی حتی الامکان کسی کے مقروض نہ بنو اور اگر ضرورت کے بنا پر کسی کا مقروض ہونا پڑے تو اس کے ادا کی فکر رکھو بے پرواہ مت بنجاؤ اور اگر وہ تم کو کچھ کہے سنے تو صبر کرو اس کا حق ہے۔

(۲) جب کسی کا قرض ادا کیا کرو تو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دعا بھی دیا کرو اور اس کا شکریہ بھی ادا کیا کرو۔

جیسا کہ ابھی حدیث گذری کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے چالیس ہزا قرض لیا اور جیسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرض کا انتظام ہوا آپؐ نے فوراً ادا کر دیا اور قرض دینے والے کو دعا بھی دی اور شکریہ بھی ادا کیا جہاں تک بات ہے کہ ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے خصوصاً قومی ضروریات کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرض لیا کرتے تھے اپنی ذاتی ضرورت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرض نہیں لیا کرتے تھے، جہاں تک دیگر حدیثوں میں قرض کی مذمت بیان کی گئی ہے وہ بلا ضرورت قرض لینے کی ہے اور مال ہونے کے باوجود ٹال مٹول کرنے کی مذمت ہے مزید تفصیل کے لئے تعلیم الدین ص:۲۰۳ دکھیں۔

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الدَّيْنِ

یہ باب ہے کہ قرض کے بارے میں شدید تاکید کے بیان میں

4701 أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلاَءُ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ وَضَعَ رَاحَتَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ

ثُمَّ قَالَ »سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا نُزِّلَ مِنَ التَّشْدِيدِ .«فَسَكَتْنَا وَفَزِعْنَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ سَأَلْتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا التَّشْدِيدُ الَّذِى نُزِّلَ فَقَالَ » وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلاً قُتِلَ فِى سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيِىَ ثُمَّ قُتِلَ ثُمَّ أُحْيِىَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ دَيْنُهُ .«

ترجمہ: حضرت محمد بن جحش بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر آپؐ نے اپنی ہتھیلی کو پیشانی پر رکھا پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے ابھی جو شدید حکم نازل ہوا ہے اس پر اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں (راوی بیان کرتے ہیں ہم لوگ خاموش رہے ہم خوف زدہ بھی ہو گئے اگلے دن میں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ وہ شدید سختی والا حکم کیا تھا جو نازل ہوا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے پھر اسے زندہ کیا جائے پھر شہید ہو جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ قرض لازم ہو تو وہ اس وقت جنت میں داخل نہیں ہو گا جب تک اس کی طرف سے اس کا قرض ادا نہیں کیا جاتا۔

4702أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا الثَّوْرِىُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ سَمْعَانَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- فِى جَنَازَةٍ فَقَالَ »أَهَا هُنَا مِنْ بَنِى فُلاَنٍ أَحَدٌ .«ثَلاَثًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ -صلى الله عليه وسلم- »مَا مَنَعَكَ فِى الْمَرَّتَيْنِ الأُولَيَيْنِ أَنْ لاَ تَكُونَ أَجَبْتَنِى أَمَا إِنِّى لَمْ أُنَوِّهْ بِكَ إِلاَّ بِخَيْرٍ إِنَّ فُلاَنًا -لِرَجُلٍ مِنْهُمْ- مَاتَ مَأْسُورًا بِدَيْنِهِ .«

ترجمہ: حضرت سمرہؓ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے تو آپؐ نے دریافت کیا کیا یہاں بنو فلاں سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص موجود ہے نبیؐ نے تین مرتبہ یہ دریافت کیا تو ایک صاحب کھڑے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا تم نے پہلی بار مجھے جواب کیوں نہیں دیا میں نے بھلائی کے حوالے سے ہی تمہارا ذکر کرتا تھا فلاں شخص (راوی کہتے ہیں) ان میں سے جو صاحب فوت ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر

کرتے ہوئے یہ فرمایا اس کا انتقال ہو گیا ہے اس کے قرض کی وجہ سے اسے (جنت میں داخل ہونے سے روک لیا گیا۔

توضیح: ابتدا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل یہی تھا کہ آپؐ قرض سے متعلق دریافت فرماتے تھے اگر کوئی مقروض ہوتا اور اپنے پیچھے قرض کی ادائیگی کا انتظام نہ چھوڑ کر جاتا اور کوئی شخص بھی اس کے قرض کی ذمہ داری نہیں اٹھاتا تھا تو صحابہ کرامؓ کو اس کی جنازہ کا حکم فرماتے تھے البتہ اگر کوئی شخص میت کی جانب سے قرض کی ادائیگی کا ذمہ لے لیتا پھر آپؐ خود اس کی نماز جنازہ پڑھاتے لیکن پھر جب اللہ نے مسلمانوں پر فتوحات کے دروازے کھول دئے اور مشرکین و کفار سے جنگ کے بعد غنیمت وغیرہ کی صورت میں مال وزر میں وسعت و کشادگی نصیب ہوئی تو آپؐ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا میں دین و دنیا کے تمام امور میں مسلمانوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں لہٰذا جو مسلمان اس حالت میں مرے کہ اس پر قرض ہو اور اس نے اتنا مال نہ چھوڑا ہو کہ اس کا قرض ادا ہو سکے تو اس کے قرض کے ادا کا میں ذمہ دار ہوں اور جو مسلمان مال کو چھوڑ کر مرے تو اس مال سے اس کا قرض ادا کرنے کے بعد جو کچھ بچے وہ اس کے وارثوں کا حق ہے بہر حال ابتدائی زمانہ میں اگرچہ آپؐ نماز جنازہ ادا نہیں فرماتے تھے لیکن صحابہ کرامؓ نماز جنازہ پڑھتے تھے لہٰذا مقروض کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی نیز میت کے مقروض ہونے نہ ہونے سے متعلق تحقیق کرنا یا مقروض کی نماز جنازہ ادا کرنے سے انکار کرنا شرعاً درست نہیں۔ (امداد الفتاوی ۱/ ۵۹۷ مکتبہ کراچی)

بَابُ التَّسْهِيلِ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس حوالے سے سہولت فراہم کرنا

4703 أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَتْ مَيْمُونَةُ تَدَّانُ وَتُكْثِرُ فَقَالَ لَهَا أَهْلُهَا فِي ذَلِكَ وَلاَمُوهَا وَوَجَدُوا عَلَيْهَا فَقَالَتْ لاَ أَتْرُكُ الدَّيْنَ وَقَدْ سَمِعْتُ خَلِيلِي وَصَفِيِّي -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ «مَا مِنْ أَحَدٍ يَدَّانُ دَيْنًا فَعَلِمَ اللَّهُ أَنَّهُ يُرِيدُ قَضَاءَهُ إِلاَّ أَدَّاهُ اللَّهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا.»

ترجمہ: عمران بن حذیفہ بیان کرتے ہیں سیدہ میمونہ بکثرت قرض لیا کرتی تھیں ان کے رشتہ داروں میں سے کسی نے کہا انہوں نے میمونہ کو ملامت بھی کی اور اس معاملہ میں

ناراضگی کا اظہار بھی کیا تو سیدہ میمونہ نے فرمایا میں قرض لینا ترک نہیں کروں گی کیوں کہ میں نے اپنے خلیل اور اپنے صفی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی شخص قرض لیتا ہے اور وہ یہ بات جانتا ہو کہ وہ شخص قرض واپس کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ دنیا میں ہی اس شخص سے اس قرض کو ادا کرا دے گا۔

4704 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِى عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- اسْتَدَانَتْ فَقِيلَ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ قَالَتْ إِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ »مَنْ أَخَذَ دَيْنًا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ أَعَانَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.«

ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہؓ قرض لیا کرتی تھیں ان کی خدمت میں عرض کیا گیا اے ام المؤمنین آپؓ قرض لے لیتی ہیں اور آپؓ کے پاس ادائیگی کا کوئی انتظام نہیں ہے سیدہ میمونہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب کوئی شخص قرض لیتا ہے اور وہ اسے واپس کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔

توضیح: شریعت اسلامیہ کے مزاج کا حسن ہے کہ وہ مختلف مقامات میں جانبین کے حقوق اور ذمہ داریاں متعین کر کے ان کی ادائیگی کی تاکید اور اس پر فضائل بیان کرتی ہے جس کی بنا پر اسلامی احکام میں اعتدال و توازن پیدا ہوتا ہے چناں چہ دیگر معاملات کی طرح قرض دار اور قرض خواہ دونوں کے لئے اپنے صاحب معاملہ کے حقوق بیان کئے گئے ہیں تا کہ مقروض قرض کی ادائیگی کی فکر کرے اور قرض خواہ کو قرض کے مطالبہ میں نرمی اور مہلت دینے کی ترغیب دی گئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرض کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود وقت پر ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ (بخاری و مسلم)

قرض کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود قرض کی ادیگی نہ کرنے والا ظالم ہے فاسق ہے (فتح الباری) اس لئے بلا وجہ قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام نہیں لینا چاہئے یہ سخت گناہ ہے۔

باب مَطْلِ الْغَنِىِّ

یہ باب ہے کہ خوشحال شخص کا قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا

4705أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »إِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ وَالظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِيِّ .«

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب کسی خوشحال شخص کو کسی قرض میں ذمہ دار بنایا جائے تو اسے اس ذمہ داری کو قبول کر لینا چاہئے اور خوشحال شخص کا قرض واپس کرنے میں ٹال مٹول کرنا زیادتی ہے۔

4706أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ وَبْرِ بْنِ أَبِي دُلَيْلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ .«

ترجمہ: عمرو بن شرید اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جس شخص کے پاس قرض واپس کرنے کی گنجائش ہو اس کا ٹال مٹول کرنا اس کی بے عزتی اور اس کی سزا دونوں کو حلال کر دیتا ہے۔

4707أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَبْرُ بْنُ أَبِي دُلَيْلَةَ الطَّائِفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مُسَيْكَةَ - وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا - عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ .«

ترجمہ: عمرو بن شرید اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جس شخص کے پاس قرض واپس کرنے کی گنجائش ہو اور وہ پھر بھی واپس نہ کرے تو وہ اپنی بے عزتی اور اپنی سزا کو حلال کر دیتا ہے۔

توضیح: ان حدیثوں میں اچھے انداز سے باہمی معاملہ کرنے کے آداب میں سے ایک ادب کی تعلیم دی گئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرض دار کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ اچھے انداز میں قرض کی ادئیگی کرے اور قرض خواہ کو تلقین فرما رہے ہیں کہ وہ اچھے انداز میں قرض کا مطالبہ کرے یا پھر اشارے کنائے یا کوئی اور ایسا قرینہ معلوم ہو کہ وہ قرض کی ادائیگی چاہ رہے ہیں تو اس صورت میں اس اس مالدار شخص کا ٹال مٹول کرنا جو قرض کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہے سراسر اس قرض خواہ کے ساتھ ظلم

ہے اور یہ ظلم اس وقت ختم ہوجاتا ہے جب قرض دار اپنے قرض خواہ کو کسی ایسے مال دار آدمی کی طرف منتقل کر دے جس سے اپنا حق وصول کرنا اس کے لئے آسان ہو اس صورت میں قرض خواہ کو چاہئے کہ وہ اس منتقلی کو قبول کر لے یہ اس کی طرف سے حسن تقاضا ہے اور اس میں قرض کی ادائیگی میں بھی آسانی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے وہ ظلم بھی دور ہو رہا ہے جو ٹال مٹول کرنے والے قرض دار کے ذمہ قرض باقی رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے لی الواحد یحل عرضہ وعقبتہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وسعت والا آدمی مالی حق کی ادائیگی میں خواہ مخواہ بلا وجہ ٹال مٹول کرتا ہے تو اس کو بے عزت کرنا اور اس کو سزا دینا جائز ہے اور فقہاء فرماتے ہیں کہ ایسے آدمی کو قاضی جیل میں قید بھی کر سکتا ہے۔

قولہ اذا ابتاع احدکم علی مَلِیٍّ فلیتبع اس کا مطلب امام ترمذی نے یہ کیا ہے کہ جس آدمی کے ذمہ حق ہے اگر وہ کسی مالدار کے حوالے کر دیتا ہے تو حق وصول کرنے والا یہ حوالہ قبول کرے قاضی شوکانیؒ نیل الاوطار ج:۵، ص ۲۵۱ میں لکھتے ہیں کہ اہل ظاہر اور اکثر حنابلہ کے نزدیک یہ حوالہ قبول کرنا واجب ہے اس لئے کہ حدیث میں امر کا صیغہ ہے اور جمہور علماء اس امر کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اور آگے لکھتے ہیں کہ جمہور کے کے نزدیک مالدار آدمی کا خواہ مخواہ ٹال مٹول کرنا فسق کا موجب ہے یعنی اس کو فاسق بنا دیتا ہے۔

حوالہ کے بارے میں ائمہ کے اقوال

احناف کے نزدیک حوالہ کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جیسا کہ صاحب ہدایہ نے ج:۳، ص:۱۰۰ میں لکھا ہے کہ محیل (یعنی مقروض) اور محتال (قرض خواہ) اور محتال علیہ) جس کے ذمہ یہ قرض منتقل کیا جارہا ہے یہ تینوں راضی ہوں تو حوالہ درست ہوگا اور جب ان کے درمیان عقد تام ہوجائے تو محیل (مقروض) بری الذمہ ہوجائے گا اور محتال (قرض خواہ) اس قرض کا مطالبہ محتال علیہ سے کرے گا۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر محتال علیہ (جس نے قرض ذمہ لیا ہے) ادائیگی سے قاصر ہو اور محتال کے مال ضائع ہونے کا امکان ہو تو ایسی صورت میں محتال (قرض خواہ) محیل (جس نے قرض لیا تھا مطالبہ کر سکتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب ان کے درمیان عقد تام ہو کر محیل بری الذمہ ہو چکا ہے تو اب اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔

بَابُ الْحَوَالَةِ

یہ باب حوالہ کے بیان میں ہے

4708حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ.«

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے خوش حال شخص کا قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا زیادتی ہے اور جب کسی شخص کو کسی مقروض کا ذمہ لینے کے لئے کہا جائے تو وہ اسے قبول کر لے۔

توضیح: حوالہ کے لغوی معنی۔

حوالہ کے لغوی معنی منتقلی کے ہیں۔

اصطلاحی معنی ایک شخص سے دوسرے شخص کے ذمے دین منتقل کر دینے کا نام حوالہ ہے۔

حوالہ کی شرط: حوالہ میں تین آدمی ہوتے ہیں۔

ایک مدیون جیسے محیل دوسرا دائن جیسے محال اور تیسرا دین کی ادائیگی کی ذمہ داری لینے والا جسے محل یعنی محال علیہ کہتے ہیں، حوالہ صحیح ہونے کے لئے ان تینوں کا راضی ہونا شرط ہے اس لئے کہ پہلا جو مدیون ہے بعض مرتبہ غیرت کی بنیاد پر خود پر لازم چیز کو از خود ادا کرنا چاہتا ہے اور دوسرے کا احسان لینا پسند نہیں کرتا ہے دوسرا جو محال ہے اس کا حق دوسرے کی طرف منتقل ہو رہا ہے بعض بعض دفعہ آدمی چاہتا ہے کہ میرا حق کسی اور کی طرف منتقل نہ ہو اور تیسرا جو محال علیہ ہے جس پر کسی کا حق لازم ہو رہا ہے جو بلا رضا کے لازم نہیں ہوتا ہے اس لئے ان تینوں کی رضامندی ضروری ہے۔

کن چیزوں میں حوالہ صحیح ہے۔

دین: وہ بھی معلوم ہو تو حوالہ صحیح ہے۔

دین مجہول اور عین میں حوالے صحیح نہیں ہے اس لئے کہ حوالہ میں انتقال سے مراد انتقال شرعی ہے اور یہ دین میں ہوتا ہے عین میں نہیں اس لئے کہ عین میں انتقال حسی ہوتا ہے اس لئے صرف دین معلوم میں حوالہ صحیح ہے دین مجہول اور عین میں حوالہ صحیح نہیں ہے۔(کشف الاسرار ج:۴، ص:۳۷۴،۳۷۵)

محتال علیہ کے دیوالیہ ہو جانے کی صورت میں ائمہ کے اقوال

اگر محتال علیہ کو قاضی نے مفلس قرار دے دیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک چوں کہ مال آنے جانے والی چیز ہے اوران کے نزدیک قاضی کے مفلس قرار دینے کے باوجود مفلسی کا حکم جاری نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں محتال محیل سے مطالبہ نہیں کرسکتا بلکہ محتال علیہ سے ہی مطالبہ کرے گا اور صاحبین) امام یوسف امام محمد کے نزدیک چوں کہ قاضی کے مفلس قرار دینے کی صورت میں مفلسی کا حکم جاری ہوتا ہے اس لئے ان کے نزدیک ایسی صورت میں محتال اپنا مال ضائع ہو جانے کے امکان کے پیش نظر محیل سے مطالبہ کرسکتا ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ اگر حوالہ کے وقت محتال کو محتال علیہ کے غنی ہونے کا علم نہیں تھا اور دھوکہ سے اس کے ساتھ یہ عقد کیا گیا تو ایسی صورت میں وہ محیل سے مطابہ کرسکتا ہے اور باقی صورتوں میں امام احمد کا نظریہ وہی ہے جو امام شافعی کا ہے کہ کسی صورت میں بھی محتال محیل سے اپنی رقم کا مطالبہ نہیں کرسکتا بلکہ محتال علیہ سے ہی کرے گا۔

امام احمدؒ اپنے نظریہ پر حضرت عثمان کے قول کو دلیل بناتے ہیں جس میں ہے لیس علی مال مسلم توی ترمذی ج:۱ص:۲۴۴) کہ مسلمان کے مال پر ہلاکت نہیں ہے یعنی اس کا ضیاع درست نہیں ہے اور وہ اس کی یہی صورت مراد لیتے ہیں کہ جب حوالہ کے وقت دھوکہ کیا گیا ہو تو اس صورت میں مسلمان کے مال کا ضیاع ہوتا ہے اور احناف بھی اپنے نظریہ پر حضرت عثمان کے اسی قول کو دلیل بناتے ہیں کہ اگر محتال کے مال کے ضیاع کا قوی امکان ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے تا کہ اس کا مال ضائع نہ ہو۔

بَابُ الْكَفَالَةِ بِالدَّيْنِ

یہ باب ہے کفالہ بہ دین کے بیان میں

4709 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ أُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ »إِنَّ عَلَى صَاحِبِكُمْ دَيْنًا« . فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ أَنَا أَتَكَفَّلُ بِهِ. قَالَ »بِالْوَفَاءِ« قَالَ بِالْوَفَاءِ.

ترجمہ: عبداللہ ابو قتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک انصاری شخص (کی میت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تاکہ آپؐ اس کی نماز جنازہ ادا کریں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے ساتھی کے ذمے کچھ قرض ہے تو حضرت قتادہ نے عرض کیا میں اس کا ضامن بنتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پورے قرض کے حضرت ابو قتادہ نے عرض کیا پورے قرض کے۔

توضیح: کفالت کے لغوی معنی ملانے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی: اصطلاح شرع میں مطالبہ حق میں کفیل کے ذمے کو اصیل سے ملانے کا نام کفالت ہے۔

کفالت کا رکن: ایجاب وقبول ہے حضرت امام یوسف کے نزدیک صرف ایجاب رکن ہے قبول رکن نہیں ہے۔فتوی حضرات طرفین کے قول پر ہے۔(الدر المختار مع رد المحتار، ۷/ ۵۹۲)

کفالت کا حکم: کفالت کا حکم یہ ہے کہ اصیل یعنی مدیون سے جو مطالبہ تھا وہ اب مدیون سے نہ کر کے کفیل سے کیا جائے گا۔

کفالت کے لئے اهلیت: کفیل بننے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ عاقل بالغ اور آزاد ہو لہٰذا مجنون نابالغ اور غلام کفیل نہیں بن سکتا اس لئے کہ کفالت تبرع کے قبیل سے ہے اور ان کو تبرع کا حق نہیں ہے بچے اور غلام اس وقت کفیل بن سکتے ہیں جب بچے کے ولی یا غلام کے مولی خاص طور پر کفیل بننے کی اجازت دے دیں۔

کفالہ کے اقسام: کفالہ کے دو اقسام ہیں:(۱) کفالہ بہ نفس (۲) کفالہ بہ مال۔

کفالہ بہ نفس کی جائز ہے اسی کے سبب سے مکفول بہ کو حاضر کرنا ضروری ہے جب کہ امام شافعی نے کہا کہ کفالہ بہ نفس جائز نہیں کیوں کہ کفیل اس چیز کی کفالت کو قبول کرنے والا ہے جس کو سپرد کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا اس لئے کہ مکفول بہ کے نفس اس کو طاقت حاصل نہیں ہے یہ خلاف کفالہ بہ مال کے کیوں کہ کفیل کو اپنے مال پر ولایت حاصل ہوتی ہے۔

ہماری دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ کفیل ضامن ہے اور یہ ارشاد گرامی کفالہ کے دونوں اقسام کے مشروع ہونے کا فائدہ دینے والا ہے کیوں کہ اس طرح کفیل مکفول بہ کو سپرد کرنے کی طاقت رکھنے والا ہے کہ مکفول لہ اس کو بتادے اور وہ مکفول بہ اور مکفول لہ کے درمیان تصفیہ کرادے یا پھر اس کے بارے میں قاضی کے مددگاروں سے مدد حاصل کرے اور اسی طرح کفالہ بہ نفس کی تو ضرورت پڑتی ہے اور میں کفالہ کے ثابت کرنے کا معنی بھی پایا جا رہا ہے اور وہ مطالبہ میں ذمہ

کو ملانا ہے۔(ہدایہ)

گذشتہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھانے سے پہلے اس کے قرض کے بارے میں پوچھا جب تک کہ اس کی ادائیگی کی ذمہ داری نہیں لی گئی اس وقت آپؐ نے نماز جنازہ نہیں پڑھائی ایسا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے کیوں کہ قرض کا معاملہ بڑا سنگین ہے ترمذی شریف میں ہے کہ قرض دار کا معاملہ موقوف رہتا ہے اس کی نجات یا ہلاکت کا فیصلہ نہیں کیا جاتا ہے یہ اس شخص کے ساتھ خاص ہے جس کے پاس اتنا مال ہو جس سے وہ قرض ادا کر سکے بہر حال وہ شخص جس کے پاس مال نہ ہو اور وہ اس حال میں مرا کہ قرض کی ادائیگی کا اس کا پختہ ارادہ رہا تو ایسے شخص کے بارے میں دیگر حدیثوں میں ہے کہ اللہ اس کا قرض ادا کریں گے۔(ابن ماجہ وغیرہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد مرنے والے سے معاف نہیں ہوتے جب تک کہ جس کا حق ہو وہ خود اس کو معاف نہ کردے یا کوئی دوسرے اس کی طرف سے ادا نہ کردے کچھ تفصیلات حدیث نمبر ۴۷۰۲ میں گذر چکی ہے۔

باب حُسْنِ الْمُعَامَلَةِ وَالرِّفْقِ فِى الْمُطَالَبَةِ

یہ باب ہے کہ قرض کا مطالبہ کرتے وقت اچھا سلوک کرنا اور نرمی اختیار کرنا اور قرض والے کو مہلت دینا

4711أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ «إِنَّ رَجُلاً لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ وَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ فَيَقُولُ لِرَسُولِهِ خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ قَالَ لاَ إِلاَّ أَنَّهُ كَانَ لِي غُلاَمٌ وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا بَعَثْتُهُ لِيَتَقَاضَى قُلْتُ لَهُ خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللَّهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ.»

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ ایک ایسا

شخص تھا جس نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی تھی وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا وہ اپنے نمائندے سے کہا کرتا تھا جو خوش حال ہو اس سے قرض وصول کر لینا اور جو شخص تنگدست ہو اسے رہنے دو اور درگذر کرنا تا کہ اللہ بھی ہم سے درگذر کرے اس شخص کا انتقال ہوا تو اللہ پاک نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا تم نے کبھی کوئی بھلائی کی ہے اس شخص نے عرض کیا نہیں البتہ میرے یہاں کچھ لوگ کام کیا کرتے تھے اور میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا تو جب میں اپنے نمائندوں کو قرض کا تقاضا کرنے کے لئے بھیجتا تھا تو میں ان سے یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص خوشحال ہو اس سے قرض واپس لے لینا اور جو تنگدست ہو اسے رہنے دیں اسے درگذر کرنا تا کہ اللہ بھی ہم سے درگذر کرے اللہ نے فرمایا کہ میں تم سے درگذر کرتا ہوں۔

توضیح: مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ مقروض سے ہمیشہ نرمی اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے ضرورت مندوں کو قرض دینا اور قرض کی بہترین ادائیگی کرنا اسلام میں جہاں اس کی ترغیب ہے وہیں تنگدست مقروض سے شفقت و مہربانی اور نرمی سے پیش آنا بھی اسلامی تعلیمات کا روشن باب ہے قرض دینے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ضرورت مند کی معاشی اور گھریلو پریشانیاں ختم ہو جائیں اس سوچ کے تحت اچھی نیتوں کے ساتھ دیا جانے والا قرض ثواب کا ذریعہ بھی بنے گا۔ کیوں کہ اس دنیا میں انسان کبھی بھی ہمیشہ مال و دولت سے نہیں لدا رہتا کبھی تو اس کے پاس مال کی فراوانی رہتی ہے کبھی بالکل کنگال ہو جاتا ہے کہ اس کے پاس ایک وقت کی روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی غرض یہ حالات ہر انسان کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ قرض دار کو مہلت دینے کے بارے میں قرآن و حدیث میں بہت فضائل وارد ہوئے ہیں۔ مزید تفصیل آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

4712 أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ إِذَا رَأَى إِعْسَارَ الْمُعْسِرِ قَالَ لِفَتَاهُ تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ تَعَالَى يَتَجَاوَزُ عَنَّا. فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ.«

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا جب وہ کسی تنگدست کی تنگدستی کو دیکھتا تھا تو اپنے کارکنوں سے یہ کہتا تھا کہ اس سے درگذر کرو تا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگذر کرے

جب وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچا تو اللہ نے بھی اس سے درگذر فرمایا۔

4713 أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوخَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلاً كَانَ سَهْلاً مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا الْجَنَّةَ.«

ترجمہ: حضرت عثمان غنی روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو اس وجہ سے جنت میں داخل کر دیا جو خرید و فروخت کرتے ہوئے حق ادا کرتے ہوے اور حق کا تقاضہ کرتے ہوئے نرمی سے کام لیتا تھا۔

توضیح: مذکورہ حدیثوں میں قرض دار کو مہلت دینے پر خاص توجہ دی گئی ہے کہ صاحب حق یعنی قرض دینے والے کو اسلام نے قرض کے مطالبے اور وصول یابی کے بارے میں فراخ نرم اور لچک دار رویہ اپنانے کو کہا ہے قرض دار کے احوال کو مدنظر رکھتے ہوئے صاحب حق کو ترغیب دی گئی ہے کہ قرض دار کو مہلت دی جائے فوراً ادائیگی پر اصرار نہ کیا جائے تنگ دستی کی صورت میں کچھ مناسب قرض معاف کر دیا جائے بہتر سے بہتر طریقے سے وصول کرنے کی کوشش کی جائے یقیناً اللہ پاک اپنی رحمت خاص سے ایسے قرض دینے والے بندے کو سیئات سے درگذر فرمائیں گے اس کے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا فرمائیں گے قیامت کی سختی اور ہولناکی سے نجات عطا فرمائیں گے اور اپنے عرش کا سایہ نصیب کریں گے جس دن عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (قرض کے مسائل و فضائل) بہر حال تنگ دست بدحال قرض دار کو مہلت دینے اور قرض کا کچھ حصہ یا سارا قرض معاف کر دینے کی قرآن و حدیث میں بہت ترغیب دی گئی ہے اور اس کو نیکی کا عمل بتلایا گیا ہے اللہ پاک کا ارشاد ہے: **ان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة وان تصدقوا خير الكم ان كنتم تعلمون** (سورہ بقرہ)

حضرت جابر بن عبداللہ ارشاد نبوی نقل کرتے ہیں کہ اللہ کی رحمت اس بندے پر جو بیچنے اور خریدنے میں اور اپنے حق کا تقاضہ کرنے میں اور وصول کرنے میں نرم اور فراخ دل ہو۔ (بخاری)

بَابُ الشَّرِكَةِ بِغَيْرِ مَالٍ

یہ باب ہے کہ کاروبار میں بغیر مال کے شرکت کرنا

4714 أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو

إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِئْ أَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عمار اور حضرت سعدؓ نے غزوۂ بدر کے دن شراکت کرلی تو حضرت سعد دو قیدی پکڑ لائے تھے میں اور حضرت عمار کوئی قیدی نہیں پکڑ سکے تھے۔

4715 أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ »مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُتِمَّ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ.«

ترجمہ: سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کردیتا ہے تو اس غلام کے باقی حصے کو اس شخص کے مال سے آزاد کیا جائے گا اگر اس شخص کے پاس مال موجود ہو جو اس غلام کی قیمت کے برابر ہو۔

توضیح: اگر کوئی غلام دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو ان میں سے کوئی شریک اپنا حصہ آزاد کردے تو کیا صرف اسی کا حصہ آزاد ہوگا یا سارا غلام آزاد ہوجائے گا اس سلسلے میں دو مسئلے ہیں:

(۱) عتق متجزی ہوتا ہے یا نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک عتق ہر حال میں متجزی ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک کسی حال میں متجزی نہیں ہوتا اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کبھی متجزی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

یہ تعبیر مجازی ہے کہ عتق متجزی ہوتا ہے یا نہیں اور مراد یہ ہے کہ ازالہ ملک متجزی ہوتا ہے یا نہیں مثلاً ایک غلام میں دو آدمی شریک ہیں ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا تو کیا صرف اسی کے حصے کی ملک زائل ہوئی یا پورے غلام میں ملک زائل ہوئی عتق متجزی ہونے یا نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اور ہر حال کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنا حصہ آزاد کیا ہے وہ مالدار ہو یا غریب غرض امام اعظم کے نزدیک عتق ہر حال میں متجزی ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک کسی حال میں نہیں اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو عتق متجزی نہیں ہوتا یعنی اس صورت میں سارا غلام آزاد ہوجاتا ہے اور اگر آزاد کرنے والا غریب ہے تو صرف اسی کا حصہ آزاد ہوتا ہے اس صورت میں عتق متجزی نہیں ہوتا۔

(۲) جن ائمہ کے نزدیک عتق متجزی ہوتا ہے ان میں اختلاف ہے کہ دوسرے شریک کا حصہ غلامی

میں برقرار رہے گا یا وہ بھی ثانی حال (بعد) میں آزاد ہو جائے گا۔ امام اعظم کے نزدیک اب وہ غلام غلامی میں باقی نہیں رہ سکتا اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دوسرے شریک کا حصہ بدستور غلامی میں باقی رہے گا اور یہیں سے اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہو گیا کہ غلام پر سعایہ (کمانا) ہے یا نہیں، احناف کے تینوں ائمہ سعایہ کے قائل ہیں اور ائمہ ثلاثہ سعایہ کے قائل نہیں۔ مسئلہ سمجھیں۔

ایک غلام دو شخصوں کے درمیان مشترک تھا ایک شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دیکھیں گے آزاد کرنے والا مالدار ہے یا غریب یعنی وہ اپنے شریک کے حصے کا ضمان دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ مالدار ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس کے شریک کو تین اختیار ہوں گے یا تو وہ بھی اپنا حصہ آزاد کرے (اس صورت میں غلام کی میراث ولاء) دونوں کو ملے گی کیوں کہ آزاد کرنے والا ہے دو ہیں یا وہ اپنے ساتھی سے ضمان لے کیوں کہ پہلے آزاد کرنے والے نے اس کا حصہ بگاڑ دیا ہے اب وہ غلام نہیں رہ سکتا) اور اس صورت میں دوسرے شریک کا حصہ پہلے شریک کی طرف منتقل ہو کر فوراً آزاد ہو جائے گا پس میراث تنہا اسی کو ملے گی) یا دوسرا شریک غلام سے اپنے حصے کی قیمت کموائے) جب غلام اس کو اس کے حصہ کی قیمت کما کر دے گا تو وہ حصہ بھی آزاد ہو جائے گا اور اس صورت میں میراث دونوں کو ملے گی) اور اگر آزاد کرنے والا غریب ہے تو اس کے ساتھی کو دو اختیار ہیں یا تو وہ بھی اپنا حصہ آزاد کرے یا قیمت کموائے۔

صاحبین کے نزدیک اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو صرف ضمان لے سکتا ہے وہ اپنا حصہ آزاد نہیں کر سکتا اور نہ قیمت کموا سکتا ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو اس کا شریک اس سے ضمان لے گا کیوں کہ اس صورت میں عتق متجزی نہیں ہوتا۔ (ایضاح المسلم ص: ۴۱۳)

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيقِ

یہ باب ہے غلام میں شراکت کرنے میں

4716 أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- » مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيمَةِ الْعَبْدِ فَهُوَ عَتِيقٌ مِنْ مَالِهِ. «

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کردے اور اس شخص کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اس غلام کی قیمت کے برابر ہو تو اس غلام کو اس شخص کے مال سے آزاد کیا جائے گا۔
تفصیل گذر چکی ہے۔

باب الشَّرِكَةِ فِى النَّخِيلِ

یہ باب ہے کھجور کے درخت میں شراکت

4717 أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ «أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلاَ يَبِعْهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ.»

ترجمہ: حضرت جابرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کے پاس زمین موجود ہو کھجور کا باغ موجود ہو تو وہ اسے اس وقت تک (کسی دوسرے شخص کو فروخت نہ کرے جب تک وہ اپنے شراکت دار کو اس کی پیشکش نہیں کر دیتا)۔

توضیح: معلوم ہوا کہ زمین جائداد یا کھجور کا باغ اس کے علاوہ دیگر سامان ہو تو سب سے پہلے اپنے شراکت دار کو اسی طرح پڑوسی کو خبر کرنا چاہئے یہ اخلاقی فریضہ ہے ہاں اگر وہ لینے سے انکار کر دے تو دوسرے کے حوالے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب الشَّرِكَةِ فِى الرِّبَاعِ

یہ مکان میں شراکت کا بیان

4718 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شَرِكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ وَحَائِطٍ لاَ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيعَهُ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ

فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ وَإِنْ بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے یہ ہر ایسی مشترک ملکیت والی چیز میں ہوگا جسے تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو خواہ وہ مکان ہو یا باغ ہو آدمی کے لئے اسے فروخت کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک وہ اپنے شراکت دار کو اس کی اطلاع نہیں دے دیتا اگر وہ شراکت دار چاہے گا تو اسے حاصل کر لے گا اگر چاہے گا اسے چھوڑ دے گا اگر کوئی شخص شراکت دار کو اطلاع دئے بغیر اسے فروخت کر دیتا ہے تو وہ شراکت دار اس جگہ کا زیادہ حق دار ہوگا۔

ملحوظہ: پہلے شفعہ کے متعلق سب حدیثیں پڑھ لیں پھر ایک ساتھ کلام آئے گا۔

باب ذِكْرِ الشُّفْعَةِ وَأَحْكَامِهَا

یہ باب ہے شفعہ اور اس کے احکام کے بیان میں

4719 أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ.«

ترجمہ: حضرت ابورافع روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے پڑوسی شفعہ کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

4720 أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرْضِى لَيْسَ لأَحَدٍ فِيهَا شِرْكَةٌ وَلاَ قِسْمَةٌ إِلاَّ الْجِوَارَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- »الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ.«

ترجمہ: عمر بن شعیب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میری زمین ایسی ہے جس میں کوئی شراکت دار نہیں ہے اور اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے البتہ زمین کے پڑوس میں (کسی کی زمین ہے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ حقدار ہے (یعنی شفعہ کرنے کا)

4721 أَخْبَرَنَا هِلاَلُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ

الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ » الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَعُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلاَ شُفْعَةَ .«

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ شفعہ ہر ایسے مال میں ہوتا ہے جسے تقسیم نہ کیا جاسکتا ہے جب حدود متعین ہوں اور راستے الگ ہوجائیں تو شفعہ نہیں ہوسکے گا۔

4722 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنٍ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بِالشُّفْعَةِ وَالْجِوَارِ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوس اور شفعہ کا حق حاصل ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

توضیح: شفعہ کا فقہی مفہوم

شفعہ مشتق ہے شفع سے جس کے لغوی معنی ہیں ملانا اور اس کا نام شفعہ اس لئے ہے کہ اس میں خریدی ہوئی زمین کو شفیع کا زمین کے ساتھ ملانے کا معنی پایا جاتا ہے۔

فرمایا کہ شفعہ نفس مبیع اور اس کے بعد حق مبیع میں شامل شخص کے لئے ثابت ہے حق مبیع جس طرح کوئی شخص پانی اور راستے میں شریک ہے اور اس کے بعد ہمسایہ کے لئے ہمسایہ کے لئے ثابت ہے۔ امام قدوری علیہ الرحمہ کے اس لفظ نے دونوں میں سے ہر ایک کے لئے حق شفعہ کے ثبوت اور ترتیب دونوں کا فائدہ دیا ہے۔

شفعہ تین لوگوں کے لئے واجب ہے:

(۱) ایک تو وہ جو خود زمین میں شریک ہو اس طرح کہ آدھی اس کی زمین ہے اور آدی حق شفعہ کا دعوی کرنے والے کی زمین ہے اس کو مبیع میں شریک کہتے ہیں زمین بکے تو اس کو خریدنے کا زیادہ حق ہے ورنہ کوئی دوسرا خراب شریک آئے گا تو اس کو نقصان ہوگا۔

(۲) دوسرے وہ لوگ ہیں جو خود تو زمین میں شریک نہیں ہیں لیکن زمین کا جو حق ہے مثلاً زمین پر آنے کا راستہ یا زمین میں پانی آنے کی نالی اس میں یہ لوگ شریک ہیں ان کو حق مبیع میں شریک کہتے ہیں ان کو دوسرے نمبر پر حق شفعہ ملتا ہے کہ مبیع میں شریک نہ لے تو حق مبیع میں شریک کو شفعہ کا حق ہوگا۔

(۳) تیسرے وہ لوگ ہیں جو نہ مبیع میں شریک ہیں اور نہ مبیع کے راستے یا پانی کی نالی میں شریک

ہیں البتہ مبیع سے ستی ہوئی اس کی زمین ہے جس کو پڑوسی کہتے ہیں ان کو تیسرے نمبر پر حق شفعہ ملے گا مبیع میں شریک اور حق مبیع میں شریک اگر نہ لیں تو اب مبیع کے پڑوس والوں کا شفعہ کا حق ملے گا کہ وہ لوگ اس بکنے والی زمین کو حق شفعہ کے ماتحت خریدیں اور یہ تینوں قسموں کے لوگ اگر نہ خریدیں تب باہر کے لوگوں کو خریدنے کا حق ہوگا۔

حدیث کی وضاحت: بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جار الدار حدیث میں الجار احق بسبقۃ کا لفظ ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ سبقۃ کیا چیز ہے فرمایا شفعہ۔

صاحب ہدایہ نے بھی شفعہ کے متعلق تین حدیثیں پیش کی ہیں اس لئے کہ شفیع تین قسم کے ہیں:

(۱) شفعہ ایسے شریک کے لئے ہے جس نے بٹوارہ نہ کیا ہو اس حدیث سے شریک کے لئے شفعہ کا ثبوت ہو گیا۔

(۲) گھر کا پڑوسی اور زمین کا زیادہ حقدار ہے اگر وہ گھر سے غائب ہے تو اس کا انتظار کیا جائے گا جب کہ ان دونوں کا راستہ ایک ہو اس حدیث سے شریک فی حق المبیع کے لئے شفعہ کا ثبوت ہو گیا۔

(۳) پڑوسی اپنے سقب کا زیادہ مستحق ہے۔

شفعہ کے متعلق ائمہ کا نظریہ

امام شافعیؒ فقط شریک فی عین المبیع کے لئے شفعہ کے قائل ہیں لہٰذا انہوں نے جوار کی وجہ سے ثبوت شفعہ کا انکار فرمایا، پھر اس پر انہوں نے ایک حدیث پیش فرمائی کہ شفعہ ایسی زمین میں ہے جس میں بٹوارہ نہ ہوا ہو جب حدیں واقع ہو گئیں اور راستے پھیر لئے گئے تو پھر شفعہ نہیں ملے گا، بہر حال اس حدیث سے بظاہر صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ نفس جوار کی وجہ سے بغیر شرکت شفعہ نہیں ہے۔ یہ امام شافعیؒ کی نقلی دلیل ہے اور عقلی دلیل یہ ہے کہ حق شفعہ تو خلاف قیاس ہے کیوں کہ اس میں بغیر مالک کی رضامندی کے اس کے مالک کا ہونا ہوتا ہے اور اصول یہ مقرر ہے کہ جو چیز خلاف قیاس ہوتی ہے وہ مورد شرع تک رہتی ہے اور بقول شافعی مورد شرع فقط غیر مقسوم جائیدار ہے۔

معلوم ہوا کہ غیر کے لئے ثبوت شفعہ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور یہ جار لفظ جو ہے مورد شرع کے معنی میں نہیں ہے۔ یعنی امام شافعیؒ فرماتے ہیں ثبوت شفعہ کا اصل راز یہ ہے کہ مالک کو بٹوارہ کی مشقت لاحق نہ ہو یعنی دو شریک ہیں ایک نے اپنا حق فروخت کر دیا اب دوسرے ساتھی کو مشتری سے ناچاہتے ہوئے بھی بٹوارہ کرنا پڑے گا تو اس شریک کو بٹوارہ کی تکلیف سے حق شفعہ کا حق دے

دیا گیا۔لیکن جار میں یہ بات نہیں ہے کیوں کہ وہاں اشتراک ہی نہیں پایا گیا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جار کو بھی شفعہ ملتا ہے عقلی دلیل یہ ہے کہ مورد شرع میں شفعہ مفت نہیں ملتا بلکہ معاوضہ مالی کے ساتھ ملتا ہے اور مقیس (جار) میں بھی شفعہ معاوضہ مالی کے ساتھ ملتا ہے اور عقار غیر مقسوم میں شریک کے لئے شفعہ ثابت ہونے کا سبب اتصال ہے یعنی شفیع کی ملک مشتری کی ملک کے ساتھ تابید اور قرار کے ساتھ متصل ہے اور یہی سبب غیر مورد شرع (جار) کے اندر بھی موجود ہے کیوں کہ جوار جو تمام تکلیفوں کی جڑ اور مادہ ہے (مثلاً پڑوس کا آگ جلانا دیوار اونچی کر کے دھوپ روکنا وغیرہ) اس کو ضرر اس اتصال کی وجہ سے پہنچتا ہے اس لئے مورد شرع یعنی غیر مقسوم عقار میں جوار کے اس ضرر کو دور کرنا ان کے لئے اتصال کو سبب شفعہ قرار دیا ہے اور جب ایسا ہے تو مورد شرع یعنی غیر مقسوم ہیں شریک کے لئے شفعہ کا حق حاصل ہونا خلاف قیاس نہ ہوگا۔

الحمدللہ

اللہ کے فضل سے آج ۲۰ر دسمبر ۶ر جمادی الاخریٰ

۱۱بجکر ۲۷ منٹ دن بروز بدھ بعد نماز عشاء

تسہیل النسائی تکمیل تک پہنچی

احقر محمد ابن مولانا صابر علی قاسمیؒ

فاضل دار العلوم وقف دیوبند سہارنپور یوپی

رابطہ نمبر:9554660392

مراجع ومصادر

نمبرشمار	نام کتاب	نام مصنف	مکتبہ
(۱)	ابوداؤدشریف	امام ابی داؤد سلیمن بن اشعث	امدادیہ ملتان
(۲)	انوارالمحمود	علامہ محمد صدیق نجیب آبادی	طبع دہلی
(۳)	اعلاء السنن	علامہ ظفر عثمانی	ادارۃ القرآن کراچی
(۴)	اوجزالمسالک	شیخ محمد زکریا صاحبؒ	ادارہ ملتان
(۵)	بذل المجہود	علامہ خلیل احمد سہارنپوری	مکتبہ قاسمی ملتان
(۶)	شمائل ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
(۷)	طحاوی شریف	امام جعفر طحاوی	مکتبہ رحیمیہ دیوبند
(۸)	فتاوی دارالعلوم	مفتی عزیز الرحمن	مکتبہ امدادیہ ملتان
(۹)	العرف الشذی	علامہ محمد انورشاہ کشمیری	مکتبہ رحیمیہ دیوبند
(۱۰)	فتح الباری	علامہ ابن حجر عسقلانی	مکتبہ مصطفیٰ مصر
(۱۱)	فتاوی شامی	علامہ شامی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
(۱۲)	فیض الباری	علامہ انورشاہ کشمیری	مکتبہ لاہور
(۱۳)	فتح القدیر	علامہ محمد بن عبدالواحد	مکتبہ مصطفیٰ مصر
(۱۴)	الکوکب الدرّی	رشید احمد گنگوہی	مکتبہ سہارنپور
(۱۵)	نووی شرح مسلم	امام یحییٰ بن شرف النووی	کتب خانہ کراچی
(۱۶)	ہدایہ	امام علی بن بکر المرغینانی	مطبع المجیدی کانپور
(۱۷)	نیل الاوطار	امام محمد بن علی الشوکانی	مکتبہ مصطفیٰ مصر
(۱۸)	تحفۃ الاحوذی	علامہ عبدالرحمن مبارک پور	مکتبہ ملتان

(۱۹)	عمدۃ القاری	علامہ محمود بن احمد عینی	طبع بیروت
(۲۰)	ایضاح المسلم	مفتی سعید احمد پالنپوری	مکتبہ حجاز دیوبند
(۲۱)	مسائل سود	مفتی حبیب الرحمن خیرآبادی	مکتبہ حراء دیوبند
(۲۲)	الدر المنضود	مولانا محمد عاقل مظاہری	مکتبہ شیخ کراچی
(۲۳)	تحفۃ الالمعی	مفتی سعید احمد پالنپوری	مکتبہ زمزم کراچی
(۲۴)	قرآن پاک میں شراب کی حرمت کا ثبوت	حکیم محمد اختر	خانقاہ کراچی
(۲۵)	قرض کے فضائل ومسائل	عبد الحمید مصری	مکتبہ احسان لکھنؤ
(۲۶)	معدن الحقائق	محمد حنیف گنگوہی	دارالاشاعت کراچی
(۲۷)	کشف الاسرار	ظفیر الدین مفتاحی	مکتبہ فیض القرآن دیوبند
(۲۸)	مسلم شریف	امام مسلم بن الحجاج	قدیمی کتب خانہ کراچی
(۲۹)	مرقات شرح مشکوۃ	ملاعلی قاری	مکتبہ امدادیہ ملتان